سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2012

(سوموار 5، منگل 6، بدھ 7، جمعرات 8-نومبر 2012)

(یوم الاثنین 19، یوم الثلاثاء 20، یوم الاربعاء 21، یوم الخمیس 22-ذوالحج 1433ھ)

پندرھویں اسمبلی : بیالیسواں اجلاس

جلد 42: شمارہ جات : 1 تا 4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بیالیسواں اجلاس

سوموار،5۔نومبر2012

جلد 42:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	-----------	1
2۔	ایجنڈا	-----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	-----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	11
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	-----------	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل	-----------	13

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	حلف		
7۔	نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف	-----------	13
	سوالات (محکمہ صحت)		
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----------	19
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----------	37
10۔	کورم کی نشاندہی	-----------	67
	منگل، 6۔نومبر 2012		
	جلد 42: شمارہ 2		
11۔	ایجنڈا	-----------	70
12۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	72
13۔	نعت رسول مقبول ﷺ	-----------	73
	سوالات (محکمہ جات امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت)		
14۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----------	74
15۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----------	107
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)		
16۔	مسودہ قانون انسانی اعضاء اور ٹشوز کی پیوند کاری پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	-----------	113
17۔	مسودہ قانون (ترمیم) سوشل سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود و ترقی خواتین و بیت المال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	-----------	113
18۔	مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	-----------	114

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
19۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سروسز ٹربیونل مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	114
	تحاریک التوائے کار	
20۔	ڈی پی ایس بورے والا میں خلاف پالیسی پرنسپل کی تعیناتی (۔۔۔جاری) ----------	115
21۔	صوبہ کے بجٹ پر بوجھ کم کرنے کے لئے جیلوں میں قیدیوں کی تعداد کم سے کم کرنے کے لئے ٹھوس پالیسی اپنانے کا مطالبہ ----------	117
22۔	سب ڈویژن مانگٹانوالہ کے راجباہ سید والا اور راجباہ علی جج سے بااثر افراد کا پانی چوری کرنا (۔۔۔جاری) ----------	121
23۔	تعلیمی بورڈ لاہور کی جانب سے نویں کلاس کی رجسٹریشن نہ کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کا مستقبل تباہ ہونے کا خدشہ ----------	122
24۔	سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ (فزیکل ایجوکیشن) خواتین و مرد کی پروفارما پروموشن کا مطالبہ ----------	124
25۔	سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کی باؤنڈری (سکیورٹی) وال کی تعمیر میں عملہ کی ملی بھگت سے ناقص مٹیریل کا استعمال ----------	125
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
26۔	مسودہ قانون (ترمیم) موشن پکچرز پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	129
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
27۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2006,2007,2008 2009 اور آڈٹ رپورٹ DRAPP برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	130

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرار دادیں(مفاد عامہ سے متعلق)	
28۔	صوبہ بھر میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی پیروں، عاملوں اور ڈاکٹروں کے اشتہارات پر پابندی کا مطالبہ ------------	136
29۔	کورم کی نشاندہی ------------	136
	بدھ، 7۔نومبر2012	
	جلد 42: شمارہ 3	
30۔	ایجنڈا ------------	139
31۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	143
32۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	144
	سرکاری کارروائی	
33۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	145
	پوائنٹ آف آرڈر	
34۔	شوگر ملوں کی جانب سے کرشنگ میں تاخیر سے گندم کی کاشت کے رقبہ میں کمی کا خدشہ ------------	146
	بحث	
35۔	ائرمارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث ------------	149
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
36۔	مسودہ قانون زکوٰۃ و عشر پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	179
37۔	کورم کی نشاندہی ------------	180

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات،8۔نومبر 2012	
	جلد 42: شمارہ 4	
38۔	ایجنڈا ------------	182
39۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	188
40۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	189
	تعزیت	
41۔	سابق ممبر اسمبلی جناب اعجاز احمد شیخ کی وفات پر دعائے مغفرت ------------	190
	سوالات (محکمہ خوراک)	
42۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	192
43۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	232
	تحاریک التوائے کار	
44۔	وفاقی حکومت کے ملازمین کی طرح صوبائی ملازمین کے کنوینس الاؤنس میں اضافے کا مطالبہ ------------	254
45۔	لاہور میں مقبرہ مہابت خان آثار قدیمہ کی عدم توجہی کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ------------	256
46۔	رزلٹ کارڈ میں کسی مضمون میں سٹار لگنے کی بناء پر داخلہ نہ ملنے پر طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا ------------	259
47۔	ہربنس پورہ لاہور میں ریونیو عملہ کی ملی بھگت سے سرکاری زمینوں کی ناجائز خرید وفروخت میں اضافہ ------------	260
48۔	زیر زمین پانی کی سطح نیچے جانے کی وجہ سے واسا کو اربوں روپے کا نقصان اور صارفین کو پریشانی کا سامنا ------------	261
49۔	کورم کی نشاندہی ------------	264

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
50۔	رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 07-2006 کا پیش کیا جانا	265
51۔	رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 08-2007 کا پیش کیا جانا	265
52۔	رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 11-2010 کا پیش کیا جانا	266
53۔	آڈٹ رپورٹ بابت حسابات مالیہ وصولی برائے آڈٹ سال 12-2011 کا پیش کیا جانا	266
54۔	آڈٹ رپورٹ بابت حسابات برائے آڈٹ سال 12-2011 کا پیش کیا جانا	266
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
55۔	مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2012	267
56۔	مسودہ قانون لائیو سٹاک بریڈنگ پنجاب مصدرہ 2012	267
57۔	مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب مصدرہ 2012	268
58۔	مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012	268
59۔	مسودہ قانون (ترمیم) کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب مصدرہ 2012	269
60۔	مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب مصدرہ 2012	269
61۔	مسودہ قانون کینال ہیریٹیج پارک لاہور مصدرہ 2012	270
62۔	مسودہ قانون کو فوری زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	270

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)		
63۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2012	------------	277
64۔	کورم کی نشاندہی	------------	288
65۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2012 (---جاری)	------------	289
66۔	مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012	------------	292
67۔	کورم کی نشاندہی	------------	318
68۔	مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012 (---جاری)	------------	318
69۔	کورم کی نشاندہی	------------	334
70۔	مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012 (---جاری)	------------	334
71۔	مسودہ قانون کو فوری زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	358
72۔	مسودہ قانون (ترمیم) انسانی اعضاء اور ٹشوز کی پیوند کاری پنجاب مصدرہ 2012	------------	360
73۔	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور مصدرہ 2012	------------	364
74۔	مسودہ قانون کو فوری زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	367
75۔	مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012	------------	368
76۔	مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیز مصدرہ 2012	------------	370
77۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	------------	376
78۔	انڈکس		

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(123)/2012/764. Dated. 2nd November. 2012.The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 5th November 2012 at 3.00 pm in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the 02nd November, 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔نومبر2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون پنجاب لائیو سٹاک بریڈنگ 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب لائیو سٹاک بریڈنگ 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

4

6۔ مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ مسودہ قانون کینال ہیریٹیج پارک لاہور 2012

ایک وزیر مسودہ قانون کینال ہیرٹیج پارک لاہور، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012 (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور، 2012 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012 منظور کیا جائے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1- ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	راجہ ریاض احمد

2- چیئرمینوں کا پینل

1-	ڈاکٹر اسد اشرف، ایم پی اے	پی پی-138
2-	مہر اشتیاق احمد، ایم پی اے	پی پی-150
3-	ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال، ایم پی اے	پی پی-235
4-	محترمہ انبساط حامد، ایم پی اے	ڈبلیو-359

3- کابینہ

1-	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور، مال اور مقامی حکومت و دیہی ترقی*
2-	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن*، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم*، ٹرانسپورٹ* وزیر خزانہ

- مورخہ 3-مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس مورخہ 14-مارچ 2011 تفویض کیا گیا۔
- مورخہ 15-مارچ 2011 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس مورخہ (5تا8-نومبر 2012) تفویض کیا گیا۔

6

3۔	چودھری عبدالغفور	:	وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کانکنی و معدنیات اور توانائی*
4۔	حاجی احسان الدین قریشی	:	وزیر مذہبی امور و اوقاف، بیت المال محنت اور ہاؤسنگ اینڈ اربن ڈویلپمنٹ*
5۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
6۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:	وزیر صنعت
7۔	ملک احمد علی اولکھ	:	وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ، جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات، سیاحت و ترقی تفریحی مقامات اور آبپاشی و قوت برقی*
8۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر جیل خانہ جات

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری محمد ایاز	:	داخلہ
2۔	محترمہ عفت لیاقت علی خان	:	ترقی خواتین
3۔	چودھری ندیم خادم	:	محنت
4۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
5۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
6۔	جناب محمد آصف ملک	:	ریلیف اینڈ کرائسز مینجمنٹ
7۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ وعشر اور بیت المال
8۔	راؤ کاشف رحیم خان	:	ہائر ایجوکیشن
9۔	جناب ظفر اقبال ناگرا	:	ہاؤسنگ وشہری ترقی
10۔	ملک محمد نواز	:	سماجی بہبود
11۔	جناب محمد مسعود لالی	:	آبپاشی
12۔	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
13۔	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
14۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
15۔	جناب عمران خالد بٹ	:	پبلک پراسیکیوشن
16۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
17۔	محترمہ شازیہ اشفاق مٹو	:	ایم پی ڈی ٹی
18۔	چودھری محمد اسد اللہ	:	توانائی

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن No.Legis:4–42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

19۔ جناب محمد اخلاق	:	سکولز ایجوکیشن
20۔ جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری و محصولات
21۔ ڈاکٹر سعید الٰہی	:	صحت
22۔ جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
23۔ جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
24۔ پیر محمد اشرف رسول	:	جنگلات، جنگلی حیات وماہی گیری
25۔ جناب غلام نبی	:	کامرس وتجارت
26۔ راناتنویر احمد ناصر	:	پی اینڈ ڈی
27۔ رانامحمد ارشد	:	امور نوجواناں، کھیل، تاریخی مقامات وسیاحت
28۔ جناب احسن رضاخان	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
29۔ جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
30۔ جناب عبدالوحید چودھری	:	خزانہ
31۔ ڈاکٹر فرخ جاوید	:	انفارمیشن
32۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	:	مواصلات وتعمیرات
33۔ سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	ماحولیات
34۔ سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز واشتمال اراضی
35۔ ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
36۔ سید باسط احمد سلطان	:	سی ایم آئی ٹی
37۔ سردار قیصر عباس خان مگسی	:	مال
38۔ سردار ملک جہانزیب وارن	:	وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم

9

39۔ میاں محمد کاظم علی پیرزادہ	:	کانکنی اور معدنیات
40۔ میاں فدا حسین وٹو	:	بیت المال
41۔ جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
42۔ ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ	:	بہبود آبادی
43۔ جناب جوئیل عامر سہوترا	:	انسانی حقوق و اقلیتی امور
44۔ جناب خلیل طاہر سندھو	:	قانون و پارلیمانی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب اشتر اوصاف

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیالیسواں اجلاس

سوموار،5۔نومبر2012

(یوم الاثنین،19۔ذوالحج1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 5بج کر12منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانامشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۫
ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى
الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ
عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩﴾

سورة الجَاثِيَة آیات 15تا19

جو کوئی عمل نیک کرے گا تو اپنے لئے۔اور جو برے کام کرے گا تو ان کا ضرر اسی کو ہو گا۔پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (15)اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب (ہدایت)اور حکومت اور نبوت بخشی اور پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں اور اہل عالم پر فضیلت دی (16)اور ان کو دین کے بارے میں دلیلیں عطا کیں۔تو انہوں نے جو اختلاف کیا تو علم آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔بے شک تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے فیصلہ کرے گا(17)پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے پر (قائم)کر دیا تو اسی (رستے) پر چلے چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا(18)یہ اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے۔اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے(19)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

اے ختم رُسل اے شاہِ زمن اے پاک نبیﷺ رحمت والے
تو جانِ سُخن موضوعِ سُخن اے پاک نبیﷺ رحمت والے
اے عقدہ کشائے کون و مکاں تیرے وصف نہیں محتاجِ بیاں
عاجز ہے زباں قاصر ہے دہن اے پاک نبیﷺ رحمت والے
اے بدر و حنین کے رہنما اے فاتح خیبر کے مولا
تیرا ایک اشارہ کفر شکن اے پاک نبیﷺ رحمت والے

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

جناب سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	ڈاکٹر اسد اشرف،ایم پی اے	پی پی۔138
2۔	مہر اشتیاق احمد،ایم پی اے	پی پی۔150
3۔	ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال،ایم پی اے	پی پی۔235
4۔	محترمہ انبساط حامد،ایم پی اے	ڈبلیو۔359

سید ناظم حسین شاہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

حلف

نومنتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ابھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ حلف ہو جانے کے بعد ٹائم دوں گا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تین منتخب ممبران مخدوم سید مرتضیٰ محمود، محترمہ رابعہ رحمٰن اور محترمہ شازیہ عابد حلف لینے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ان سے استدعا ہے کہ اپنی نشست پر کھڑے ہو کر حلف لے لیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب معزز ممبران اسمبلی مخدوم سید مرتضیٰ محمود، محترمہ رابعہ رحمٰن اور محترمہ شازیہ عابد نے حلف لیا)

سید ناظم حسین شاہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!آپ تو ماشاء اللہ اتنے سینئر ہیں اور سب جانتے ہیں۔ پہلے نو منتخب ممبران کے دستخط ہو جائیں کیونکہ ابھی تک یہ ایوان میں strangers ہیں۔جب تک اِن کے دستخط نہیں ہو جاتے تب تک کوئی کارروائی یا بات نہیں ہو سکتی۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جب تک اِن کے دستخط نہیں ہو جاتے تب تک These people are strangers in the House.دستخط ہو جانے کے بعد ایوان کی کارروائی شروع ہو گی۔

(اس مرحلہ پر نومنتخب معزز ممبران اسمبلی مخدوم سید مرتضیٰ محمود، محترمہ رابعہ رحمٰن اور محترمہ شازیہ عابد نے حلف رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم سید مرتضیٰ محمود صاحب!آپ کوئی بات کرنا چاہیں گے ؟

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!میں نے بھی آپ سے پوائنٹ آف آرڈر مانگا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!آپ اتنے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔آج بولنے کے لئے پہلے اِن کا حق ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!اگر آپ مجھے seniority دیتے ہیں تو پھر مجھے preference دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آج جس طرح کسی شادی کا کوئی دُولہا ہوتا ہے اسی طرح آج انہیں ٹائم دینا ان کا حق ہے۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!میری صرف ایک منٹ کی بات ہے جو پورے ایوان کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کی بڑی مہربانی۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!اتنی دیر میں تو میری بات ختم ہو جانی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!ویسے یہ precedents کے خلاف ہے۔

سید ناظم حسین شاہ:جناب سپیکر!یہ آپ کا اختیار ہے اور میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ہر قدم پر تذلیل ہو رہی ہے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کیونکہ ہر ممبر کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ دہری شہریت کے حوالے سے سیکرٹری اسمبلی کے سامنے آکر دستخط کرے۔ میں آپ کے نوٹس میں یہ لانا چاہتا ہوں بلکہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارا status کیا ہے اور سیکرٹری اسمبلی کا کیا ہے ؟دیکھیں اس طریقے سے ہماری قدم

قدم پر تذلیل کر کے ہمیں یہ کیا، message convey کرنا چاہتے ہیں؟ ہم اس اسمبلی کے معزز ممبر ہیں یا بستہ الف کے بدمعاش ہیں؟ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان میں راناصاحب سے پوچھ لیں کہ یہ قرارداد ہونی چاہئے۔ چیف الیکشن کمشنر کو یہ message دینا چاہئے کہ ہر بات پر ہماری تذلیل کا عنصر پیدا نہ کریں۔ اگر وہ کریں گے تو ہم بھی .What are we? We are the law-makers They are not the law-makers.

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا point آگیا ہے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: نہیں۔ جناب سپیکر! دیکھیں they just execute اور اس کے بعد پتا نہیں کہ اور اجلاس ہو گا کہ نہیں؟ آپ کون سے precedents create کر رہے ہیں؟ ممبر کو استحقاق ہے کہ اسمبلی کے سیشن سے 15 دن پہلے اور 15 دن بعد کوئی عدالت اسے طلب نہیں کر سکتی اور آپ اسے دیکھ لیں کہ یہ ایک ممبر کا privilege ہے۔ اب ہمارا status کیا ہے، order of precedent کیا ہے؟ آپ دیکھیں order of precedent کا۔ سیکرٹری صاحب کا ہمیں احترام ہے، عزت ہے اور سب کچھ ہے مگر ہمیں اس طریقے سے reduce نہ کیا جائے کہ ہم ان کے سامنے آکر دستخط کریں، ہماری credibility کو اتنا doubtful نہ بنایا جائے۔ آپ Custodian of the House ہیں تو یہ کون سا message دینا چاہتے ہیں۔ ٹھیک ہے انہوں نے دستخط کرانے تھے تو ہمیں فارم بھیج دیتے جس پر ہم دستخط کر دیتے۔ اگر کسی کے متعلق doubt ہوتا، اگر وہ غلط کرتا ہے تو وہ اس کے خلاف action لیتے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے، راناصاحب بھی آ جاتے ہیں تو یہ ایک قرارداد ہونی چاہئے اور آئندہ اگر اس قسم کی تذلیل کی گئی تو ہم اسے accept نہیں کریں گے اور ہر طریقے سے ہم اسے oppose کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم سید مرتضیٰ محمود صاحب!۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پہلے خواتین کو بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں decorum کا خیال رکھیں کیونکہ precedent یہ ہے کہ جب نئے ممبر آتے ہیں تو انہیں ہمیشہ موقع دیا جاتا ہے۔ مخدوم سید مرتضیٰ محمود صاحب!

مخدوم سید مرتضیٰ محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر اور respectable Parliamentarians السلام علیکم۔ سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کروں گا اور اپنی عوام کا

شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے مجھے یہاں منتخب کر کے بھیجا۔ باقی چھوٹی بڑی سب پارٹیوں کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے میرے خلاف کسی کو ٹکٹ نہیں دیا جس کی وجہ سے میں unopposed elect ہوا۔ میرے دادا مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب یہاں بولتے رہے، میرے والد صاحب یہاں بولتے رہے اور جنوبی پنجاب کی عوام کی نمائندگی کرتے رہے ہیں اور انشاء اللہ میں بھی اسی جوش و جذبے سے اپنی عوام کی اور جنوبی پنجاب کی نمائندگی کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے رب سے یہ دعا کروں گا کہ وہ مجھے یہ طاقت اور صلاحیت دے کہ میں اپنی عوام کی خدمت کر سکوں اور ہم سب اپنی عوام اور ملک کی خدمت کر سکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ رابعہ رحمٰن صاحبہ!

محترمہ رابعہ رحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا اور اپنی قیادت چودھری شجاعت حسین صاحب، چودھری پرویز الٰہی صاحب اور مونس الٰہی صاحب کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھے موقع دیا۔ میں اپنی پارٹی کی ہدایات کے مطابق انشاء اللہ کام کروں گی اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی مسلم لیگ (ق) کی جانب سے
چودھری پرویز الٰہی زندہ باد کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شازیہ عابد صاحبہ!

محترمہ شازیہ عابد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی کہ آج یہاں میں معزز ممبران کے درمیان موجود ہوں۔ میں اپنی گفتگو کا آغاز شہید بی بی اور شہید بھٹو صاحب کے نام سے کروں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اسمبلی پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے
"زندہ ہے بی بی زندہ ہے، کل بھی بی بی زندہ تھی آج بھی بی بی زندہ ہے،
کل بھی بھٹو زندہ تھا آج بھی بھٹو زندہ ہے، جب تک سورج چاند رہے گا
بھٹو تیرا نام رہے گا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! یہ محترمہ شہید بی بی کا vision ہے اور محترمہ شہید بی بی کی دوررس سوچ کا نتیجہ ہے کہ آج جمہوریت کی بقاء ہے اور آج پاکستان میں جمہوریت قائم ہے اور اسی جمہوریت کی وجہ سے ہم

سب یہاں موجود ہیں۔ میں یہاں لاہور 12 گھنٹے کا سفر طے کر کے آئی ہوں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ اسمبلی آج بہاولپور یا ملتان میں ہمیں بلاتی اور ہم وہاں جاتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں تخت لاہور میں آ کر ہم دیکھتے ہیں کہ شاندار roads ہیں جن پر اربوں، کھربوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں مگر آپ وہاں صوبہ کے آخری ضلع میں آ کر دیکھیں جہاں infrastructure نہیں، جہاں ہسپتال نہیں، جہاں roads نہیں۔ (شیم، شیم)

ہمارے ضلع کے عوام کا خون نچوڑ کر عیاشیوں پر لگا دیا جاتا ہے۔ (شیم، شیم)

(اس مرحلہ پر معزز حکومتی ممبران کی طرف سے "جھوٹ جھوٹ" کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House جی، بات کریں۔

محترمہ شازیہ عابد: جناب سپیکر! ہمارے ضلع سے ریونیو اکٹھا کر کے یہاں لاہور شہر پر لگا دیا جاتا ہے۔ میں آپ سے التماس کرتی ہوں کہ آپ وہاں آ کر دیکھیں کہ عام لوگوں کا حال کیا ہے؟ وہاں سے اتنا زیادہ ریونیو اکٹھا کیا جاتا ہے جو کہ یہاں صرف ایک road پر لگا دیا جاتا ہے۔ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ خدارا اس علاقے کے لوگوں کی آواز سنیں۔ ہم اپنا ایک آزاد صوبہ مانگتے ہیں، اپنا حق مانگتے ہیں اس لئے خدارا ہمارے اس حق کی طرف غور فرمائیں۔ شکریہ

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ میرا بولنے کا موقع تو نہیں تھا لیکن میں چاہ رہا تھا کہ کچھ نصیحتیں اپنے بیٹے کو کروں جو اس اسمبلی میں آیا ہے اور میں چاہ رہا تھا کہ on the floor of the House کروں اس لئے کہ تمام ممبران بھی ان نصیحتوں کو سنیں اور کوشش کریں کہ وہ بھی اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو وہی نصیحتیں دیں۔ آپ کے توسط سے اپنے بیٹے کو سب سے پہلے یہ نصیحت کروں گا۔۔۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! بیٹے کو نصیحت گھر پر کی جاتی ہے، یہاں پر کیا ضرورت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمارے اندر تھوڑی سی برداشت ہونی چاہئے۔ راجہ صاحب! انہیں سمجھائیں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر!سب سے پہلی نصیحت میرے بیٹے کو یہ ہو گی کہ بڑوں کا احترام کریں اور اس ایوان کی روایات کا بھی احترام کریں۔آپ کے توسط سے میری اپنے بیٹے سے گزارش ہو گی کہ اس دنیا میں کامیابی کا صرف ایک راز ہے کوئی rocket science پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو کامیابی دیتا ہے جو دیانتداری اور ایمانداری کو اپناتا ہے۔ دیانتداری اور ایمانداری آپ کی رگ رگ میں ہونی چاہئے، ہر فیصلہ آپ ایمانداری سے کریں گے تو آپ کبھی fail نہیں ہوں گے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ کبھی کسی بھی شخص کو آپ نے بیٹھ کر نہیں ملنا بلکہ جو شخص بھی آپ کے پاس ملنے کے لئے آئے وہ چاہے غریب ہو یا امیر، عمر میں آپ سے چھوٹا ہو یا بڑا، آپ نے اسے اپنی سیٹ سے اٹھ کر دونوں ہاتھوں سے ملنا ہے اور eye contact کے ساتھ ملنا ہے۔

جناب سپیکر! میری تیسری گزارش یہ ہے جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ ہمارا تعلق بہاولپور ڈویژن سے ہے۔ میں اپنے بیٹے سے یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو اسمبلی میں آنے کا موقع دیا ہے تو اب آپ نے پنجاب اسمبلی سے intimidate نہیں ہونا بلکہ آپ نے یہاں پر اپنے علاقے کی روایات کے مطابق اپنے علاقے کی نمائندگی کا حق ادا کرنا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہے کہ جب میں نے اس ایوان میں بہاولپور صوبے کی بحالی کی بات کی تھی تو مجھ پر بہت hooting ہوئی تھی لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری۔ میری نیت صاف تھی، میرا کوئی ulterior motive نہیں تھا میں اپنے لوگوں کی دیانتداری اور ایمانداری سے نمائندگی کا حق ادا کر رہا تھا جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی بڑی کامیابی دی کہ اسی ایوان میں قرارداد پڑھی گئی۔ میں نے بھی پڑھی، راجہ ریاض صاحب نے بھی پڑھی، چودھری ظہیر صاحب نے بھی پڑھی، رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی پڑھی اور اس ایوان نے متفقہ طور پر بہاولپور کی بحالی کا مطالبہ منظور کیا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ دیانتدار ہیں، اگر آپ ایماندار ہیں، اگر آپ کا vision without any ulterior motive ہے اور پاکستان کے حق میں ہے تو پھر یہ اسمبلیاں آپ کو facilitate کرنے کے لئے بنی ہیں یہ آپ کو intimidate کرنے کے لئے نہیں بنیں۔ میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتا آج میں بڑا pleasantly surprised ہوا ہوں اپنی پیپلز پارٹی کی بہن کی باتیں سن کر the I wish her best of luck ہماری (ق) لیگ کی بہن جنہوں نے حلف اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنی امان میں رکھے اور انہیں بھی دن دگنی رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے۔ بس میری یہی گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ایوان کی عزت اور وقار میں ہمیشہ اضافہ کرے۔ بہت بہت شکریہ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وقفہ سوالات شروع کر چکا تھا لیکن چلیں، پہلے لیڈر آف اپوزیشن بات کر لیں اور اس کے بعد چودھری صاحب بات کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آج جو ممبران منتخب ہوئے ہیں ان میں مخدوم احمد محمود صاحب کے بیٹے مخدوم مرتضیٰ صاحب، محترمہ رابعہ رحمٰن اور محترمہ شازیہ عابد کو مبارکباد دیتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے ایک سینئر صحافی خالد فاروقی صاحب جو روزنامہ "آواز" کے ایڈیٹر ہیں، کے بھائی روزنامہ "جنگ" اخبار کے نمائندے ہیں ان کے ساتھ کل ایک ڈکیتی کا واقعہ ہوا ہے اور ان کا کافی نقصان ہوا ہے۔تھانہ جوہر ٹاؤن میں پرچہ درج ہوا ہے۔میری آپ سے گزارش ہوگی یہاں پر لاء منسٹر صاحب تو تشریف نہیں رکھتے لیکن اس معاملے کو serious لیا جائے اور اس معاملے پر پولیس کو بھی ہدایت کی جائے۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس ایوان کی ایک کمیٹی اپنی نگرانی میں قائم کریں تاکہ اس معاملے کی اصل حقیقت سامنے آسکے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین خان: جناب سپیکر! میں آج نو منتخب ممبران مخدوم صاحب، محترمہ رابعہ رحمٰن اور محترمہ شازیہ عابد کو اس ایوان کا ممبر بننے اور حلف اٹھانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی پارٹی کی نمائندگی کرنے کا موقع دیا ہے۔میں مبارکباد دینے کے ساتھ ہی ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ہر ممبر جو یہاں پر منتخب ہو کر آتا ہے چاہے وہ direct ہو یا indirect ہو اس کے عمل کے اندر، اس کی کارکردگی کے اندر اور اس کی گفتگو کے اندر اس کی پارٹی کی تربیت جھلکتی ہے۔وہ کوشش کریں کہ

جتنا موقع انہیں ملا ہے اس سے یہ reflect ہو کہ ان کی سیاسی تربیت بہتر ہوئی ہے اور وہ بہتر طریقے سے اپنے صوبے کی نمائندگی کرنے کے لئے یہاں تشریف لائے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارا یہاں کا تمام عمل دیکھا جاتا ہے۔electronic progress کے ساتھ ساتھ ہر لفظ، ہر لمحہ کیمرے میں محفوظ ہو رہا ہوتا ہے جو کہ بہت اچھی بات ہے۔ یہ ہماری تصحیح کا ذریعہ بنا ہے لیکن بعض اوقات یہ تذلیل کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ ہم نے اپنے عمل سے اسے ٹھیک کرنا ہے۔آئندہ آنے والے الیکشن سے پہلے ہماری بہن نے جو کہ راجن پور سے منتخب ہوئی ہیں انہوں نے جو باتیں کہی ہیں میں ان کی تائید کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

Administrative Units جو ملکوں میں بنتے ہیں آپ اپنے قریبی مسلمان ممالک ترکی اور افغانستان میں صوبوں کی تعداد دیکھ لیں۔ میں نہایت ادب سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جب انڈیا معرض وجود میں آیا تو وہاں پر چودہ Administrative Units تھے۔ اس وقت وہاں پر بتیس سے زیادہ ہیں اور تینتیسواں صوبہ پنجاب کا حصہ کاٹ کر بنایا گیا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ اس سے انتظامی امور میں بہتری آتی ہے۔لوگوں کو اپنے آپ کو سنبھالنے اور اپنی لیڈر شپ تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے اس لئے لیڈر شپ کو بھی اس پر ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارے ہاں بلوچستان، پنجاب اور سرحد کے اندر یہ provision موجود ہے کہ احسن طریقے سے لوگوں کی رائے کے مطابق، لوگوں کی خواہشات کے مطابق اگر یہاں پر صوبے بن سکتے ہیں تو بنائے جانے چاہئیں۔اسی سے بہتری کے حالات نکلیں گے، سرداری نظام پر اسی سے ضرب آئے گی اور سرمایہ دارانہ نظام پر بھی اسی سے ہی ضرب آئے گی۔ یہ تقسیم ایک evolution process کا حصہ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے پاس جو تھوڑا سا وقت بچتا ہے کیونکہ ہم نے پونے پانچ سال اپنی متنازعہ چیزوں کے اندر ضائع کئے اور یہ اسمبلی fruitful activity پر کام کرنے سے قاصر رہی ہے حتیٰ کہ یہ بلڈنگ جو 80 لوگوں کے لئے بنی تھی اور اس وقت 371 ممبران کو یہ ہال cater کر رہا ہے۔اس کے ساتھ ہی بغل میں ایک بلڈنگ جو تقریباً 80 فیصد بنی ہوئی ہے اور پایہ تکمیل تک پہنچنے کے قریب ہے وہ بھی ہم پانچ سال میں مکمل نہیں کر سکے۔پتا نہیں آئندہ کس چیف ایگزیکٹو اور اُس کے ساتھیوں نے وہاں بیٹھے ہونا ہے لیکن working condition بہتر کرنا، عوام کی فلاح کے لئے بہتر چیزیں لے کر آنا،اس کو رقم کرنا اور اپنے ممبران کو decent طریقے سے پروان چڑھانے کے لئے انہیں آگے لے کر آنا اُن کا منشور ہونا چاہئے۔ بہت بہت شکریہ

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں!میں وقفہ سوالات announce کر چکا ہوا ہوں۔ یہ ممبران جنہوں نے سوالات۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! مجھے ذرا بات کرنے دیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات تو سنیں۔ ماجدہ زیدی صاحبہ! میری ذرا بات سن لیں۔ آپ سب نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ کیا ہے کہ وقفہ سوالات میں۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: ہم سب نے کب کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وہ آپ کے نمائندے ہیں اور آپ بھی پارلیمانی لیڈر ہیں۔ جن ممبران نے محنت کی ہے اور جن کے سوالات موجود ہیں اِس وقت استحقاق اُن کا ہے اس لئے آپ وقفہ سوالات کے بعد بات کر لیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: وہ تو انہوں نے بات کی ہے ہمیں تو بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا چودھری ظہیر الدین صاحب آپ کی نمائندگی نہیں کرتے؟ لیڈر نے سبھی کی نمائندگی کرنی ہوتی ہے، اپنے لیڈروں کی عزت کریں، آپ کی مہربانی۔ اگر آپ لوگ اپنے لیڈروں کی عزت نہیں کرنا چاہتے تو پھر۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: آپ نے سب کو بات کرنے دی ہے انہیں بھی بات کرنے دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات! ایڈوائزری کمیٹی کے اندر ایک decision ہوا ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کا ایک right ہے میں نے انہیں بات کرنے کا موقع دے دیا۔ اب اگر اِنہوں نے بات کرنی ہے تو وہ وقفہ سوالات کے بعد بات کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بھی تو معزز ممبر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جن کے سوالات ہیں وہ بھی سارے معزز ممبران ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جن کے سوالات ہیں وہ آئے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ نوید انجم صاحب کا سوال ہے وہ آئے نہیں لہذا آپ اِن کی بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر وہ نہیں آئے ہوئے تو ہمیشہ on his behalf پر کوئی ممبر سوال کر لیتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ اتنے personal نہ ہوں ماجدہ زیدی صاحبہ کو ایک problem ہے آپ ان کی بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف ایک منٹ کی بات کریں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اُس واقعہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو پچھلے سیشن میں یہاں رونما ہوا اور جس پر لاء منسٹر نے اپنی خواتین سے مجھ پر حملہ کرایا تھا۔ آج وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ پچھلے سیشن میں جب گورنمنٹ کی طرف سے کورم پوائنٹ آؤٹ ہوا تھا تو آپ نے مہربانی کی تھی کہ آپ اِس کو ایجنڈے پر لائے تھے اور آپ نے میری بات سننے کا وعدہ کیا تھا۔ آج میں چاہتی ہوں کیونکہ پتا نہیں اس سیشن کے بعد اس tenure کا کوئی سیشن آنا ہے یا نہیں؟ اس لئے یہ فیصلہ ہونا چاہئے اور وہ میرا استحقاق ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ میری بات سنیں۔ آپ نے مجھ سے چیمبر میں آکر بات کی اور آج بھی آپ مجھ سے چیمبر میں آکر بات کر سکتی تھیں۔ کئی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو سیکرٹریٹ کا بزنس ہوتا ہے اس کی آپ ایوان میں بات نہیں کر سکتے۔ جب میں نے پچھلی بار آپ کو accommodate کیا تھا تو میں آج بھی آپ کو accommodate کر دیتا لیکن سیکرٹریٹ کا بزنس سیکرٹریٹ کے اندر ہی ہونا چاہئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: آپ نے کہا تھا کہ یہ ایوان کی بات ہے ایوان میں ہی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب پیش ہوگی تو بات ہوگی۔ آپ تشریف رکھیں میں اسے دیکھ لیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! سوالوں کے بعد میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جب سوال ختم ہو جائیں تو پھر کر لیجئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ سے اجازت لینی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بہت مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عظمیٰ صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے چھوٹی سی گزارش کرنی ہے کہ جب ناظم حسین شاہ صاحب بات کر رہے تھے تو اس حوالے سے میں بھی اپنی reservation آپ کے سامنے put کرنا

چاہتی تھی۔آپ چونکہ اس وقت نئے ممبران کو ٹائم دے رہے تھے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم سے جو دہری شہریت کا certificate sign کرایا گیا ہے اس میں خواتین کے حوالے سے ایک بہت بڑی mistake ہے۔اس فارم کے اندر wife of کی بجائے widow of لکھا ہوا ہے۔ یہ کسی مرد کے لئے clerical mistake ہو سکتی ہے لیکن ایک خاتون کے اس فارم میں widow of کا درج ہونا، آپ اس سے الیکشن کمیشن کی efficiency کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جن کو wife of اور widow of کا فرق معلوم نہیں ہے۔ تمام خواتین ممبران کو اس widow of کے فارم پر sign کرنے پڑے ہیں۔اس پر میں بہت زیادہ احتجاج بھی کرتی ہوں اور مذمت بھی کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ تمام خواتین جنہوں نے اس فارم کو sign کیا ہے، میں نے as protest sign کیا ہے اور میں اس وقت سیکرٹری صاحب کو بتا کر بھی آئی تھی کہ میں as protest sign کر رہی ہوں کیونکہ یہ آئینی ذمہ داری ہے لیکن یہ بہت غلط طریق کار ہے۔اگر اتنی غیر ذمہ داری کا ثبوت الیکشن کمیشن اب دے رہا ہے تو میں نہیں جانتی کہ اگلے آنے والے دنوں میں کیا ہونے والا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس لئے ہم نے تحریک استحقاق جمع کرائی تھی۔ میری درخواست ہوگی کہ اس کو take up کیا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی بات ہو گئی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب ہمیں لیٹرز لکھے گئے اور specially ہمیں sign کرنے کے لئے بلایا گیا کہ ہم سیکرٹری اسمبلی کے سامنے جا کر sign کریں گے۔ ہمیں پہلے گھروں میں mail بھجوائی گئی، وہ بھی اسمبلی کا خرچہ ہوا، پنجاب کے لوگوں پر اس کا burden آیا اور اس سے بھی تسلی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد forcefully یہ کہا گیا کہ سیکرٹری اسمبلی کے سامنے آکر signature کریں۔یہاں پر حالات یہ ہوتے ہیں کہ جب اپوزیشن کورم پوائنٹ آؤٹ کرتی ہے اور یہاں پر چار بندے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں history اس بات کی گواہ ہے کہ جب سیکرٹری صاحب کو بتایا جاتا ہے کہ کورم پوائنٹ آؤٹ ہو چکا ہے، جب یہاں پر legislation ہو رہی ہوتی ہے تو سیکرٹری صاحب ادھر ادھر دیکھتے ہیں اور اسے over heard کرتے ہیں، یہاں یہ کچھ بھی ہوتا ہے لیکن لوگوں کی مجبوریوں کو ignore کیا جاتا ہے۔آپ راجن پور، ڈی جی خان، سرگودھا اور بہاولپور سے یہاں آئیں اور سیکرٹری صاحب کے سامنے

آکر sign کریں تو میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب آپ اتنے معزز ممبران کو force کر سکتے ہیں تو کیا ایک صفحہ پڑھنے میں کوئی قباحت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سیمل کامران صاحبہ! چودھری ظہیر الدین صاحب نے یہ بات کی پھر ناظم شاہ صاحب نے یہ بات کی۔ اب آپ بات کی repetition نہ کریں۔ on the floor of the House یہ بات آچکی ہوئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ کا سیکرٹریٹ اتنا competent نہیں ہے کہ جب انہیں ایک صفحہ کہیں سے غلط ملتا ہے تو انہیں ٹھیک نہیں کر سکتے؟ female members کو مجبور کیا گیا کہ وہ widow of والے فارم پر sign کریں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Female members وہ الفاظ کاٹ کر بھی sign کر سکتی تھیں۔ وہ کاٹ کر لکھ دیتیں اس میں کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ یہ common sense کی بات ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کاٹ کر تو ہم سارا کچھ کر لیں گے لیکن آپ جو یہاں پر اتنا بڑا سیکرٹریٹ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ محمد نوید انجم صاحب کا سوال ہے۔ Order in the House. آپ لوگ ایوان کے بزنس کو follow کرنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! please Question Hour کے بعد ٹائم دوں گا۔ جی، نوید انجم صاحب۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے جناب نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2809 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور سال 2008 میں ملازمین کی بھرتی و دیگر تفصیلات

*2809: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنے ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ولدیت، پتاجات کی تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان کی بھرتی سے قبل کس اخبار میں اشتہار دیا گیا ان اخبارات کے نام اور تاریخ بتائیں؟

(ج) اس بھرتی کے لئے بھرتی کمیٹی میں شامل ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(د) اس بھرتی کی مجاز اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ہ) یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں؟

(و) جن افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور میں مذکورہ عرصہ میں کل 23 افراد کو بھرتی کیا گیا جن میں سے 2009 میں 10 افراد اور 2010 میں 13 افراد کو بھرتی کیا گیا جبکہ 2008، 2011 اور 2012 میں کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔ بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ولدیت اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان کی بھرتی سے قبل چار بار اخبار میں اشتہار دیا گیا جو کہ دو دفعہ ایکسپریس اور دو دفعہ "نوائے وقت" اخبار میں دیا گیا۔ جن کی تاریخ درج ذیل ہے۔ مورخہ 26۔مئی 2010 اور 29۔اپریل 2011 اور نوائے وقت 2۔مئی 2009 اور 8۔مئی 2009 اشتہار کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) اس بھرتی کمیٹی میں شامل ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:
2010 میں بھرتی کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھی۔ ڈاکٹر عبدالستار اختر، پرنسپل ڈینٹل سرجن (BS-19) چیئرمین، (ii) ڈاکٹر محمد اقبال، (BS-19) پرنسپل ڈینٹل سرجن، ڈینٹل ہسپتال لاہور، (iii) ڈاکٹر شعیب انور، ڈپٹی سیکرٹری جنرل، نمائندہ محکمہ صحت، (iv) ڈاکٹر محبوب عالم، سینئر ڈینٹل سرجن، (v) ڈاکٹر فریدہ خانم درانی، سینئر ڈینٹل سرجن۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔ 2011 میں بھرتی کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال، ایم ایس، پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور، بطور چیئرمین،

ڈاکٹر شعیب انور، ڈپٹی سیکرٹری جنرل، نمائندہ محکمہ صحت اور ڈاکٹر شہناز انور، سینئر ڈینٹل سرجن، پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور، (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د) اس بھرتی کی مجاز اتھارٹی ہسپتال مذکورہ کا متعلقہ ایم ایس ہوتا ہے جو کہ ڈاکٹر شاہینہ نصرت، میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، پنجاب ڈینٹل ہسپتال تھیں۔ جن کی تعلیمی قابلیت بی ڈی ایس اور پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ ہے جبکہ دوسری دفعہ مجاز اتھارٹی/ایم ایس کا نام ڈاکٹر محمد جاوید اقبال، تعلیمی قابلیت بی ڈی ایس، ایم پی ایچ، ایم پی اے ہے۔

(ہ) یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی اور میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) کوئی بھی فرد بغیر میرٹ کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں بھرتی کے حوالے سے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 10-2009 کے اندر تقریباً 13 افراد کی بھرتی ہوئی ہے۔ اس میں 2008، 2011 اور 2012 میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی لیکن ہماری معلومات کے مطابق اس ہسپتال میں آج بھی 50 سے زیادہ lower staff کی بھرتی کی ضرورت ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ lower staff کی بھرتی اور requirement کے لئے کیا فیصلہ کیا گیا ہے کہ وہ ابھی بھرتی ہونی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! اس میں جو معزز ممبر نے سوال پوچھا ہے اس کے مطابق ہم نے پوری تفصیل فراہم کر دی ہے چونکہ ہسپتالوں میں کچھ سٹاف شامل ہوتا ہے اور کچھ چھوڑ دیتا ہے یعنی کچھ لوگ join نہیں کرتے جو اسامیاں خالی ہوتی ہیں تو پھر ان کے لئے ایک Selection Committee بنی ہوئی ہے جس میں واک ان انٹرویو کرتے ہیں اور ضرورت کے مطابق انہیں بھرتی کر لیتے ہیں بعد ازاں وہاں پر through PPSC یا proper طریقے سے ان لوگوں کی بھرتی ہوتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے ڈاکٹر سعید الٰہی صاحب یہ بتادیں کہ یہ سوالوں کا جواب کس حیثیت سے دیتے ہیں، کیا یہ وزیر صحت ہیں یا Advisor to Minister for Health

ہیں یا پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟کیونکہ rules کے اندر بہت clear ہے کہ جو فرد جواب دے رہا ہے وہ اپنی حیثیت کو واضح کرے اور rules نے یہ بتایا ہے کہ کیا ان کا کوئی notification ہے کہ کیا یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں، منسٹر ہیں یا advisor ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ہوں اور اسی حیثیت سے جواب دے رہا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو اتنی دیر ہو گئی ہے اور آج تک آپ کو یہ بھی پتا نہیں کہ وہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو یہ نہیں پتا کہ وہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور اس کا باقاعدہ notification موجود ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایوان کا ٹائم ضائع نہ کریں۔ بہت شکریہ۔ اب اس کے بعد اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: سوال کا نمبر 2810 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کا قیام و دیگر تفصیلات

*2810: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) پنجاب ڈینٹل ہسپتال لاہور کب قائم کیا گیا؟

(ب) یہ کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ج) اس کی عمارت کتنے بلاکوں پر مشتمل ہے اور اس میں کتنے بیڈز ہیں؟

(د) اس ہسپتال میں گریڈ19 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی پُر اور کتنی کب سے خالی ہیں؟

(ہ) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(و) اس ہسپتال کے سال 2007-08 اور 2008-09 کے سالانہ اخراجات بتائیں؟

(ز) مذکورہ بالا سالوں کی ہسپتال کی آمدن بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی):

(الف) یہ ہسپتال 1930 میں قائم ہوا۔

(ب) اس ہسپتال کا کل رقبہ آٹھ کینال ہے۔

(ج) اس کی عمارت تین بلاکوں پر مشتمل ہے

(i) پرانا بلاک 1929۔30 میں تعمیر ہوا۔

(ii) نیا بلاک 1970 میں مکمل ہوا۔

(iii) ہسپتال کا ایڈمن بلاک 1990۔91 میں بنا۔اس ہسپتال کا اوورل سرجری نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ میں ہے۔اس میں کل 18 بیڈز ہیں جن میں سے 10 بیڈز مردوں اور 8 خواتین کے لئے مختص ہیں۔ مزید اس ہسپتال میں 12 بیڈز کا اضافہ کیا گیا ہے جو کہ PMU گنگارام کے توسط سے تیار ہوا ہے۔

(د) ہسپتال ہذا میں سکیل 19 کی منظور شدہ چھ اسامیاں ہیں جن میں سے پانچ پُر ہیں اور ایک خالی ہے۔ گریڈ 19 کی خالی اسامی کو پُر کرنے کے لئے گریڈ 18 کے سینئر ڈاکٹر کو کرنٹ چارج پر ترقی دینے کے لئے فائل اتھارٹیز کو پیش کر دی گئی ہے جو کہ جلد ہی پُر کر دی جائے گی۔ گریڈ 20 کی ایک اسامی ہے جو کہ پُر ہے۔

(ہ) خالی اسامیاں بذریعہ پروموشن پُر کی جاتی ہیں۔ گریڈ 19 کی خالی اسامی کو جلد ہی پُر کر دیا جائے گا۔

(و) مالی سال 2007۔08 کا کل خرچہ 4 کروڑ، 31 لاکھ 53 ہزار 9 سو 94 روپے ہے۔
مالی سال 2008۔09 کا کل خرچہ 4 کروڑ 22 لاکھ 22 ہزار 3 سو 52 روپے ہے۔
مالی سال 2009۔10 کا کل خرچہ 8 کروڑ 85 لاکھ 54 ہزار 2 سو 99 روپے ہے۔
مالی سال 2011-12 کا کل خرچہ 13 کروڑ 2 لاکھ 39 ہزار 4 سو 20 روپے ہے۔
(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ز) مذکورہ بالامالی سالوں کی کل آمدن مندرجہ ذیل ہے۔
مالی سال08-2007کی کل آمدن20لاکھ98ہزار3سو79روپے ہے۔
مالی سال09-2008کی کل آمدن17لاکھ60ہزار1سو54روپے ہے۔
مالی سال10۔2009کی کل آمدن22لاکھ64ہزار8سو7روپے،
مالی سال11۔2010کی کل آمدن24لاکھ86ہزار7سو53روپے
جبکہ مالی سال 12۔2011 کل آمدن 27لاکھ 78ہزار6سو59روپے ہے سرکاری فیس برائے علاج بہت کم ہے۔ پرچی فیس صرف دوروپے ہے۔ زیادہ تر مریض غریب اور کم آمدنی والے طبقے سے ہیں، ان سب کا علاج وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق تقریباً مفت ہوتا ہے۔(آمدنی کی تفصیل(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(د) کے اندر ہسپتال ہذا میں گریڈ19 کی منظور شدہ چھ اسامیوں میں سے پانچ اسامیاں پُر کر لی گئی ہیں اور گریڈ19 کی اسامی پچھلے تین سال سے خالی ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس خالی اسامی کے لئے current charge بھی دیا گیا تو کیا یہ اسامی پُر کر لی گئی ہے یا ابھی تک خالی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہی): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ Dental Surgery ایک چھوٹا سا شعبہ ہے جس میں ڈینٹل سرجن کی تعداد کم ہوتی ہے اور اسی لئے گریڈ18، 19 اور 20 میں بہت کم لوگ available ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ سیٹیں خالی رہ جاتی ہیں لیکن جیسے انہوں نے پہلے کہا ہے کہ current charge پر وہ لوگ لگا دیئے جاتے ہیں اور یہ انہوں نے بتایا بھی ہے کہ ایک سیٹ خالی تھی تو وہاں پر MS صاحب کام کر رہے ہیں اور اس کو look after کر رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال کے جز(د) میں پوچھا گیا تھا کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ان کا سوال مکمل ہونے دیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ہسپتال کی کل آمدن277800روپے ہے۔ سرکاری فیس برائے علاج بہت کم ہے یعنی پرچی کی فیس 2روپے ہے۔ ہسپتال کے اندر

last time تجویز دی گئی تھی کہ پوری دنیا کے اندر جس طرح صحت کے حوالے سے علاج ہو رہا ہے وہ کافی مہنگا ہے اور لاہور ڈینٹل ہسپتال کے حوالے سے تجویز آئی تھی کہ اس کی پرچی کی فیس کم از کم 50 روپے کر دی جائے تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ اس کی آمدن بڑھانے کے لئے 50 روپے کی تجویز پر غور کیا گیا یا اس کی فیس کو 2 روپے ہی رکھا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ اس ہسپتال کا بجٹ پانچ سال سے سات گنا بڑھایا گیا ہے۔ چیف منسٹر صاحب کا یہ special initiative ہے کہ انہوں نے پنجاب کے ہسپتالوں میں فری ادویات کی فراہمی اور آپریشن کے لئے 7 بلین روپے مختص کئے ہیں اور اسی مد سے ان کا علاج ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پرچی فیس پنجاب کے سارے ہسپتالوں میں ایک روپیہ ہے اور ڈینٹل ہسپتال میں دو روپے ہیں۔ ابھی تک حکومت کا اسے بڑھانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن ہم نے یہ بات note کر لی ہے اور اس کو پیش کر دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال کے جز(د) کے اندر یہ پوچھا گیا تھا کہ اس ہسپتال میں گریڈ 19 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی پر ہیں اور کتنی کب سے خالی ہیں؟ یعنی جو خالی ہیں ان کا time duration پوچھا گیا تھا۔ اس کے جواب میں باقی ساری باتیں بتا دی گئی ہیں لیکن ٹائم نہیں بتایا گیا کہ یہ کب سے خالی ہیں۔ میں یہ جواب پڑھ دیتا ہوں کہ ہسپتال ہذا میں سکیل 19 کی منظور شدہ چھ اسامیاں ہیں جن میں سے پانچ پُر ہیں اور ایک خالی ہے۔ گریڈ 19 کی خالی اسامی کو پُر کرنے کے لئے گریڈ 18 کے سینئر ڈاکٹر کو کرنٹ چارج پر ترقی دینے کے لئے فائل اتھارٹیز کو پیش کر دی گئی ہے جو کہ جلد ہی پُر کر دی جائے گی۔ گریڈ 20 کی ایک اسامی ہے جو کہ پُر ہے جبکہ جو پوچھا گیا ہے کہ یہ اسامی کب سے خالی ہے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! اسمبلی کے Rules of Procedures یہ ہیں کہ جس کا منسٹر یا ڈیپارٹمنٹ صحیح طریقے سے جواب نہ دے سکے تو اس پر honourable Speaker اور ڈپٹی سپیکر کے اختیارات کیا ہیں؟ Rule 54 یہ کہتا ہے کہ:

Rule 54: Delay as to answers: (1) If the Minister or the Parliamentary Secretary concerned is not ready with the answers to a question or if the answer to a question has not been received with the time prescribed:

(1) The Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall state, in the House, the reasons therefore.

یعنی پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ یہ وضاحت کریں کہ انہوں نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا اور اب اس کا sub rule(2) یہ کہتا ہے کہ:

(2) If the Speaker is satisfied that it was beyond the control of the Minister or the Parliamentary Secretary concerned to have been ready with the answers, the question shall be put for answer on the next day allotted for the Department.

یہ Rule 54 کا sub Rule(2) ہے جس کے تحت میں آپ سے prayer کرتا ہوں، استدعا کرتا ہوں کہ اس سوال کو Health Department کا جو next question answer session ہوگا اس وقت تک کے لئے pending کیا جائے۔ اگر اسے pending نہیں کیا جاتا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سُنیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات مکمل کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری prayer بھی سُن لیں، اگر آپ میری prayer بھی سُن لیں تو مسئلہ سیدھا ہو جائے گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! استدعا تو میں نے کرنی ہے آپ نے تو decision کرنا ہے۔ Custodian of the House کا کام prayer کرنا نہیں ہے آپ کا کام تو decision کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! ایوان کا ٹائم ضائع کرنا بھی ٹھیک نہیں ہے، یہ ایوان کے ممبران کا استحقاق ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض سُن لیں۔ آپ نے Rule 54 پڑھا ہے اگر اس میں آپ کا basic point یہ ہے کہ ٹائم mention نہیں کیا گیا۔ پہلے ان سے پوچھ تو لیں کہ کیا انہیں سوال کے جواب میں ٹائم نہیں ملا؟ ہو سکتا ہے انہیں ویسے ہی پتا ہو۔ پہلے انہیں اپنا right تو استعمال کر لینے دیں۔ اگر وہ بتا دیتے ہیں تو ٹھیک ہے اگر نہیں بتا سکتے تو پھر یہ Rule 54 کا (2) sub Rule آئے گا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی ہے کہ ہمارا Dental Cadre بہت چھوٹا ہے جس میں اس گریڈ کے ڈاکٹر بہت کم available ہوتے ہیں یہ جس post کی بات ہو رہی ہے یہ تین مہینے سے خالی تھی اور پچھلے تین مہینے میں تین لوگ ریٹائر بھی ہو گئے تو جب ہمیں گریڈ 19 کا شخص نہیں ملتا تو ہم چارج دے دیتے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ وہ چارج گریڈ 18 کے آدمی کو دیا ہے جو وہاں کام کر رہا ہے جب گریڈ 19 کا موزوں بندہ ملے گا تو اسے وہاں لگا دیں گے۔ یہ سیٹ تین مہینے سے خالی ہے انشاء اللہ اُمید ہے کہ اگلے پندرہ دن میں ہم وہاں بندہ تعینات کر دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے یہ بات نہیں پوچھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری عرض سُن لیں۔ (قطع کلامیاں)

آپ پیار سے میری عرض سُن لیں۔ ذرا تشریف رکھیں۔ اس میں جو Rule 54 ہے اگر آپ اس کو پڑھیں تو یہ subject to Rule No. 1 ہے اگر Rule No.1 پورا نہیں ہوتا تو 2 آتا ہے کہ If the Speaker is not...

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بات سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری عرض تو سُن لیں۔ اس میں یہ کہتے ہیں کہ:

> If the Minister and the Parliamentary Secretary concerned is not ready with the answer.

یہ تب ہے جب سوال کا جواب نہ آیا ہو۔ جب یہاں پر یہ لکھا ہو کہ "جواب موصول نہ ہوا ہے"۔ آپ اسے بالکل ایک different angle پر لے کر جا رہے ہیں۔ آپ کی مہربانی ہے۔

محترمہ سمیل کامران: جناب سپیکر! ہمارے سوالات اتنے عرصے بعد ایجنڈے پر آئے ہیں۔ آپ kindly ہمیں بات کرنے کا موقع دیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میرے بھی بہت اہم سوال ہیں۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا باری باری بات کر لیں تاکہ مجھے سمجھ آ جائے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ subject to matter نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو وہ جواب نہ دیں تو اور بات ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ میرا سوال ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو بتا دیا ہے اب آپ اسے غور سے بیٹھ کر پڑھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: آپ کا حکم مان لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مہربانی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سارے ذرا غور سے ڈار صاحبہ کی بات سُن لیں۔ بہت اہم بات کر رہی ہیں۔ جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انہوں نے جو 19 گریڈ کا ڈاکٹر appoint کرنا ہے کیا وہ اگلے سال تک مل جائے گا یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ چھوٹا سا ڈیپارٹمنٹ ہے کوئی بندہ ہی نہیں ہے، یہ کیسے ممکن ہے؟ یہ ہمیں جواب دیں۔ میں انہیں چیلنج کرتی ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس 19 گریڈ کے لئے کوئی بی ڈی ایس ڈاکٹر نہیں ہے۔ یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! کیا مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اجازت ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! انہوں نے بہت اہم بات کی ہے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ گریڈ 19 کے لوگ جو پی ڈی ایس ہیں وہ بہت کم ہیں، چند ایک ہیں اور ان میں سے ایک آدمی جس نے کورس کرنا ہوتا ہے اس کے لئے ایک selection procedure ہے تین بندوں پر مشتمل پینل ان کا انٹرویو کرتا ہے، سیکرٹری اس کی سمری بھیجتا ہے اور پھر approval ہوتی ہے۔ میں انہیں یقین دہانی کراتا ہوں کہ 19 گریڈ کے جو دو چار بندے available ہیں ان میں سے کسی کو اگلے دو ہفتے تک وہاں لگا دیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اپنے لاڈلے کا نام بتا دیں جسے انہوں نے وہاں لگایا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز ڈاکٹر صاحبہ! دیکھیں یہ ایک مقدس فورم ہے جس پر ہم کھڑے ہو کر ایسے ہی ہر ایک کے اوپر الزام لگا دیتے ہیں ایسے نہ کیا کریں۔ ایوان کا ایک decorum ہے، اس کا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس مقدس فورم پر یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی بندہ available نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! ویسے تو یہ relevant نہیں ہے لیکن اب ہال میں یہ بات ہو رہی ہے تو میں مبارک دیتا ہوں کہ ڈاکٹر سامیہ امجد کے جو میاں ہیں انہیں ہم نے گریڈ 20 دے دیا ہے اور وہ ڈائریکٹر تعینات ہو گئے ہیں۔ میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس میں مبارک کی کیا بات ہے۔ He is a gazetted officer اسے ان کی مہربانی کی ضرورت نہیں ہے، میں ان کی مہربانی پر لعنت بھیجتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ جز (ج) میں یہ کہا گیا ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میرے میاں ان کے لاڈلے نہیں ہیں یہ بتائیں ان کا لاڈلا کون ہے؟ خبردار جو انہوں نے اس طرح کی personal بات کی۔ He is a gazetted officer وہ میرٹ پر آئے ہیں ان کی مہربانی اور لاڈوں پر نہیں آئے۔ ان سے تو ڈر کے مارے ان کا سانس سوکھ جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): میں نے صرف یہ کہا ہے کہ پروموشن ہو گئی ہے۔ میں مبارکباد دے رہا ہوں کہ وہ وہاں ڈائریکٹر لگے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: انہوں نے ایسے کیوں کہا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ ڈاکٹر سعید الہیٰ نے جان بوجھ کر یہ بات کی ہے۔ یہ بتائیں کہ انہوں نے وہاں پر اور کتنے لاڈلوں کو لگایا ہے، کتنے رشتہ داروں کو لگایا ہے۔ میں یہاں پر پوری لسٹ لے کر آؤں گی اور ان کے پورے خاندان کی لسٹ لے کر آؤں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اچھا اب تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: آج میں ڈاکٹر سعید الہیٰ کو چیلنج کرتی ہوں کہ اگر میں شہباز شریف کے خاندان کے تمام رشتہ داروں کے نام اس floor پر نہ لائی۔۔۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ان کو چپ کروائیں۔(شور وغل)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے ضمنی سوال کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جز(ج) میں یہ کہا گیا ہے کہ۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ڈاکٹر سامیہ نے صحیح بات کی ہے ڈاکٹر سعید الہیٰ صاحب نے mind کر لیا تھا اس لئے personal ہو گئے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ mind نہ کریں جواب دیں اور حوصلہ رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! مجھے جواب دینے دیں۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ انہیں جواب تو دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الہیٰ): جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کوئی پیارے نہیں ہیں ہمارے جو اپوزیشن کے لوگ ہیں انہیں بھی میرٹ پر ان کا حق دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ سفارشیوں کو رکھنے والے لوگ ہیں۔ شہباز شریف کے بھانجے اور بھتیجوں کو نوازنے والے یہ لوگ. How dare they to talk about me

MR DEPUTY SPEAKER: Please no personal attack in the House.

آپ تشریف رکھیں۔ کوئی personal بات نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ڈاکٹر سعید الہیٰ نے ان کے husband کا نام لیا ہے وہ personal ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا! اب معاملے کو اچھے طریقے سے ختم کریں۔ چلیں، اب ان کی گزارش تو سن لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ہم ان کی بات نہیں سُنیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت (ڈاکٹر سعید الٰہی): جناب سپیکر! میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ ان کے میاں ڈاکٹر امجد ہمارے دوست ہیں اور ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ میں نے صرف یہ بتایا ہے کہ اپوزیشن میں ہونے کے باوجود ان کا میرٹ تھا جو ان کو مل گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرے میاں اپوزیشن میں نہیں ہیں وہ ایک گورنمنٹ آفیسر ہیں۔ میں احتجاج کرتی ہوں آپ ان کی بات کو رد کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (ج) میں متذکرہ کالج کی بات کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ 2007-08 کے دوران۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ایک منٹ آمنہ! جناب سپیکر! میں آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔ یہ کیا طریقہ ہے، کیا امجد شہزاد اپوزیشن میں ہے؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: انہیں چپ کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر بات کی ایک limit ہوتی ہے۔ آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ پہلے یہ تو سُن لیں کہ انہوں نے کہا کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد عثمان بھٹی کی جانب سے کورم کی نشاندہی کرنے کی بناء پر بقیہ سوالات کے جوابات dispose of تصور ہوئے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔ڈینٹل کالج کا سٹاف و دیگر تفصیلات

*3751: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) لاہور میں ڈینٹل کالج کہاں پر واقع ہے نیز اس میں کل کتنا سٹاف ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ کالج میں سال 08۔2007 کے دوران کل کتنے طلباء وطالبات کو داخلہ دیا گیا؟

(ج) متذکرہ کالج میں سال 08۔2007 کے دوران کتنے طلباء وطالبات نے فائنل ائیر میں کامیابی حاصل؟

(د) سال 08۔2007 کے دوران متذکرہ کالج کا رزلٹ کتنے فیصد رہا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور میں ڈینٹل کالج، پنجاب ڈینٹل ہسپتال سے ملحقہ بلڈنگ واقع لاہور وال سٹی ٹیکسالی گیٹ عقب بادشاہی مسجد اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال، فورٹ روڈ پر موجود ہے۔ جس کا قیام 1934 میں ہوا تاہم ڈینٹل کالج کا تقریباً آدھا حصہ سال 2002 میں گورنمنٹ محمد نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ کی بلڈنگ میں شفٹ ہو گیا ہے اور باقاعدہ کام کر رہا ہے۔

ڈینٹل کالج میں بشمول ٹیچنگ سٹاف، ایڈمن سٹاف، لائبریری سٹاف، لیبارٹری سٹاف اور دیگر عملہ موجود ہے جس کی تفصیل "(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ کالج میں سال 08۔2007 کے دوران 87 طلباء وطالبات کو داخل کیا گیا ہے جس میں طالبات کی تعداد 66 اور طلبہ کی تعداد 21 ہے۔

(ج) متذکرہ کالج میں سال 08۔2007 کے دوران فائنل ائیر کے امتحان میں 78 طلباء وطالبات نے کامیابی حاصل کی ہے۔ جس میں طالبات کی تعداد 53 ہے اور طلبہ کی تعداد 25 ہے۔

(د) دوران سال 08۔2007 ڈینٹل کالج کا رزلٹ 96 فیصد رہا ہے۔

بورے والا چک نمبر 279/ای بی میں گیسٹرو سے بچوں کی ہلاکت و دیگر تفصیلات

*3972: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) مورخہ 13۔جولائی2009 کی ایک موخر اخبار کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ بورے والا کے چک279/ای بی میں گیسٹرو کی وباء پھیلنے سے تین بچے ہلاک ہو گئے اور متعدد ہسپتالوں میں پہنچ گئے؟

(ب) کیا حکومت نے اس واقع کا نوٹس لیا ہے اگر ہاں تو ہلاک ہونے والے بچوں کے والدین کو کیا compensation دی گئی ہے اور ہسپتالوں میں داخل بچوں کے علاج معالجہ کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس چک اور اس کے ارد گرد کے دیگر چکوک کا پانی ٹیسٹ کروانے اور ان میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ چک نمبر279/EB میں مختلف تاریخوں میں تین اموات ہوئیں جو کہ چک نمبر279/EB میں ان کے گھروں میں ہوئیں اور انہوں نے کسی قسم کا علاج معالجہ نہ ہی سرکاری ہسپتال اور نہ کسی پرائیویٹ ہسپتال سے کروایا۔ جن میں ایک موت گیسٹرو کی وجہ سے ڈی ہائیڈریشن کے سبب ہوئی اور بقیہ دو اموات تیز بخار سے ہوئیں۔

(ب) ڈاکٹر محمد ادریس کے زیر سرپرستی چک نمبر279/EB میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ لوگوں کو گیسٹر، ہیضہ اور متعدد موذی امراض سے بچاؤ کے بارے میں ہیلتھ ایجوکیشن دی گئی اور لوگوں کو مطلع کیا گیا کہ پانی ابال کر پیا جائے۔ پانی صاف کرنے والی گولیاں بھی گھر گھر مہیا کی گئیں۔ تمام ضروری علاج معالجہ کی سہولیات موقع پر فراہم کی گئیں۔

ہلاک ہونے والے بچوں کے والدین کے لئے compensation محکمہ صحت کے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) محکمہ صحت وہاڑی کی ٹیم نے چک نمبر279/EB سے پینے کے پانی کے بیس عدد نمونہ جات بیکٹر یالوجسٹ حکومت پنجاب لاہور کو تجزیہ کے لئے بھیجے گئے۔ چک نمبر279/EB سے حاصل کئے گئے پینے کے پانی کے بیس عدد نمونہ جات کی رپورٹ بیکٹر یالوجسٹ حکومت پنجاب لاہور سے بذریعہ چٹھی نمبری577/EPL بتاریخ2009۔09۔17 کے تحت موصول ہوئی جس کے مطابق تمام نمونہ جات آلودہ پائے گئے۔ ای ڈی او ہیلتھ وہاڑی کی طرف سےTMA بورے والا کو لیٹر نمبر9446/EDOH بتاریخ09۔07۔13 کو

درخواست کی گئی کہ چک نمبر EB/279 کے مکینوں کو پینے کے صاف پانی کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔اس کے علاوہ تحصیل بورے والا، میلسی اور وہاڑی میں مختلف جگہوں سے پینے کے پانی کے 60 نمونہ جات حاصل کئے گئے اور ریکٹر یالوجسٹ حکومت پنجاب لاہور سے تجزیہ کروایا گیا جس کی رپورٹ نمبری EPL/591 بتاریخ 09۔07۔22 کے مطابق نمونہ جات آلودہ پائے گئے۔TMA میلسی، بورے والا اور وہاڑی کو پہلے بھی چٹھی نمبری EDOH/ 17۔941517 مورخہ 09۔07۔13 کے تحت درخواست کی گئی کہ واٹر سپلائی کے پائپ کو تبدیل کیا جائے یا مرمت کیا جائے اور پینے کے پانی کے ذخائر کی کلورینیشن باقاعدگی سے کی جائے تاکہ پینے کے پانی کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے اور پانی کی وجہ سے ہونے والی بیماریوں کا تدارک کیا جاسکے۔

ناقص چینی کی پیداوار کی تفصیلات

*4234: **محترمہ سیمل کامران**: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکستان سٹینڈرڈ کنٹرول اتھارٹی نے ملک بھر کی اوپن مارکیٹ سے 18 نمونے حاصل کر کے تجزیہ کیا تو اس میں سلفر آکسائیڈ کی مقدار 15 کی بجائے 50 فیصد اور شوگر کلر کی 60 سے 80 فیصد کی بجائے 120 فیصد پائی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیمیکل کی معمولی مقدار بھی انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہے اور مذکورہ مقدار کینسر کا سبب بن سکتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 48 شوگر ملوں میں سے صرف 18 سٹینڈرڈ کوالٹی اتھارٹی کے پاس رجسٹرڈ ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پنجاب حکومت وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے اس اہم مسئلہ کو سنجیدگی کے ساتھ حل کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پاکستان سٹینڈرڈ کنٹرول اتھارٹی مرکزی حکومت کا ادارہ ہے۔اس کا صوبائی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہے۔اس اتھارٹی کا اپنا نیٹ ورک ہے جو مختلف اشیائے خورد و نوش کے نمونہ جات

حاصل کرتا ہے اور لیب اینالیسز کرتا ہے۔اس اتھارٹی نے کبھی بھی حکومت پنجاب سے اپنی معلومات باہم تبادلہ خیال نہیں کیا ہے۔
جہاں تک سلفر ڈائی آکسائیڈ کی مقدار کا تعلق ہے پنجاب پیور فوڈ رولز 2007 کے مطابق اس کی مقدار 100 پی پی ایم سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔اگر زیادہ ہے تو ممنوع ہے۔
پنجاب حکومت نے معیاری اور غیر ملاوٹ شدہ خوراک کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے پنجاب فوڈ اتھارٹی قائم کی ہے۔جس نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے (کاپی لف ہے) یہ اتھارٹی محکمہ خوراک کے زیر نگرانی اپنے فرائض سر انجام دے رہی ہے۔

(ب) پنجاب پیور فوڈ رولز 2007 اور پنجاب پیور فوڈ رولز 2011 کے تحت خوراک سے متعلقہ کیمیکلز کے استعمال کی مقدار متعین کی گئی ہے۔اگر اس مقدار سے زیادہ ہو تو اس کا استعمال ممنوع ہے۔

(ج) متعلقہ نہ ہے۔تفصیل (الف) میں درج ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔تفصیل (الف) میں درج ہے۔

لاہور۔یو سی نمبر 92 سوڈیوال کالونی کی ڈسپنسری کی تفصیلات

*4640: محترمہ سیمل کامران: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی یونین کونسل نمبر 92 سوڈیوال کالونی میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی ڈسپنسری موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تین منزلہ عمارت 40 سال پرانی،خستہ حال اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسپنسری کی عمارت کو یونین کونسل کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے؟

(د) کیا مذکورہ بلڈنگ میں جو سرکاری ملازم اپنی کونسلر بیوی کے ساتھ رہائش پذیر ہے وہ کب سے رہائش پذیر ہے اگر وہ قانونی طور پر رہائش پذیر ہے تو وہ کب سے اپنا ہاؤس رینٹ کٹوا رہا ہے نیز اس کے پاس عمارت کا کتنا حصہ زیر استعمال ہے؟

(ہ) کیا سوڈیوال کے گنجان آباد علاقے میں حکومت مذکورہ ڈسپنسری کو نئی بلڈنگ بنا کر 20 بستر کا ہسپتال بنانے کا ارادہ ہے،اگر ہاں تو کب تک،نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے۔

(ب) اب یہ عمارت گرادی گئی ہے اوراس کی جگہ نئی عمارت زیر تعمیر ہے۔

(ج) یہ عمارت گرادی گئی ہے لہذا کوئی بھی اس عمارت پر قابض نہ ہے۔

(د) ڈسپنسری کی پُرانی بلڈنگ 2011 میں گرادی گئی تھی اور اس کی جگہ پر ڈسپنسری کی نئی عمارت زیر تعمیر ہے لہذا اب کوئی بھی رہائش پذیر نہ ہے۔

(ہ) حکومت مذکورہ ڈسپنسری کو20 بستر کا ہسپتال بنانے کا ارادہ نہ رکھتی ہے تاہم آؤٹ ڈور سہولیات کو اپ گریڈ کرنے اور بہتر آلات کے لئے حکومت پنجاب نے 15 ملین روپے کی رقم 31۔اکتوبر2011 کو ضلعی حکومت لاہور کو مہیا کر دی تھی۔ اس میں سے 14.2 ملین روپے سے ہسپتال کا گراؤنڈ فلور کا کام مکمل ہونے کے قریب ہے جبکہ 8 لاکھ روپے الٹرا ساؤنڈ مشین کی خریداری کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ جس کی خریداری کے عمل پر کام جاری ہے۔

میڈیکل کالجوں میں داخلوں کی ضلع وار تعداد و تفصیل

*4845:انجینئر قمر الاسلام راجہ:کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) اس سال سرکاری میڈیکل کالجوں میں داخل ہونے والے طلباء و طالبات میں ضلع لاہور، ضلع راولپنڈی اور ضلع بہاولپور کے طلباء و طالبات کی بالترتیب تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ ختم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو کیا اس کی وجہ بوٹی مافیا اور نقل کے رجحان کے سدباب میں ناکامی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سرکاری میڈیکل کالجوں میں داخل ہونے والے طلباء و طالبات میں ضلع لاہور میں 1592، ضلع راولپنڈی میں 1219 جبکہ ضلع بہاولپور میں 1205 طلباء و طالبات کو داخلہ دیا گیا۔

(ب) حکومت پنجاب میڈیکل کالجوں میں داخلے کے لئے انٹری ٹیسٹ ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ Uniform Entry Test کے اجراء سے حکومت پنجاب کی میرٹ پالیسی مزید

شفاف ہوئی ہے اور قابل اور ذہین طلباء وطالبات میرٹ پر داخلے کے لئے اہل قرار پائے جاتے ہیں جو کہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ لیتے ہیں۔

پنجاب کے پرائیویٹ ہسپتالوں کے نظام کو ریگولیٹ کرنے کے لئے قانون سازی کرنے کی تفصیلات

*5074: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا پنجاب میں پرائیویٹ ہسپتالوں کے نظام کو ریگولیٹ کرنے کے لئے باقاعدہ کوئی قانون یا اتھارٹی موجود ہے جو مریضوں کے حقوق کا تحفظ کر سکے؟

(ب) اگر کوئی ایسا قانون یا اتھارٹی موجود نہیں تو پھر کیا حکومت اس ضمن میں کوئی قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے پرائیویٹ ہسپتالوں کے نظام کو ریگولیٹ کرنے کی غرض سے "پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن" کی تشکیل دی ہے۔ یہ اتھارٹی ایک خود مختار ادارہ ہے جو کہ صوبہ بھر میں قائم ہسپتالوں بشمول پرائیویٹ ہسپتالوں، ڈسپنسریوں و کلینکس کو رجسٹر کرنے اور انہیں قانون کے دائرہ کار میں لانے کی غرض سے ضروری قانون سازی کر رہا ہے اور Minimum Service Delivering Standards بھی تیار کئے جا رہے ہیں۔

(ب) تفصیل (الف) میں درج ہے۔

شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5454: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ب) اس ہسپتال میں روزانہ کتنے مریض چیک اپ کے لئے آتے ہیں؟

(ج) مذکورہ ہسپتال میں عوام کے لئے کون کون سی طبی مشینری کی سہولیات فراہم کی گئیں ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں سی ٹی سکین، ایم آر آئی اور برن یونٹ کی سہولت میسر نہ ہے اگر ہے تو 10۔2009 میں کتنے مریضوں کو یہ سہولت فراہم کی گئی؟

(ہ) 10۔2009 میں اس ہسپتال کو کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان 761 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں روزانہ تقریباً 3500 مریض چیک اپ کے لئے آتے ہیں۔

(ج) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں تمام مشینری بشمول ایکسرے، الٹراساؤنڈ، سی ٹی سکین، کلر ڈاپلر، پی سی آر ٹیسٹ، لیپروسکوپی، ایکوکارڈیوگرفی، ای ٹی ٹی، وینٹیلیٹر، میمو گرافی، اینستھیزیا مشین اور ایم آر آئی کی سہولت میسر ہے۔

(د) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں سی ٹی سکین، برن یونٹ اور ایم آر آئی کی سہولیات مریضوں کو فراہم کی جارہی ہیں۔ ایم آر آئی مشین 11-05-18 کو ہسپتال انتظامیہ کے سپرد کی گئی جس سے مستفید ہونے والے مریضوں کو سہولت میسر ہے۔ 27۔اگست 2008 سے مستفید ہونے والے مریضوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

سہولت	2009	2010	2011	2012
سی ٹی سکین	5570	5449	4959	4204
برن یونٹ	433	464	460	459
ایم آر آئی	Nil	Nil	1148	1531

(ہ) مذکورہ ہسپتال کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال 2009-10	65 کروڑ 35 لاکھ 26 ہزار 5 سو 65 روپے
مالی سال 2010-11	76 کروڑ 23 لاکھ 5 ہزار روپے
مالی سال 2011-12	ایک ارب 12 کروڑ 54 لاکھ 32 ہزار روپے

شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*5455: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں اور کتنی اس میں خالی ہیں اور ان کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

(ب) اس ہسپتال میں کتنے پروفیسرز کی کمی ہے اور اس کمی کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

(ج) مذکورہ ہسپتال میں پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی اسامیاں خالی ہیں انہیں کب تک پر کر دیا جائے گا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ زنانہ ریڈیالوجسٹ کی اسامی عرصہ دراز سے خالی ہے اس کو fill نہ کرنے کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں کل 321 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ ان میں سے 275 اسامیاں پُر ہیں جبکہ 46 اسامیاں خالی ہیں۔ خالی اسامیوں کو ہر ماہ کی پہلی اور تیسری جمعرات کو بذریعہ واک ان انٹرویو پرنسپل کی زیر سربراہی پُر کیا جا رہا ہے۔ پرنسپل منتخب شدہ امیدواران کی تقرری کے لئے سفارشات محکمہ صحت کو بھیج دیتا ہے۔ پرنسپل کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ بھرتی کے عمل کو تیز کرے اور سفارشات جلد از جلد محکمہ صحت کو ارسال کرے تاکہ خالی اسامیوں کو پُر کیا جا سکے۔

(ب) پروفیسرز کی 16 خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے سمری وزیراعلیٰ پنجاب کو بھیجی جا رہی ہے۔

(ج) پیرا میڈیکل سٹاف کی 115 اسامیاں خالی ہیں جنہیں پُر کرنے کے لئے مئی 2012 کو اخبار میں اشتہار دے دیا گیا ہے۔ اور ریکروٹمنٹ پراسس جاری ہے۔

(د) اس بابت عرض ہے کہ شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان ایک ٹیچنگ ہسپتال ہے جس میں پروفیسر آف ریڈیالوجی، ایسوسی ایٹ پروفیسر آف ریڈیالوجی، اسسٹنٹ پروفیسر آف ریڈیالوجی اور سینئر رجسٹرار ریڈیالوجی تعینات ہیں جو کہ مریضوں کو طبی سہولیات احسن طریقے سے پہنچا رہے ہیں۔

گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق پہلے ڈسٹرکٹ اور تحصیل ہسپتالوں میں ریڈیالوجسٹ کی اسامیوں کو پُر کیا جا رہا ہے اس لئے یہ اسامیاں خالی ہیں تاہم جلد ہی ان کو بھی پُر کر دیا جائے گا۔

1600 میڈیکل آفیسرز کی اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*5684: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت کے 1600 میڈیکل آفیسروں کو اگلے گریڈ میں ترقی دینے کا معاملہ گذشتہ 3 سال سے لٹکا ہوا ہے جن میں میڈیکل آفیسر، ایس ایم اوز اور پی ایم اوز شامل ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک مذکورہ cases finalize کر دیئے جائیں گے نیز تساہل کے ذمہ دار افسران و اہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ صحت کے 1600 ڈاکٹرز / میڈیکل آفیسرز، سینئر میڈیکل آفیسرز و پرنسپل میڈیکل آفیسرز کو اگلے گریڈ میں ترقی دینے کے لئے پروموشن کمیٹی کے اجلاس پچھلے تین سالوں سے تواتر کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ جو ڈاکٹرز اپنا ریکارڈ مکمل نہیں کرواتے ان کی ترقی کے کیسز کمیٹی کے اجلاس میں آئندہ اجلاس تک ملتوی کر دئے جاتے ہیں اور انہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنا ریکارڈ مکمل کروائیں تاہم جنوری 2010 سے پروموشن کمیٹی کے 6 اجلاس منعقد ہو چکے ہیں جن میں 1313 میڈیکل آفیسرز (BS-17) کو اگلے گریڈ (BS-18) میں بطور سینئر میڈیکل آفیسر ترقی دی جا چکی ہے۔ تقریباً مزید 100 میڈیکل آفیسرز جن کے مطلوبہ کوائف مکمل ہو چکے ہیں، کی ترقی کے لئے بہت جلد ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی کی میٹنگ بلائی جا رہی ہے۔ 260 سینئر میڈیکل آفیسرز کو گریڈ 19 میں بطور APMO پروموٹ کر دیا گیا ہے جبکہ مزید 694 سینئر میڈیکل آفیسرز BS-18 کی بطور (BS-19) APMO ترقی کے لئے کیس کوائف پورے کر کے S&GAD کو بھیج دیا گیا ہے جن کو جلد ہی پروموٹ کر دیا جائے گا۔ تاہم PMO کی کوئی اسامی خالی نہ ہے جیسے ہی کوئی اسامی خالی ہو گی تو سنیارٹی کے لحاظ سے APMO کو بطور PMO ترقی دے دی جائے گی۔ مزید یہ کہ محکمہ صحت نے ڈاکٹرز کی جلد از جلد محکمانہ ترقی کے لئے سپیشل پروموشن یونٹ (SPU) تشکیل دیا ہے۔ جو جنوری 2012 سے محکمہ صحت کے تمام ملازمین بشمول ڈاکٹرز، نرسز، اور فارماسسٹ وغیرہ کی پروموشن کے سلسلے میں ہنگامی بنیادوں پر کام کر رہا ہے۔

(ب) اس حوالے سے تفصیلات اوپر بیان کر دی گئی ہیں۔ نیز ڈاکٹرز کی ترقی کے لئے پروموشن کمیٹی کے اجلاس تواتر سے جاری ہیں۔

جناح ہسپتال لاہور میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*5815: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علامہ اقبال میڈیکل کالج کے شعبہ پتھالوجی کی ڈاکٹر جو کہ جناح ہسپتال لاہور کے ایم ایس کی بیوی ہے کو نرسنگ سکول جناح ہسپتال کی چیف وارڈن تعینات کیا گیا ہے کب سے اور کس دفتری احکام کے تحت اور کس کی سفارش پر؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر کو ڈائریکٹر نرسنگ ایجوکیشن بھی تعینات کیا ہوا ہے جبکہ مذکورہ ڈاکٹر کا نرسنگ شعبہ سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی کوالیفائیڈ ہے جبکہ نرسنگ شعبہ میں اعلیٰ کوالیفائیڈ اور وسیع تجربہ کی حامل خاتون موجود ہے جو نرسنگ کالج کی پرنسپل ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ بالا عہدوں پر شعبہ نرسنگ سے متعلقہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور وسیع تجربہ کی حامل خاتون کو مذکورہ اسامیوں پر تعینات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈاکٹر غزالہ شاہین جو کہ پرنسپل ویمن میڈیکل آفیسر (PWMO-20) جنرل کیڈر سینئر ڈاکٹر ہے اور کسی بھی شعبہ کی انچارج پروفیسر نہ ہے۔ ایڈمنسٹریٹو حیثیت میں ڈائریکٹر مارکیٹنگ / لیبر روم کے عہدہ پر کام کر رہی ہیں۔ مزید برآں ان کے شوہر ڈاکٹر محمد حسن اس وقت جنرل ہسپتال لاہور کے ایم ایس نہ ہیں۔

(ب) مذکورہ ڈاکٹر ڈائریکٹر نرسنگ نہ ہیں بلکہ نرسنگ کالج کی پرنسپل نرسنگ کے شعبہ ہی سے تعلق رکھتی ہے۔

(ج) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

پی پی۔288۔ہیلتھ سنٹرز پر ڈاکٹرز کی تعیناتی کا معاملہ

*5878: میاں شفیع محمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔288 رحیم یار خان میں کل کتنے RHCs, BHUs اور ڈسپنسریاں قائم ہیں؟

(ب) کتنے RHCs اور BHUs ایسے ہیں جن میں ایم بی بی ایس ڈاکٹرز تعینات نہیں ہیں یہاں پر کب تک ڈاکٹرز کی تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔288 رحیم یار خان میں کل دو آر ایچ سی، پانچ بی ایچ یو اور تین رورل ڈسپنسریاں موجود ہیں، تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) رورل ہیلتھ سنٹر ظاہر پیر (ii)رورل ہیلتھ سنٹر نواں کوٹ

(i) بی ایچ یو لنجی وار (ii) بی ایچ یو غوث پور

(iii) بی ایچ یو چاچڑاں شریف (iv) بی ایچ یو قادر پور

(v) بی ایچ یو ٹھکل آرائیں

(i) رورل ڈسپنسری بستی محمد نواز (ii) رورل ڈسپنسری احمد کڈن

(iii) رورل ڈسپنسری ڈوڈی سانگھی

(ب) تمام RHCsاور BHUs پر ڈاکٹرز تعینات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈاکٹر	جائے تعیناتی	نمبر شمار	نام ڈاکٹر	جائے تعیناتی
(i)	ڈاکٹر خان وزیر	RHCظاہر پیر	(ii)	ڈاکٹر محمد انور	RHC(SMO)نواں کوٹ)
	ڈاکٹر محمد طارق فاروق	RHCظاہر پیر		ڈاکٹر محمد طارق	RHCنواں کوٹ
(iii)	ڈاکٹر احمد علی لغاری	BHUلنجی وار	(iv)	ڈاکٹر محمد سعید	BHUغوث پور
(v)	ڈاکٹر سعید	BHUچاچڑاں شریف	vi)	ڈاکٹر احمد علی لغاری	BHUقادر پور
(vii)	ڈاکٹر عبدالجبار	BHUٹھکل آرائیں			

ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی میں جعلی ڈگریوں پر ڈاکٹرز بھرتی کرنے کی تفصیلات

*6117:جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی میں چند ڈاکٹروں کو جعلی ڈگریوں پر بھرتی کیا گیا اور ان کی جعلی ڈگریاں پکڑے جانے پر انہیں ملازمت سے برخاست کیا گیا؟

(ب) ان افراد کے نام، عہدہ، گریڈ کیا ہیں انہیں کب اور کس نے بھرتی کیا؟

(ج) ان افراد کو تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں کتنی رقم ادا کی گئی تھی؟

(د) اس کے ذمہ دار سرکاری ملازمین جنہوں نے انہیں بھرتی کیا کون ہیں اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے، 2009 میں چند افراد جعلی ڈگریوں پر بھرتی ہوئے تھے جن کے خلاف وزیر اعلیٰ پنجاب کی معائنہ ٹیم اور محکمہ انٹی کرپشن نے انکوائری کی۔ جعلی ڈگریاں ثابت ہونے کے بعد انہیں نوکری سے برخاست کر دیا گیا اور ان کے خلاف ضابطہ فوجداری کے تحت متعلقہ تھانے میں مقدمہ درج کروایا گیا جو کہ 09۔10۔17 سے اب تک اڈیالہ جیل راولپنڈی میں قید ہیں اور ان کا مقدمہ زیر سماعت ہے۔

(ب) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈاکٹر	عہدہ	گریڈ
(i)	ڈاکٹر سید صلاح الدین	میڈیکل آفیسر	17
(ii)	ڈاکٹر سید علاؤالدین	میڈیکل آفیسر	17
(iii)	ڈاکٹر سید ناصر الدین	میڈیکل آفیسر	17
(iv)	ڈاکٹر رفعت شاہین	میڈیکل آفیسر	17

مندرجہ بالا افراد کی بھرتی میں مندرجہ ذیل افراد ملوث تھے۔

(i) ڈاکٹر خالد اقبال ملک، سابق ایم ایس، DHQ ہسپتال راولپنڈی،

(ii) محمد رشید اختر، سابق ڈائریکٹر فنانس، DHQ ہسپتال راولپنڈی،

(iii) محمد آصف ایوب، سابق اکاؤنٹ آفیسر، DHQ ہسپتال راولپنڈی،

(iv) محمد عرفان، سابق ہیڈ کلرک، DHQ ہسپتال راولپنڈی

(ج) ان افراد کو کوئی TA/DA یا تنخواہ نہ دی گئی تھی۔

(د) وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم اور محکمہ انٹی کرپشن کی انکوائری رپورٹ کے مطابق سابقہ ایم ایس، ہیڈ کلرک، اکاؤنٹس آفیسر اور ڈائریکٹر فنانس کو ان بے ضابطگیوں کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ ان افراد کے خلاف ضابطہ فوجداری کے تحت مقدمہ درج کروادیا گیا ہے اور PEEDA ایکٹ کے تحت محکمہ صحت میں محکمانہ کاروائی بھی جاری ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کمشنر راولپنڈی کو انکوائری آفیسر مقرر کیا تھا، کمشنر راولپنڈی نے انکوائری رپورٹ پیش کر دی ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی گئی ہے۔

بے نظیر بھٹو ہسپتال راولپنڈی میں ملازمت سے برخاست کئے گئے ملازمین کی تفصیلات

*6118: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بے نظیر بھٹو ہسپتال راولپنڈی میں یکم جنوری 2008 سے آج تک کتنے افراد کو ملازمت سے برخاست کیا گیا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) کتنے افراد کو مختلف عدالتوں کے احکامات پر ملازمت پر بحال کیا گیا؟

(ج) انہیں برخاست کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) ان کے عدالتوں میں مقدمات پر حکومت کی طرف سے کتنا خرچ ہوا ہے، ان اخراجات کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا قانونی ایکشن لیا گیا؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بے نظیر بھٹو ہسپتال راولپنڈی میں یکم جنوری 2008 سے آج تک 66 افرد کو ملازمت سے برخاست کیا گیا۔ ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 14 افراد کو مختلف عدالتوں کے احکامات سے ملازمت پر بحال کیا گیا۔ تفصیل سیریل نمبر 16, 17, 18, 32, 33, 34, 35, 36, 37, 38, 39, 40, 41, 42 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) انہیں برخاست کرنے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

(i) 48 افراد غیر حاضر تھے۔ تفصیل سیریل نمبر 1to 14, 19 to 31, 43 to 45, 47 to 54 & 57 to 66 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) 14 افراد کے کنٹریکٹ میں بمطابق ریکارڈ غیر تسلی بخش کارکردگی کی بنیاد پر توسیع نہ کی گئی۔ تفصیل سیریل نمبر 16, 17, 18, 32 to 42 & 47 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) ایک فرد کا میٹرک سرٹیفکیٹ بوگس تھا۔ تفصیل سیریل نمبر 15 پر درج ہے۔

(iv) تین افراد موبائل چوری میں ملوث تھے۔ تفصیل سیریل نمبر 46, 55 & 56 پر درج ہے۔

(د) میاں عبدالرؤف، ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان کو راولپنڈی میڈیکل کالج / بے نظیر بھٹو ہسپتال راولپنڈی کی جانب سے قانونی مشیر مقرر کیا گیا ہے جو کہ ہسپتال ہذا سے متعلقہ تمام قانونی امور کی پیروی کرتا ہے مندرجہ بالا کیسز کی پیروی بھی اسی قانونی مشیر نے کی جسے 15 ہزار روپے ماہانہ اعزازیہ کے طور پر دیا جاتا ہے۔

سال 2009، صوبہ میں نئے بنائے گئے ہسپتالوں کی تفصیلات

*6128: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 2009 سے اب تک کل کتنے نئے ہسپتال کس کس جگہ بنائے گئے؟

(ب) کتنے ہسپتال زیر تعمیر ہیں اور کتنے ہسپتال مکمل ہو چکے ہیں اور ان میں باقاعدہ کام شروع ہو چکا ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال2009 سے اب تک تعمیر ہونے والے ہسپتالوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال10۔2009 میں کل7 ہسپتال بنائے گئے ،تفصیل ذیل میں درج ہے۔ 59/MBBHU ضلع خوشاب،BHU جوڑاں کلاں، ضلع خوشاب،BHU بحرامی نواب ضلع بھکر،47/TDABHU ضلع بھکر، رورل ہیلتھ سنٹر وریام والا ضلع جھنگ، رورل ہیلتھ سنٹر سندھیلیانوالہ تحصیل کمالیہ،DHQ ہسپتال پاکپتن شریف،ایمرجنسی کا قیام کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور

مالی سال11۔2010 میں3 ہسپتال بنائے گئے، تفصیل درج ذیل ہے،RHC ٹھٹھہ صادق آباد، خانیوال،50 بیڈ ہسپتال تلہ گنگ، ضلع خانیوال،20 بیڈ ہسپتال کھیوڑہ، ضلع جہلم

مالی سال12۔2011 میں6 ہسپتال تعمیر کئے گئے تفصیل ذیل میں درج ہے۔ تحصیل ہسپتال کوٹلی ہسپتال ضلع راولپنڈی،RHC موسیٰ خیل ، ضلع میانوالی۔ تحصیل ہسپتال کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ، کارڈیک سنٹر چونیاں ، ضلع قصور، ٹراما سنٹر DHQ ہسپتال ڈی جی خان،RHC اروٹی،ٹوبہ ٹیک سنگھ

(ب) مذکورہ عرصہ میں17 ہسپتال مکمل ہو گئے ہیں جبکہ مندرجہ ذیل16 ہسپتال زیر تعمیر ہیں اوران پر تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے۔

(i)	غلام محمد آباد ہسپتال فیصل آباد	(ii)	سمن آباد ہسپتال فیصل آباد
(iii)	DHQ ہسپتال نارووال	(iv)	غازی آباد ہسپتال لاہور
(v)	کڈنی سنٹر ملتان	(vi)	DHQ ہسپتال منڈی بہاؤالدین
(vii)	DHQ ہسپتال DG خان 250 بیڈز سے بڑھاکر 500 بیڈز کے ہسپتال کی سکیم	(viii)	ٹراما سنٹر ڈی جی خان کی تعمیر
(ix)	ٹراما سنٹر فتح پور ضلع لیہ کا قیام	(x)	410 بستروں پر مشتمل بہاولپور ہسپتال
(xi)	راولپنڈی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی	(xii)	300 بستروں پر مشتمل ہسپتال شاہدرہ
(xiii)	راولپنڈی انسٹیٹیوٹ آف یورالوجی	(xiv)	برن سنٹر ملتان
(xv)	برن سنٹر فیصل آباد	(xvi)	60 بستروں پر مشتمل ہسپتال موضع لدھڑ بیدیاں روڈ لاہور

میانوالی،ہیلتھ سنٹر ٹولہ بانگی خیل سے متعلقہ تفصیلات

*6211: جناب شیر علی خان: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :–

(الف) ٹولہ بانگی خیل ضلع میانوالی میں ہیلتھ سنٹر کب تعمیر کیا گیا اور اس کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی؟
(ب) اس میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار اور تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سنٹر ہذا میں ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر اور ڈسپنسر کی اسامیاں خالی ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں کب تک یہ اسامیاں پر کر دی جائیں گی؟
(د) اس ہسپتال کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنے فنڈز دیئے گئے اس کی ان سالوں کے دوران آمدن اور اخراجات بتائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) بنیادی مرکز صحت ٹولہ بانگی خیل 1998 میں تعمیر ہوا اور اس پر 13 لاکھ 5 ہزار روپے لاگت آئی۔
(ب) اس میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار اور تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	منظور شدہ اسامی	گریڈ	نام
1	میڈیکل آفیسر	17	ڈاکٹر سرور شاہ
2	سکول ہیلتھ & نیوٹریشن سپروائزر	17	عمران شریف
3	میڈیل ٹیکنیشن	09	خالی
4	کمپیوٹر آپریٹر	14	خالی
5	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	09	رضوانہ بی بی
6	ڈسپنسر	06	حضرت بلال
7	سینٹری انسپکٹر	08	خالی
8	CDC سپروائزر	05	اقبال شاہ
9	مڈوائف / دائی	04	خالی
10	ویکسینیٹر	06	فرخ زمان
11	نائب قاصد	01	عبدالقیوم
12	چوکیدار	01	شاہجہاں
13	وارڈ کلینر	01	ضیاء الدین

(ج) یہ بات درست نہ ہے کہ ڈاکٹر، ڈسپنسر اور لیڈی ہیلتھ وزیٹر کی اسامیاں خالی ہیں بلکہ ڈاکٹر سرور شاہ بطور انچارج میڈیکل آفیسر، حضرت بلال بطور ڈسپنسر اور رضوانہ بیگم بطور لیڈی ہیلتھ وزیٹر تعینات ہیں اور باقاعدگی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(د) سال09۔2008اور10۔2009کے دوران فراہم کئے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	فراہم کردہ فنڈز
2008-09	9لاکھ80ہزار5سو92روپے
2009-10	7لاکھ71ہزار8سو11روپے

مندرجہ بالا سالوں کے دوران آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن (پرچی فیس ایک روپیہ فی کس)	اخراجات
2008-09	13ہزار8سو39روپے	5لاکھ42ہزار3سو74روپے
2009-10	23ہزار3سو17روپے	10لاکھ72ہزار6سو48روپے

محکمہ صحت کے کنٹریکٹ ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن سپروائزر کو مستقل کرنے کا مسئلہ

*6250: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے محکمہ صحت کے گریڈ نمبر1 تا 18 تک کے تمام کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صحت میں سکول ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن سپروائزر جو کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے تھے ان کو ریگولر نہیں کیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کیا وجہ ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ صحت نے حکومت پنجاب کے احکامات نمبری DS(O&M)5-3/204(Contract S&F) مورخہ 2009۔10۔14 کے مطابق سکیل نمبر1تا15 کے تمام ملازمین کو ریگولر کر دیا ہے تاہم گریڈ16 تا گریڈ18 کی کچھ کیٹگریز کو ریگولر کر دیا گیا ہے اور کچھ زیر غور ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ صحت پنجاب میں تمام سکول ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن سپروائزر کو ابھی تک ریگولر نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ صحت سکیل نمبر16تا18 تک کے تمام ملازمین کو ریگولر کرنے کے لئے غور کر رہی ہے۔

پی پی۔252 مظفر گڑھ، بی ایچ یوز کا قیام اور سٹاف کی تعیناتی کا مسئلہ

*6324: **ملک بلال احمد کھر**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا پی پی۔252 مظفر گڑھ کی ہر یونین کونسل میں بی ایچ یو اور ڈسپنسری موجود ہے اگر نہ ہے تو کیا حکومت ان کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) جہاں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف نہ ہے کیا حکومت مذکورہ سٹاف تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔252 مظفر گڑھ میں 2 آر ایچ سیز، 7 بی ایچ یوز اور ایک ڈسپنسری موجود ہے۔

(i) RHC گجرات: اور RHC سنانواں

(ii) سات BHU ہیں، بی ایچ یو لسوڑی، بی ایچ یو کھر غربی، بی ایچ یو شیخ عمر، بی ایچ یو دایا چوکھاں، بی ایچ یو شادی خان منڈا، بی ایچ یو محمود کوٹ اور بی ایچ یو خان پور رنگا شیر۔

(iii) ایک ڈسپنسری محبوب آباد ہے۔

مندرجہ بالا ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں پر تعینات سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

RHC گجرات:	ڈاکٹر ظفر اللہ، ڈاکٹر عبدالشکور، عاصمہ بانو ایل ایچ وی، حمیرا جتوئی ایل ایچ وی، رضیہ بیگم مڈ وائف، انور مائی مڈ وائف، سرور مائی مڈ وائف، فرزانہ فاروق مڈ وائف
RHC سنانواں:	ڈاکٹر عبدالجبار، ڈاکٹر اللہ بخش، طاہرہ رانا + صائمہ رزاق ایل ایچ ویز، شکیلہ سعید + زرینہ حفیظ + نازیہ بی بی + سکینہ مائی + منور بیگم مڈ وائفز
BHU لسوڑی:	ڈاکٹر جمشید، فرزانہ کوثر ایل ایچ وی، نورین افشاں + انعم یوسف + ساجدہ کنول مڈ وائفز
BHU شیخ عمر:	ڈاکٹر ظفر اقبال، نائیلہ پروین ایل ایچ وی، آسیہ بلوچ + انعم بتول + معراج بی بی مڈ وائفز
BHU کھر غربی:	ڈاکٹر طاہر سعید، مسرت فاطمہ ایل ایچ سی، ثمینہ عالیہ + ثمینہ منظور مڈ وائفز
BHU دایا چوکھاں:	ڈاکٹر حیات اللہ، طاہرہ پروین ایل ایچ وی، بشریٰ نورین + نور مائی + شازیہ پروین مڈ وائفز
BHU غازی گھاٹ:	ڈاکٹر عمار یاسر، ذکیہ لطیف ایل ایچ وی، سمیرا یاسمین + فوزیہ بی بی مڈ وائفز
BHU ٹھٹھہ گرمانی:	ڈاکٹر ساجد، فرحت انجم ایل ایچ وی، شازیہ گل، سدرہ ارشد مڈ وائفز

BHU کاشف آباد کی منظوری آ گئی ہے جبکہ نذیر کوثر ایل ایچ وی اور باقی عملہ تعینات کر دیا گیاہے اور 12۔09۔06 کو واک ان انٹرویو کے تحت ڈاکٹرز کی سلیکشن بذریعہ ڈسٹرکٹ سلیکشن کمیٹی عمل میں لائی جائے گی۔

ڈسپنسری محبوب آباد: ڈاکٹر اسد حلیم

(ب) پی پی۔252 مظفر گڑھ کی ہر یونین کونسل میں گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف تعینات ہے تاہم اگر کوئی اسامی خالی ہوتی ہے تو گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق واک ان انٹرویو کے ذریعے ہر ماہ کی پہلی اور تیسری جمعرات کو واک ان انٹرویو کے تحت بذریعہ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی تعیناتی کر دی جاتی ہے۔

پی پی۔252 مظفر گڑھ میں قائم ہسپتالوں سے متعلقہ تفصیلات

***6327: ملک بلال احمد کھر:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔252 مظفر گڑھ میں کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں موجود ہیں؟

(ب) کیا مذکورہ اداروں میں ڈاکٹرز، پیرا میڈیکل سٹاف اور لیبارٹریز کی تعداد پوری ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔252 مظفر گڑھ میں 2 آر ایچ سیز، 7 بی ایچ یوز اور ایک ڈسپنسری موجود ہے۔

(i) RHC گجرات: اور RHC سنانواں

(ii) سات BHU ہیں، بی ایچ یو لسوڑی، بی ایچ یو کھر غربی، بی ایچ یو شیخ عمر، بی ایچ یو دایا چوکھاں، بی ایچ یو شادی خان منڈا، بی ایچ یو محمود کوٹ اور بی ایچ یو خان پور بگا شیر۔

(iii) ایک ڈسپنسری محبوب آباد ہے۔

مندرجہ بالا ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں پر تعینات سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گجرات: ڈاکٹر ظفر اللہ، ڈاکٹر عبدالشکور، عاصمہ بانو ایل ایچ وی، حمیرا جتوئی ایل ایچ وی، رضیہ بیگم مڈوائف، انور مائی مڈوائف، سرور مائی مڈوائف، فرزانہ فاروق مڈوائف

RHC سنانواں: ڈاکٹر عبدالجبار، ڈاکٹر اللہ بخش، طاہرہ رانا+ صائمہ رزاق ایل ایچ ویز، شکیلہ سعید+ زرینہ حفیظ+ نازیہ بی بی+ سکینہ مائی+ منور بیگم مڈوائفز

BHU لسوڑی: ڈاکٹر جمشید، فرزانہ کوثر ایل ایچ وی، نورین افشاں+ انعم یوسف+ ساجدہ کنول مڈوائفز

BHU شیخ عمر: ڈاکٹر ظفر اقبال، نائیلہ پروین ایل ایچ وی، آسیہ بلوچ + انعم بتول + معراج بی بی مڈوائفز

BHU کھر غربی: ڈاکٹر طاہر سعید، مسرت فاطمہ ایل ایچ سی، ثمینہ عالیہ + ثمینہ منظور مڈوائفز

BHU دایا چوکھاں: ڈاکٹر حیات اللہ، طاہرہ پروین ایل ایچ وی، بشریٰ نورین + نور مائی + شازیہ پروین مڈوائفز

BHU غازی گھاٹ: ڈاکٹر عمار یاسر، دسیہ لطیف ایل ایچ وی، سمیرا یاسمین + فوزیہ بی بی مڈوائفز

BHU ٹھٹھہ گرمانی ڈاکٹر ساجد، فرحت انجم ایل ایچ وی، شازیہ گل، سدرہ ارشد مڈوائفز

BHU کاشف آباد کی منظوری آ گئی ہے جبکہ نذیر کوثر ایل ایچ وی اور باقی عملہ تعینات کر دیا گیا ہے اور 12۔09۔06 کو واک ان انٹرویو کے تحت ڈاکٹرز کی سلیکشن بذریعہ ڈسٹرکٹ سلیکشن کمیٹی عمل میں لائی جائے گی۔

ڈسپنسری محبوب آباد: ڈاکٹر اسد حلیم

(ب) پی پی۔252 مظفر گڑھ کی ہر یونین کونسل میں گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف تعینات ہے۔تاہم اگر کوئی اسامی خالی ہوتی ہے تو گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق واک ان انٹرویو کے ذریعے ہر ماہ کی پہلی اور تیسری جمعرات کو واک ان انٹرویو کے تحت بذریعہ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی تعیناتی کر دی جاتی ہے۔

گورنمنٹ ہسپتال ماڈل ٹاؤن لاہور، سٹاف اور شکایات سے متعلقہ تفصیل

*6336: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) گورنمنٹ ہسپتال ماڈل ٹاؤن لاہور کب تعمیر کیا گیا؟

(ب) اس میں اس وقت کتنے ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) کیا یہ ہسپتال شام کے وقت بھی ورک کرتا ہے؟

(د) اس ہسپتال کے خلاف یکم جنوری 2009 سے آج تک کتنی شکایات بروقت طبی امداد برائے ڈیلیوری مہیا نہ کرنے کی وصول ہوئیں یہ شکایات کس کس کی تھیں اور کن کن ڈاکٹروں اور عملہ کے خلاف تھیں؟

(ہ) ان شکایات کی انکوائری کروائی گئیں تو کس کس نے ان شکایات کی انکوائری کی اور اس کے ذمہ دار کون کون پائے گئے اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ماڈل ٹاؤن ہسپتال 1935 میں قائم کیا گیا، پاکستان بننے کے بعد ماڈل ٹاؤن سوسائٹی اس ہسپتال کو چلاتی رہی، 1985 میں پنجاب گورنمنٹ محکمہ صحت کے ساتھ 30 سال کے لئے lease معاہدہ ہوا اور اب ای ڈی او (ہیلتھ) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تحت یہ ہسپتال کام کر رہا ہے اور اس کی افادیت کو دیکھتے ہوئے خادم اعلیٰ پنجاب نے حال ہی میں اسے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دینے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔

(ب) اس ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز کے نام اور عہدہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈاکٹر طارق رمضان	ایم ایس	گریڈ19
ڈاکٹر شہباز اعجاز	SMO	گریڈ18
ڈاکٹر افضل	SMO	گریڈ18
ڈاکٹر اشرف نعیم	SMO	گریڈ18
ڈاکٹر فرحت عباس	SWMO	گریڈ18
ڈاکٹر نازیہ	WMO	گریڈ17
ڈاکٹر روحی	WMO	گریڈ17
ڈاکٹر افتخار	پرنسپل ڈینٹل سرجن	گریڈ19
ڈاکٹر عبیرہ	ڈینٹل سرجن	گریڈ17
ڈاکٹر احمد	ڈینٹل سرجن	گریڈ17

(ج) اس ہسپتال میں دوپہر 2 سے رات 8 بجے تک ایوننگ آؤٹ ڈور کام کرتا ہے اور ڈاکٹر فرحت عباس سینئر وومن میڈیکل آفیسر ایوننگ شفٹ میں ڈیوٹی دیتی ہیں۔

(د) جی نہیں!

(ہ) جی نہیں!

تحصیل کوٹ رادھا کشن و چونیاں، پرائیویٹ ہسپتالوں کی تعداد و تفصیل

*6339: **ملک اختر حسین نول:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل کوٹ رادھا کشن اور تحصیل چونیاں میں کل کتنے پرائیویٹ ہسپتال ہیں، ان کے نام مع تفصیل جگہ فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان میں اکثر پرائیویٹ ہسپتال رجسٹرڈ نہ ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان پرائیویٹ ہسپتالوں کو رجسٹرڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تحصیل کوٹ رادھا کشن اور چونیاں میں موجود پرائیویٹ ہسپتالوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	مقام	زیر نگرانی
1	نور ہسپتال	کلارک آباد کوٹ رادھا کشن	انوار احمد اختر، ڈاکٹر ثمینہ نور
2	الفاروق ہسپتال	کلارک آباد کوٹ رادھا کشن	ڈاکٹر خالق رحمانی
3	سروسز ہسپتال	کلارک آباد کوٹ رادھا کشن	ڈاکٹر اعجاز الحق سندھو
4	رندھاوا ہسپتال	رائے ونڈ روڈ کوٹ رادھا کشن	ڈاکٹر ایاز علی، ڈاکٹر فریدہ سروسز ڈاکٹر مسعود عزیز، ڈاکٹر امتیاز احمد
5	عمر ہسپتال	رائے ونڈ روڈ کوٹ رادھا کشن	ڈاکٹر محمد شفیق
6	کراچی کلینک	رائے ونڈ روڈ کوٹ رادھا کشن	ڈاکٹر صباء شاداب
7	رشید ہسپتال	پولیس چوکی گندھیاں روڈ	ڈاکٹر امتیاز ارشد
8	بخاری ہسپتال	پولیس چوکی گندھیاں روڈ	ڈاکٹر علی تجاری رضا بخاری
9	زاہد ہسپتال	برلب نہر کوٹ رادھا کشن	ڈاکٹر محمد افضل ایم ڈی
10	ظفر ہسپتال	محلہ جج والا 51 چک روڈ	ڈاکٹر ظفر
11	طاہر ہسپتال	چک 55 روڈ، کوٹ رادھا کشن	ڈاکٹر طاہر ایم بی بی ایس
12	فیملی ہسپتال	چونیاں	ڈاکٹر ناہید
13	عمر ہسپتال	چونیاں	ڈاکٹر نواب دین
14	الشفاء ہسپتال	چونیاں	ڈاکٹر اشفاق
15	حبیب ہسپتال	چونیاں	ڈاکٹر محمد اشرف
16	عظیم ہسپتال	چونیاں	سردار محمد اکرم
17	الممتاز ہسپتال	چونیاں	ڈاکٹر کلثوم مبشر
18	علی ہسپتال	چونیاں	ڈاکٹر شوکت علی

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ہسپتال رجسٹرڈ نہ ہے کیونکہ رجسٹریشن کا کام ضلعی سطح پر موجود نہ ہے۔

(ج) اس بارے میں اگر کوئی قانون سازی کی جا رہی ہے تو ضلعی سطح پر اس کی معلومات نہ ہیں، ان تمام ہسپتالوں کو رجسٹرڈ کرنا چاہئے جس سے گورنمنٹ کو revenue مل سکتا ہے۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے پرائیویٹ ہسپتالوں، کلینکس و ڈسپنسریوں کو رجسٹرڈ کرنے اور انہیں قانون کے دائرہ کار میں لانے کے سلسلے میں "پنجاب ہیلتھ کیئر

کمیشن"قائم کر دیا ہے۔اس سلسلہ میں ضروری قوانین بنائے جا رہے ہیں۔ مزید برآں ڈاکٹروں اور متعلقہ سٹاف کے لئےminimum service delivering standards بنائے جارہے ہیں جن کے تحت تمام پرائیویٹ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی رجسٹریشن کی جائے۔

قصور، بغیر لائسنس میڈیکل سٹورز اور غیر معیاری ادویات سے متعلقہ تفصیل

*6340: ملک اختر حسین نول: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں اکثر میڈیکل سٹور بغیر لائسنس کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میڈیکل سٹورز پر ادویات غیر معیاری فروخت ہو رہی ہیں جن سے مریضوں کی جان بھی جا سکتی ہے؟

(ج) کیا حکومت فوری طور پر تمام میڈیکل سٹورز کے لائسنس چیک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور جعلی ادویات بیچنے والے میڈیکل سٹورز کے مالکان اور سیل مینوں کے خلاف کارروائی کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع قصور میں رجسٹرڈ میڈیکل سٹوروں کی تعداد 715 ہے اس کے علاوہ اگر کوئی بغیر لائسنس کام کرتا ہے تو اس کی دکان سیل کر کے چالان کر دیا جاتا ہے سال 12۔2011 میں 190 سٹوروں کے خلاف ڈرگ کورٹ لاہور میں کاروائی کی گئی جس پر عدالت نے 7 لاکھ 19 ہزار روپے جرمانہ کیا اور تاحال بغیر لائسنس کام کرنے والوں کے خلاف کارروائی جاری ہے۔

(ب) میڈیکل سٹورز پر فروخت کی جانے والی ادویات کو بلا تخصیص لاہور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری بھیجا جاتا ہے۔ سال 12۔2011 میں 1284 مختلف ادویات کے نمونے برائے تجزیہ لیبارٹری روانہ کئے گئے جن میں سے 39 غیر معیاری قرار پائے جن کے خلاف کارروائی مکمل کر کے کیسز کوالٹی کنٹرول بورڈ لاہور کو روانہ کئے جا چکے ہیں۔

(ج) گورنمنٹ آف پنجاب نے بغیر لائسنس کام کرنے والے سٹورز کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے ضلع بھر میں تین ڈرگ انسپکٹرز اور چار ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسرز تعینات کر رکھے ہیں جو شکایت کی صورت میں قانون کے مطابق کاروائی کریں گے۔

پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین، ہسپتال ومراکز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6382: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیاوزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین میں ہسپتال ومراکز صحت کتنے ہیں؟

(ب) ان کو سال09۔2008اور10۔2009 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ان میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پی پی۔117 منڈی بہاؤالدین میں ایک THQ ہسپتال دو RHCs اور 10 بنیادی مراکز صحت ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال پھالیہ

(ii) دیہی مراکز صحت، پاہڑیانوالی اور جوکالیاں

(iii) بنیادی مراکز صحت، کھوسر، کالو پنڈی، گھنیاں، دھریکاں، چاڑانوالہ، حاصلانوالہ، بانسی خورد، دھول رانجھا، لالہ پنڈی اور کالاشادیاں

(ب) ان اداروں کو مالی سال09-2008، 10-2009، 11-2010، 11-2010 اور 12۔2011 کے دوران فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نان ڈویلپمنٹ

نام سنٹر	2008۔09	2009۔10	2010۔11	2011۔12
THQ ہسپتال پھالیہ	155981000/- روپے	17264000/- روپے	225438000/- روپے	33706500/- روپے
RHC جوکالیاں	5750000/- روپے	5638000/- روپے	7718000/- روپے	12055500/- روپے
RHC پاہڑیانوالی	7867000/- روپے	6503000/- روپے	9452000/- روپے	16186900/- روپے
(10)BHU	7758000/- روپے	9426000/- روپے	19258000/- روپے	29813680/- روپے

ڈویلپمنٹ

نام سنٹر	2008۔09	2009۔10
THQ ہسپتال پھالیہ	2103810/- روپے	3870000/- روپے
	577605/- روپے	
	28000/- روپے	
	516000/- روپے	
RHC جوکالیاں	115000/- روپے	620000/- روپے
RHC پاہڑیانوالی	1332450/- روپے	4400000/- روپے
بنیادی مراکز صحت(10)	1240000/- روپے	1124000/- روپے

(ج) مندرجہ بالا ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام ہسپتال	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیوں
THQ ہسپتال پھالیہ	20	06
RHC جوکالیاں	5	3
RHC پاہڑیانوالی	05	02

تمام بی ایچ یوز پر ڈاکٹرز کی ایک ایک اسامی منظور شدہ ہیں۔ چاڑانوالہ میں ڈاکٹرز کی تقرری کے لئے سفارشات محکمہ صحت کو بھیج دی گئی ہیں جس پر جلد ہی آرڈرز ہو جائیں گے اور بی ایچ یو کالوپنڈی، بی ایچ یو بانسی خورد اور بی ایچ یو کالا شادیاں پر ڈاکٹر کی ایک ایک اسامی خالی ہے جبکہ باقی تمام بی ایچ یوز پر ڈاکٹرز موجود ہیں اور مریضوں کو طبی سہولیات بہم پہنچا رہے ہیں۔

خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے ضلعی سطح پر ہر ماہ کی پہلی اور تیسری جمعرات کو واک ان انٹرویو ہو رہے ہیں جیسے ہی کوئی موزوں امیدوار دستیاب ہو گا خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

صوبہ میں چلڈرن ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6402: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت کل کتنے چلڈرن ہسپتال موجود ہیں؟

(ب) صوبہ پنجاب میں آئندہ کتنے چلڈرن ہسپتال بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 2 چلڈرن ہسپتال موجود ہیں۔ جن میں سے ایک چلڈرن ہسپتال لاہور جبکہ دوسر چلڈرن کمپلیکس ملتان میں واقع ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ صحت 410 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال بہاولپور میں تعمیر کروا رہی ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے لہذا علیحدہ سے چلڈرن کمپلیکس تعمیر کرنے کی بجائے اس ہسپتال میں 100 بستر بچوں کے لئے شامل کر دیئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نے فیصل آباد میں چلڈرن ہسپتال قائم کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں۔ پرنسپل فیصل آباد نے اس مقصد کے لئے زمین کا قبضہ حاصل کر لیا ہے اور منصوبہ کی

تیاری کے لئے کام جاری کر دیا گیا ہے۔ جونہی PC–I تیار ہو گا یہ منظوری کے لئے PDWP کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

گجرات، ہسپتالوں اور برن سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیل

*6410: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) ضلع گجرات میں کل کتنے ہسپتال ہیں؟

(ب) ضلع گجرات میں کتنے ہسپتالوں میں برن سنٹر ہیں؟

(ج) کتنے ہسپتالوں میں ٹیچنگ سنٹر ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات میں قائم ہسپتالوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	تعداد ہسپتال	تعداد بیڈز
1	عزیز بھٹی شہید ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال گجرات	1	322
2	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، کھاریاں	1	40
3	ٹراما سنٹر لالہ موسیٰ	1	50 بیڈز
4	سول ہسپتال (جلال پور جٹاں، کوٹلہ ارب علی خان	2	فی 20 بیڈز
5	گورنمنٹ میٹرنٹی ہسپتال (گجرات، منگووال، لالہ موسیٰ، ڈنگہ، گلیانہ)	5	فی 20 بیڈز
6	دیہی مراکز صحت	10	فی 20 بیڈز
7	بنیادی مراکز صحت	90	فی 20 بیڈز

(ب) ضلع گجرات میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں 4 بستروں پر مشتمل ایک برن یونٹ ہے جس کے انچارج چیف کنسلٹنٹ، سرجن ڈاکٹر شاہد سعید خان ہیں۔

(ج) ضلع گجرات میں درج ذیل ٹیچنگ سنٹرز ہیں۔

نمبر شمار	نام سنٹر	تعداد طلباء
1	نواز شریف میڈیکل کالج	100 فی سال
2	جنرل نرسنگ سکول	25 فی سال
3	ڈسپنسر ٹریننگ سکول	30 فی سال
4	کمیونٹی مڈوائفری سکول	40 فی سال

تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات اٹھانے کا معاملہ

*6521: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا حکومت تھیلیسیمیا کے مرض میں مبتلا بچوں کے لئے پنجاب کے ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں علاج کی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے لیبارٹری کی سہولت موجود نہ ہے؟

(ج) چلڈرن ہسپتال لاہور میں حکومت کی طرف سے تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کو کیا کیا سہولیات دی جاتی ہیں؟

(د) تھیلیسیمیا کے مرض کے خاتمہ کے لئے حکومت ہنگامی بنیادوں پر اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھیلیسیمیا کے مرض کے خاتمے کے لئے حکومت پنجاب نے تھیلیسیمیا پریونشن پروگرام کا آغاز کر دیا ہے جس کی پراجیکٹ ڈائریکٹر پروفیسر شمسہ ہمایوں ہیں۔ اس پروگرام کے تحت پنجاب بھر میں تھیلیسیمیا سے بچاؤ اور خاتمے کی مکمل سہولیات جن میں تھیلیسیمیا کا بلڈ ٹیسٹ، جنسیاتی مشاورت، تشخیص قبل از وقت پیدائش اور ڈی این اے لیب جیسی سہولیات شامل ہیں، فراہم کی جائیں گی۔ اس پروگرام کی کل لاگت 14 کروڑ 74 لاکھ روپے ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں پنجاب تھیلیسیمیا پریونشن پروگرام کی ٹیم موجود ہو گی، جو گاؤں گاؤں، محلہ محلہ جا کر تھیلیسیمیا سے بچاؤ کی سہولیات اور اقدامات بلڈ ٹیسٹ، عوام میں آگاہی وغیرہ فراہم کرے گی۔

پنجاب تھیلیسیمیا پریونشن پروگرام کے زیر اہتمام چار علاقائی سنٹرز لاہور، ملتان، بہاولپور اور راولپنڈی میں قائم کر دیئے گئے ہیں۔ پنجاب کے مختلف اضلاع ان علاقائی سنٹرز کے ساتھ ملحق کر دیئے گئے ہیں۔ راولپنڈی کے ساتھ اٹک اور جہلم، ملتان کے ساتھ خانیوال اور مظفر گڑھ، بہاولپور کے ساتھ، بہاولنگر، وہاڑی اور لودھراں جبکہ لاہور کے ساتھ گوجرانوالہ، قصور، شیخوپورہ، فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اضلاع ملحق کر دئے گئے ہیں۔ ان ہسپتالوں

کی لیبارٹریوں کو تھیلیسیمیا بلڈ ٹیسٹ کے لئے ضروری مشینری فراہم کی جارہی ہے۔ دیگر سہولیات کے علاوہ ان سنٹرز پر تشخیص قبل از پیدائش کی سہولت بھی فراہم کی جارہی ہے۔ پنجاب تھیلیسیمیا پریونشن پروگرام کے تحت لیڈی ویلنگڈن ہسپتال لاہور میں جدید ڈی این اے لیب قائم کی جارہی ہے جو کہ جلد کام شروع کردے گی۔

(ب) یہ درست نہیں کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میں تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کے لئے لیبارٹری کی سہولیات موجود نہیں ہیں۔ چلڈرن ہسپتال لاہور میں تھیلیسیمیا کی تشخیص اور علاج کے دوران فولاد کا لیول چیک کرنے کے ٹیسٹ کی سہولت موجود ہے۔ تھیلیسیمیا کی تشخیص کے لئے hplc based hemoglobin electrophoresis کا ٹیسٹ کیا جاتا ہے اور فولاد کا لیول چیک کرنے کے لئے Serum Ferritin کا لیول چیک کیا جاتا ہے۔

(ج) تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے چلڈرن ہسپتال لاہور میں تشخیص کے علاوہ علاج کی سہولیات موجود ہیں جن میں خون کی سکریننگ کے بعد خون کا انتقال اور مریض کے جسم میں اضافی فولاد مہیا کرنے کے لئے ادویات دی جاتی ہیں۔ جو کہ گولی اور انجکشن کی صورت میں ہوتی ہے۔

(د) تھیلیسیمیا کے مرض کے خاتمے کے لئے حکومت پنجاب نے تھیلیسیمیا پریونشن پروگرام کا آغاز کر دیا ہے۔ جس کے تحت پنجاب بھر میں تھیلیسیمیا سے بچاؤ اور خاتمے کی مکمل سہولیات جن میں تھیلیسیمیا کا بلڈ ٹیسٹ، جنسیاتی مشاورت، تشخیص قبل از وقت پیدائش اور ڈی این اے لیب جیسی سہولیات شامل ہیں، فراہم کی جائیں گی۔ اس پروگرام کی کل لاگت 14 کروڑ 74 لاکھ روپے ہے جبکہ مالی سال 13-2012 میں متذکرہ پروگرام کے لئے 3 کروڑ 50 لاکھ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ جو کہ تھیلیسیمیا کے بچاؤ اور خاتمے میں اہم کردار ادا کرے گا اور امید ہے کہ اگلے چند سالوں میں صوبہ پنجاب میں تھیلیسیمیا پر قابو پانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو جائے گا۔

ضلع بھکر-'BHUs' اور 'RHCs' کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6584: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع بھکر میں BHUs اور RHCs کی تعداد کتنی ہے اور اوسطاً کتنی آبادی کو کون کون سی طبی سہولیات فراہم کر رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

ضلع بھکر میں 40 بی ایچ یوز اور 3 آر ایچ سیز ہیں، جو کہ ضلع بھکر کی تقریباً 85 فیصد آبادی کو مندرجہ ذیل سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔

RHCs میں فراہم کی جانے والی طبی سہولیات:

او پی ڈی، In door، ایمرجنسی، ایکسرے، ایمبولینس سروس، ای پی آئی ویکسی نیشن، ڈینٹل سروسز، لیبارٹری، ایم سی ایچ سروسز، میڈیکل اینڈ سرجیکل سروسز، TB-DOTS، ڈلیوری، c-section، فیملی پلاننگ، ہیلتھ ایجوکیشن، ہومیو ڈسپنسری، طبی ڈسپنسری، مائنر آپریشن، نیشنل MNCH پروگرام، EmONC پروگرام کے تحت چوبیس گھنٹے فری ڈلیوری۔

BHUs میں فراہم کی جانے والی سہولیات:

OPD، روٹین ای پی آئی ویکسی نیشن، ایم سی ایچ سروسز، ڈلیوری اینڈ مائنر گائنی پرابلم، TB-DOTs، فیملی پلاننگ، ہیلتھ ایجوکیشن، 09 بنیادی مراکز صحت میں EmONC پروگرام کے تحت چوبیس گھنٹے فری ڈلیوری، 14 بنیادی مراکز صحت میں CMAM پروگرام۔

گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور کی تفصیلات

*6595: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور میں تعینات نرسز کی رہائش کے لئے پرائیویٹ رہائش ایکوائر کی گئی ہے؟

(ب) اس کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے اس کے مالک کا نام، پتا جات بتائیں نیز agreement کی کاپی مہیا کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ہسپتال میں تعینات تمام نرسز کو زبردستی اس جگہ رہائش رکھنے پر انتظامیہ مجبور کر رہی ہے رہائش نہ رکھنے والی نرسز سے بھی زبردستی ہاؤس رینٹ کی کٹوتی کی جا رہی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رہائش گاہ میں رہائش رکھنے والی نرسز سے اس ہسپتال کی انتظامیہ زبردستی دو ہزار روپے ماہانہ ان کی تنخواہوں سے ہاؤس رینٹ کے علاوہ کٹوتی کرتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت درج بالا مسائل حل کرنے اور اس ہسپتال کی انتظامیہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ نرسز کی رہائش کے لئے پرائیویٹ رہائش گاہ حاصل کی گئی تھی تاہم دسمبر 2011 میں یہ رہائش خالی کروا کے نئے تعمیر شدہ گورنمنٹ ہاسٹل میں رہائش مہیا کر دی گئی ہے۔

(ب) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈی ایچ کیو ہسپتال II – کوٹ خواجہ سعید لاہور اور مالک مکان نسیم احمد ولد شفیق احمد سکنہ مکان نمبر 19 گلی نمبر 24 پاک نگر مصری شاہ لاہور کے مابین نرسنگ ہاسٹل کا ماہانہ کرایہ مبلغ 65 ہزار روپے طے پایا۔ Rent Agreement کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ معاہدہ 09۔09۔01 سے شروع ہوا۔

(ج) جی نہیں! ایسا نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس بابت کوئی شکایت موصول ہوئی ہے۔

(د) جی نہیں!

(ہ) گورنمنٹ ہاسٹل کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے اور 2011 سے نرسز نئے تعمیر شدہ گورنمنٹ ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں اور پرائیویٹ رہائش گاہ کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

غیر معیاری اشیاء کی فروخت کی تفصیلات

*6598: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مستند سروے کے مطابق صوبہ میں 90 فیصد غیر معیاری اشیاء فروخت ہو رہی ہیں حکومت نے اس مسئلہ کے تدارک کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) اشیاء کے معیار کی جانچ کے لئے صوبہ میں کتنے انسپکٹر کام کر رہے ہیں اور کیا ان کی کارکردگی تسلی بخش ہے؟

(ج) محکمہ کو مذکورہ مقصد کے لئے مالی سال 10۔2009 میں کتنے فنڈ فراہم کئے گئے، کیا یہ فنڈز کافی ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو فنڈز کے اضافہ کے لئے محکمہ کیا اقدامات کر رہا ہے تاکہ عوام کو معیاری اشیائے ضروریہ فراہم کی جا سکیں، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ صحت کے زیر نگرانی گورنمنٹ پبلک اینالسٹ لاہور اور گورنمنٹ پبلک اینالسٹ ملتان صوبہ بھر سے بھیجے جانے والے خوارک کے نمونہ جات کے تجزیہ کی سہولیات مہیا کرتی ہیں۔ تجزیاتی رپورٹس متعلقہ اداروں کو قانونی کارروائی کے لئے ارسال کر دی جاتی ہیں۔

مزید یہ کہ غیر معیاری اشیاء کی روک تھام کے لئے حکومت پنجاب "پنجاب فوڈ اتھارٹی" کا قیام عمل میں لائی ہے۔ جس نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے۔کاپ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اشیاء کے معیار کی جانچ پڑتال کے لئے صوبہ میں فوڈ انسپکٹرز کی بھرتی پنجاب فوڈ اتھارٹی کے دائرہ اختیار میں ہے اور ان کی کارکردگی کی جانچ پڑتال بھی یہی اتھارٹی کرتی ہے اور پنجاب فوڈ اتھارٹی محکمہ فوڈ کے تحت کام کرتی ہے۔

(ج) مالی سال 10۔2009 کے دوران محکمہ صحت نے ملاوٹ کی روک تھام کے لئے لیبارٹریز کو جدید بنیادوں پر تعمیر و ترقی کے لئے 32.520 ملین روپے مختص کئے تھے، مگر Financial Austerity Measures کی بناء پر فنڈز جاری نہ ہو سکے۔

اب پنجاب فوڈ اتھارٹی کا قیام ہو چکا ہے۔ فوڈ سے متعلقہ تمام معاملات فوڈ اتھارٹی کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔

ضلع بہاولنگر۔آر ایچ سی میں لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی کی تفصیلات

*6732: محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:–

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 101 تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں R.H.C قائم ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر میں لیڈی ڈاکٹر کی اسامی منظور شدہ ہے مگر وہاں پر لیڈی ڈاکٹر تعینات نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سنٹر میں مرد ڈاکٹروں کی دو اسامیاں ہیں مگر صرف ایک ڈاکٹر ڈیوٹی پر حاضر ہوتے ہیں اور اس ڈاکٹر سے خواتین بھی طبی معائنہ کروانے پر مجبور ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سنٹر میں جلد از جلد لیڈی ڈاکٹر تعینات کرنے کو تیار ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یونین کونسل 101 تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں 2 آر ایچ سیز ہیں جن میں سے ایک RHC منڈی صادق آباد اور ایک RHC میکلیوڈ گنج قائم ہیں۔

(ب) جی ہاں! مذکورہ سنٹرز پر لیڈی ڈاکٹر کی ایک ایک اسامی منظور شدہ ہے تاہم ڈاکٹرز کی عدم دستیابی کی وجہ سے لیڈی ڈاکٹر تعینات نہ ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا دونوں آر ایچ سیز پر مرد ڈاکٹروں کی دو دو اسامیاں منظور شدہ ہیں اور دونوں RHCs پر ایک ایک میڈیکل آفیسر تعینات ہے۔ وومن میڈیکل آفیسرز کی پوسٹ دونوں RHCs میں موجود ہیں مگر خالی پڑی ہیں۔ تاہم دونوں RHCs پر چھ چھ نرسیں اور تین تین لیڈی ہیلتھ وزیٹرز تعینات ہیں جو کہ خواتین کو ابتدائی طبی سہولیات فراہم کرتی ہیں.

(د) ضلع بہاولنگر پنجاب کا پسماندہ ضلع ہے جہاں پر ڈاکٹرز کی شدید کمی ہے۔ اس پسماندہ ضلع میں ڈاکٹرز تعیناتی کے لئے بمشکل تیار ہوتے ہیں۔ تاہم محکمہ صحت حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں ہر ماہ کی پہلی اور تیسری جمعرات کو واک ان انٹرویو کے تحت ڈاکٹرز کے انٹرویو ضلعی سطح پر ہو رہے ہیں۔ جیسے ہی کوئی موزوں امیدوار میسر ہو گا تو یہ خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عثمان بھٹی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اجلاس مورخہ 6۔نومبر 2012 بروز منگل صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

70

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔نومبر 2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(مورخہ 28 اگست 2012 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار دادیں)

1. محترمہ نگہت ناصر شیخ: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں ڈینگی سے بچاؤ، آگاہی، حفاظتی تدابیر اور ڈینگی سے متعلق تمام بنیادی معلومات کو پرائمری کی سطح سے نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

2. محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی پیروں، عاملوں اور جعلی ڈاکٹروں کے اشتہارات پر پابندی عائد کر دی جائے۔

3. محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع سرگودھا کے شہروں بھیرہ اور میانی میں واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ نصب کرنے کے اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ یہاں کے شہریوں کو صاف پینے کا پانی مل سکے۔

4. چودھری ظہیر الدین خان: یہ ایوان جرمن عدالت کی توہین آمیز خاکے بنانے کی اجازت کی پُرزور مزمت کرتا ہے۔یہ فیصلہ نہ صرف بین المذاہب ہم آہنگی کی عالمی کوششوں کو سبوتاژ کرے گا بلکہ مذہبی انتہاپسندی کو فروغ دینے کا موجب بھی ہو گا۔لہذا صوبائی اسمبلی پنجاب، وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس فیصلہ کو کالعدم قرار دلوانے کے لئے یواین او کی سطح پر فی الفور اقدامات کرے۔

71

(موجودہ قراردادیں)

1. میاں محمد نوید انجم: یہ ایوان وفاقی حکومت اور تمام صوبائی حکومتوں سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ ان کے ماتحت کام کرنے والے تمام ڈی ایم جی اور پی سی ایس افسران کی Nationality کی تصدیق کروائی جائے اور جو افسران Dual Nationality رکھتے ہیں ان کو فوری طور پر ملازمت سے برخاست کیا جا

2. محترمہ فرح دیبا: اس ایوان کی رائے ہے کہ دنیا کی سب سے کم عمر مائیکرو سافٹ سرٹیفائیڈ پروفیشنل ارفع کریم رندھاوا کے نام سے فیصل آباد میں آئی ٹی یونیورسٹی قائم کی جائے۔

3. صاحبزادی نرگس ظفر: اس ایوان کی رائے ہے کہ الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر راولپنڈی اور لاہور میں قائم جرنلسٹ ہاؤسنگ سوسائٹی میں توسیعی منصوبہ بنایا جائے تاکہ نئے صحافیوں کو بھی بلاتفریق پلاٹ مل سکیں، نیز اس حوالہ سے ضروری اقدامات کئے جائیں۔

72

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیالیسواں اجلاس

منگل،6۔نومبر 2012

(یوم الثلاثہ،20۔ذوالحج1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر32منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باالله من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ
وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ
شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ٦
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ٧
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن
يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ
لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٨

سورة التّحْريم آيات 6تا8

مومنو!اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں(6) کافرو!آج بہانے مت بناؤ۔ جو عمل تم کیا کرتے ہو ان ہی کا تم کو بدلہ دیا جائے گا(7) مومنو!اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کرو۔ امید ہے کہ وہ تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغ ہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ اس دن پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا (بلکہ) ان کا نور ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا۔ اور وہ اللہ سے التجا کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما۔ بے شک تُو ہر چیز پر قادر ہے(8)

وماعلينا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

ادھر بھی کوئی اَبرِ رحمت کا چھینٹا ادھر بھی نظر بے سہاروں کے والی
نگاہوں میں لگے تیری بخشش کا عالم کھڑے ہیں تیرے در پر سوالی
ہمیں پھر عطا ہو جلالِ ابوذر ہمیں پھر عنایت ہو شان بلالی
دمکتے رہیں تیرے گنبد کے جلوے سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
جہاں سے ملی تھی بوصیری کو چادر جہاں کیف ساماں تھی روح غزالی
وہاں لے کر آیا ہوں کلیوں کے گجرے وہاں لے کر پہنچا ہوں پھولوں کی ڈالی
بجا ہے کہ ہم تشنگانِ کرم کا عمل کی حقیقت سے دامن ہے خالی
مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے تیری ذات سے ایک نسبت ہے عالی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز پہلے مجھے بات کرنے دیں، میں آپ سے پہلے بھی کئی مرتبہ گزارش کر چکا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ اس وقت بات کرنے سے اجتناب کیا کریں اور مداخلت نہ کیا کریں۔ مہربانی۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں پہلے وقفہ سوالات کا نام تو لوں کہ محکمہ کون سا ہے جس کے آپ نے آج جوابات لینے ہیں۔ میرے بھائی آپ میری بات تو سنتے نہیں ہیں اب میں کیا کروں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جی، فرمائیں!

سوالات

(محکمہ جات امور نوجواناں، کھیلیں آثار قدیمہ اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اپنی بات کروں۔

جناب سپیکر: آپ خود ہی دیکھ لیں، ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا بلکہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر زیرو ہوتا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ وقفہ سوالات کے لئے روزانہ ایک گھنٹہ مختص ہوتا ہے لیکن اس وقفہ سوالات میں تین چار سال کے بعد جواب آتا ہے۔ ابھی کل ہی ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا کہ 2009 میں وہاڑی کے مقام پر گیسٹرو کی بیماری سے کچھ لوگ مرے ہیں اور اب پانی میں دوائی ڈال دی گئی ہے۔ آج بھی پہلا سوال یہ ہے کہ 2008 میں شالامار باغ میں نچلے تختے کے فوارے خراب تھے اس وقت وہ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ساڑھے چار سال بعد What is the utility of this question. آپ اس پر کچھ کہنا پسند

فرمائیں گے ؟ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ میں حکومت پنجاب سے یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہر چوک پر beggars لوگوں کی گاڑیوں کے شیشے توڑ رہے ہیں یہ لوگ professionals ہیں کیا حکومت کو یہ لوگ نظر نہیں آتے ؟

جناب سپیکر: یہ بات آپ بعد میں کریں اس وقت سننے کی نہیں ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! دو تین سال بعد ہمارے سوالوں کے یہاں جوابات آتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اب تو نہیں ہوا پہلے بھی اسی طرح سے ہوتا رہا ہے۔ پہلے آپ سوالات کی تعداد کا تو معلوم کریں کہ کتنے سوالات ہوتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! آج کے سوالوں کے زیادہ جوابات یہ دیئے گئے ہیں کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جب ان سوالات کی باری آئے گی اس وقت آپ یہ بات پوچھیں پھر ان سے جواب لیا جائے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! زیادہ سوالات کے جوابات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنی مرضی کر لیں۔ ویسے وقفہ سوالات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر زیرو ہوتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میری مرضی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب عبدالرحمٰن صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! پہلے میں کھڑا ہوا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ کی مرضی ہے [***********]

جناب سپیکر: نہیں یہاں سارے معزز ممبران ہیں اور میرے لئے سب قابل احترام ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! یہ غیر پارلیمانی اور غیر سنجیدہ remarks ہیں ان کو قبول نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں expunge کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ان کے یہ remarks expunge کئے جاتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر وقفہ سوالات سے متعلق ہی ہے کہ روزانہ کا ایک گھنٹہ وقفہ سوالات کے لئے مختص ہے۔ آج بھی اس سلسلے میں ستائیس سوالات پیش ہوئے ہیں ان میں سے سولہ سوالوں کے جواب ہی موصول نہیں ہوئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ وقفہ سوالات شروع کرنے سے پہلے اس پر تھوڑی سی روشنی ڈال دیں کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے مجھے پوچھنے تو دیں اس کے بعد یہ بات کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں اپنا نقطہ نظر تو بیان کر دوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! آپ مجھے بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں نے ابھی اپنی بات پوری نہیں کی۔ میری عرض یہ ہے کہ ستائیس سوالوں میں سے سولہ سوالوں کے جواب نہ آنا، آج اس اسمبلی کو ساڑھے چار، پونے پانچ سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ ماضی میں کتنے سوالوں کے جواب غلط آئے اور اس پر اسمبلی نے کیا action لیا اور کتنے محکموں نے کتنے سوالات کے جوابات نہیں دیئے، اس سارے عرصہ کے دوران کسی محکمہ کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے یا نہیں؟ یہی وجہ ہے کہ پارلیمنٹ کا اپنا اثر و رسوخ ختم ہو چکا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ محکموں نے آپ کو اب یہ جواب دینا شروع کر دیا ہے کہ ہمارے پاس اس کا جواب ہی نہیں ہے۔ شکریہ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اب شاہ صاحب کے ارشادات سنیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پہلے تو میجر عبدالرحمٰن صاحب نے بڑی وضاحت سے یہ بتایا کہ اتنے سوالوں کے جوابات نہیں آئے۔انتہائی افسوس کے ساتھ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آج پھر متعلقہ سیکرٹری صاحب تشریف نہیں لائے اور آپ نے وقفہ سوالات بھی شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں محکمے کی بات کر رہا ہوں،ان کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی،درست ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بیوروکریسی یہ سمجھتی ہے کہ [***] یہاں پر جانا یا ان کو جواب دینا۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی اس بات پر افسوس ہے۔ان الفاظ کو کارروائی سے expunge کیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر آپ ایوان میں اس بات کو ensure کروائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے سامنے حاجی صاحب بیٹھے ہیں کچھ ان کا خیال کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! حاجی صاحب اپنے بھائی ہیں لیکن اس ایوان کی عزت اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہہ رہا ہوں،کوئی فرق نہیں پڑتا یہاں تین تین گھنٹے اجلاس late شروع ہوتا ہے آپ ڈیپارٹمنٹ سے کہیں کہ وہ اپنے سیکرٹری کو بلا لیں اس میں کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر: کیا ہم ان کا یہاں بیٹھ کر انتظار کریں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: کن کا انتظار کریں گے؟

جناب سپیکر: جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پھر آپ اس بات پر کوئی ruling دے دیں۔کیا ان کو اپنے ڈیپارٹمنٹ کے سوالات کا نہیں پتا تھا؟

جناب سپیکر: آئندہ جس ڈیپارٹمنٹ کے سوالات یہاں پیش ہونے ہوں ان کے سیکرٹری صاحب یا اس محکمے کے متعلقہ انچارج یہاں موجود ہونے چاہئیں۔اس پر پہلے بھی ruling آ چکی ہوئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پھر منادی کروا دی جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ ڈھول بجائیں گے، کیا بات کر رہے ہیں؟ میں بات کر رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! کئی ایسی چیزیں ہیں جو ناقابل برداشت ہوتی جا رہی ہیں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! ان کی کوئی بات نہ سنتا۔

جناب سپیکر: میں سنتا ہوں۔ سنیں گے کیوں نہیں سنیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ کے افسران گیلری میں بیٹھے ہیں، سیکرٹری صاحب ایک اہم میٹنگ پر اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔ ہم سوالات کے جوابات اپنے معزز ممبران کو دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: اس ایوان سے اہم کون سی میٹنگ ہے جس میں وہ گئے ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): اسلام آباد میں فیڈرل گورنمنٹ کی میٹنگ میں گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ فیڈرل گورنمنٹ کی میٹنگ میں گئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ فیڈرل گورنمنٹ کی میٹنگ اس ایوان سے زیادہ ضروری ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): اگر سیکرٹری صاحب وہاں پر نہ جاتے تو یہ بھی ایک negative point تھا۔ وہاں پر صوبے کی نمائندگی کرنی تھی اس لئے سیکرٹری صاحب خود تشریف لے گئے ہیں اور وہ بتا کر گئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ political باتیں باہر بیٹھ کر آپس میں کیا کریں میرے ساتھ نہیں۔ آپ کی مہربانی۔ وسیم قادر صاحب کا سوال ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کو ensure کریں کہ یہ کل ایوان میں اس میٹنگ کی details فراہم کریں گے جس میں سیکرٹری صاحب آج تشریف لے کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر ضروری ہوا تو ضرور کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): انشاء اللہ میں detail provide کروں گا۔ ان کی کل بھی میٹنگ تھی اور آج ان کی ٹورازم سے

related میٹنگ تھی وہ وہاں میٹنگ میں پنجاب گورنمنٹ کی نمائندگی کے لئے گئے ہیں کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے میٹنگ call کی تھی اگر وہاں نہ جاتے تو وہ بھی غیر اخلاقی بات تھی۔

سید حسن مرتضیٰ: یہ [***] بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔میں میڈیا کے حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ جن الفاظ کو Chair کی طرف سے حذف کیا جائے مہربانی فرما کر اس کا خیال کیجئے۔یہاں پر جو الفاظ حذف ہو جاتے ہیں اس کے باوجود بعض اوقات آپ وہ لکھ دیتے ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ہم آپ سے cooperate کرتے ہیں آپ کو بھی ہمارے ساتھ cooperate کرنا چاہئے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ سیکرٹری صاحب میٹنگ کے لئے گئے ہوئے ہیں۔میرے بھائی حسن مرتضیٰ صاحب نے جو حکم کیا ہے انشاء اللہ میں کل ان کو ساری detail دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب کو پہلے سے پتا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بھائی انہوں نے بتا تو دیا ہے لیکن آپ نے سنا نہیں ہے وہ شوگر کے متعلقہ کہہ رہے ہیں۔وسیم قادر صاحب کا سوال ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 623 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شالامار باغ میں فواروں کی مرمت و دیگر تفصیل

*623: جناب وسیم قادر: کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ کے سب سے نیچے والے تختے پر جو فوارے لگائے ہوئے ہیں وہ خراب ہو چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان فواروں کا پانی جس تالاب میں گرتا ہے وہ گندا اور بدبو پیدا کر رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تالاب میں افسران نے مچھلیاں چھوڑی ہوئی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب یہ مچھلیاں بڑی ہوتی ہیں تو محکمہ کے افسران اور بااثر ملازمین کو دی جاتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) سب سے نیچے والے تختے کے ٹوٹے ہوئے فوارے اور نہریں محکمہ نے پچھلے سال مرمت کروائے تھے۔اس وقت تمام فوارے درست حالت میں موجود ہیں۔یہ فوارے ابھی چلائے نہیں جا رہے کیونکہ ان فواروں کو چلانے والے ٹربائن پمپ دوبارہ لگائے جا رہے ہیں اور ان فواروں کو نرسری والے ٹربائن پمپ سے بھی جوڑنے کے انتظامات کئے گئے ہیں۔

(ب) تالاب میں پانی بہت ہی کم ہوتا ہے کیونکہ فوارے وقتی طور پر بند ہیں لہذا یہ درست نہیں کہ ان فواروں کا پانی بدبو پیدا کر رہا ہے۔

(ج) اس سے پیشتر پانی کے بڑے تالاب میں بہت جلد الجی اور جالا پیدا ہو جاتا تھا جس سے پانی میں بدبو پیدا ہوتی تھی اور سیاحوں کے لئے ناخوشگوار ماحول کا باعث بنتی تھی۔دو سال پہلے محکمہ ماہی پروری کے مشورہ سے تجربہ کے طور پر کچھ مچھلیاں تالاب میں چھوڑی گئیں جو جالا کھاتی ہیں۔اس سے پانی میں الجی اور جالا تو پیدا نہیں ہوتا البتہ کافی عرصہ گزرنے کی وجہ سے اس تالاب کا پانی گندا ہو گیا ہے لہذا تالاب کو صاف کرنا ضروری ہو گیا ہے۔پانی میں موجود مچھلیوں کو نیلام کرنے کے لئے ضروری کارروائی کر رہے ہیں تاکہ تالاب کو صاف کر کے دوبارہ تازہ پانی بھرا جا سکے لہذا یہ تاثر بھی درست نہیں کہ مچھلیاں افسروں کے لئے چھوڑی گئی ہیں۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ تالاب کی مچھلیوں کو نیلام کرنے کے لئے ضروری کارروائی کر رہے ہیں لہذا یہ بھی درست نہیں کہ یہ مچھلیاں محکمہ کے افسران اور بااثر ملازمین کو دی جاتی ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ نیچے تختے والے فوارے خراب ہیں اس کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ وہ سارے درست کر دیئے گئے ہیں۔یہ سوال 2008 کا ہے اور جواب بھی 2008 کا ہے۔میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ان کی کیا پوزیشن ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! الحمد للہ اب فوارے بڑے اچھے طریقے سے چل رہے ہیں، تقریباً 410 فوارے ہیں جن کو update کیا گیا تھا وہ چل رہے ہیں۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): وہ operational position میں ہیں اور بالکل ٹھیک چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ادھر سے ضمنی سوال آگیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ جواب 7۔نومبر 2008 کو موصول ہوا تھا اور اس میں یہ درج ہے کہ پانی میں موجودہ مچھلیوں کو نیلام کرنے کے لئے ضروری کارروائی کر رہے ہیں۔کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ 2008 سے لے کر آج تک مچھلیوں کے نیلام سے ہر سال کتنی آمدنی ہوئی ہے، کیا نیلام ہوئی بھی ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: یہ آمدن والی مچھلیاں ہیں یا دوسری ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! انہوں نے نیلام کرنا تھا چونکہ اس سے آمدن ہونی تھی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بالکل مچھلیوں کی نیلامی ہوتی ہے ہم دو سال بعد ان کی نیلامی کرتے ہیں۔جب پانی کھڑا ہوتا ہے تو وہاں جالا سا بن جاتا ہے اس کے double benefits ہیں کہ مچھلیاں اس جالے کو کھاتی ہیں اور پھر ہم ان کی نیلامی بھی کرتے ہیں۔پہلے سال 46 ہزار کی نیلامی کی تھی اس کے بعد 98 ہزار کی نیلامی کی ہے اور یہ رقم گورنمنٹ کے اکاؤنٹ میں جمع کروائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:اس پر دو ضمنی سوال ہو چکے ہیں اب جانے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! تھوڑے سے تو سوال ہیں۔

جناب سپیکر:میں اپنا مائیک بند کروں یا آپ کا بھی بند کروں۔جی، جو پوچھنا ہے پوچھیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ شالامار باغ کے سب سے نیچے والے تختے پر جو فوارے لگائے گئے ہیں وہ خراب ہو چکے ہیں اس کا جواب آیا ہے کہ وہ پچھلے سال مرمت ہو گئے تھے لیکن چل نہیں رہے ان کی ٹربائن دوبارہ لگا رہے ہیں۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سی خرابی تھی جو ٹھیک ہو گئی ہے لیکن اس کے باوجود وہ چل نہیں سکے؟

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اب وہ فوارے چل رہے ہیں ٹربائن کا جو issue تھا وہ resolve ہو چکا ہے اور فواروں کی تعداد تقریباً 410 ہے۔ہم نے وہاں پر renovation کی ہے وہ فوارے چل رہے ہیں وہاں پر جو ٹورسٹ آتے ہیں ہم انہیں اچھے طریقے سے facilitate کرتے ہیں اور visit بھی کراتے ہیں چونکہ شالامار باغ ایک historical place ہے۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ فوارے نہیں چل رہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): یہ 2008 کی بات ہے لیکن میں اب موجودہ update دے رہا ہوں کہ اب وہ چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر:انہوں نے موجودہ پوزیشن بتادی ہے اب وہ working position میں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! یہ جواب میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:یہ بھی پڑھیں کہ یہ کب کا لکھا ہوا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! فوارے ٹھیک کر دیئے گئے لیکن چل نہیں رہے۔

جناب سپیکر:9۔جون 2008 کو جواب آیا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر! جواب غلط ہے۔وہاں لکھا ہے کہ فوارے ٹھیک کئے ہیں لیکن چل نہیں رہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! وہ آپ کو latest position بتا رہے ہیں۔اس پر ٹائم ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! 9۔جون کا سوال تھا اور فوری طور پر 5۔جولائی کو اس کا جواب آگیا تھا اس وقت وہ نہیں چل رہے تھے لیکن جو nozzle کا problem تھا وہ resolve کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: On her behalf سوال نمبر 959 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولپور میں ریسٹ ہاؤسز و ہوٹلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*959: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع بہاولپور میں T.D.C.P کے زیر نگرانی ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں کی تعداد کیا ہے، وہ کہاں کہاں واقع ہیں، نیز ان میں سے ہر ایک میں مہمانوں کے ٹھہرنے کی گنجائش کیا ہے کرایہ کتنا ہے نیز کمروں کے درجات کیا ہیں؟

(ب) مذکورہ بالا ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں کی آخری بار مرمت اور تزئین و آرائش کب کی گئی اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ج) کیا مذکورہ بالا ریسٹ ہاؤسز / ہوٹلوں میں سرکاری افسروں اور ان کے عزیز و اقارب کے علاوہ سیاحوں کو بھی ٹھہرایا جاتا ہے، نیز ان میں reservation کرانے کا طریق کار کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) ضلع بہاولپور میں T.D.C.P کی زیر نگرانی ریسٹ ہاؤسز کی تعداد ایک ہے اور یہ ریسٹ ہاؤس / ریزارٹ نیشنل پارک لال سوہانرا میں واقع ہے۔اس ریزارٹ میں 6 ڈبل بیڈ رومز ہیں۔ان میں 12 عدد مہمانوں کے ٹھہرنے کی گنجائش ہے۔اس ریسٹ ہاؤس کے ایک کمرے کا کرایہ مبلغ 1600 روپے ہے۔ریسٹ ہاؤس کے کمرے سٹینڈرڈ درجے کے ہیں۔

(ب) اس ریزارٹ کی آرائش و مرمت آخری بار جولائی 2007 میں کی گئی تھی اور اس پر کل لاگت 75300 روپے آئی تھی۔

(ج) مذکورہ بالا ریزارٹ میں ہر قسم کے سیاحوں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ان میں سرکاری اور غیر سرکاری سیاح شامل ہیں اور سب سے کمرے کا کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔اس کی بکنگ بہاول پور اور ملتان آفس سے کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ اس ریسٹ ہاؤس کی بکنگ T.D.C.P کے کسی بھی آفس سے کروائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال!

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس کے جواب میں لکھا ہے کہ T.D.C.P کا صرف ایک ریسٹ ہاؤس موجود ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں T.D.C.P کا کوئی نیا ریسٹ ہاؤس بنانے کے لئے ان کا ارادہ ہے، اگر ہے تو کب تک؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): فی الحال نیا ریسٹ ہاؤس بنانے کا ارادہ نہیں ہے لیکن ہم نے اسے update کیا ہے۔ہم نے وہاں پر تقریباً 45.5 ملین رقم کی ADP سکیم دی ہے اس پر 30۔جون 2012 تک 80 فیصد یعنی 31 ملین کا کام ہو چکا ہے اور 20 فیصد کام باقی ہے جو ہم بقایا 14 ملین میں meet کرائیں گے۔ہم نے اسے upgrade کیا ہے اسے renovate کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اس کی renovation دیکھی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (ج) میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا ریزارٹ میں ہر قسم کے سیاحوں کو ٹھہرایا جاتا ہے اور ان میں سرکاری اور غیر سرکاری سیاح شامل ہیں۔میرا سوال یہ ہے کہ میری معلومات کے مطابق وہاں سیاحوں کے علاوہ غیر ملکی نایاب شیر بھی ٹھہرائے جاتے ہیں۔کیا وہ وہاں اس وقت ٹھہرے ہوئے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: غیر ملکی؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: غیر ملکی نایاب شیروں کی نسل بھی وہاں پر کچھ کمروں میں ٹھہرائی جاتی ہے۔کیا آج کل وہاں پر کوئی ہے یا نہیں ؟لال سوہانرا ریسٹ ہاؤس پر یہ ایک بڑی مستند رپورٹ آئی ہے، یہ پہلے اس کا جواب دے لیں پھر میں آگے چلتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! as such کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ہم نے دو سال سے اسے renovation کے لئے بند کیا ہوا ہے اور اس کی renovation ہو رہی ہے اور اس کا 80 فیصد کام ہو چکا ہے اور 20 فیصد کام رہتا ہے۔ آج کل وہاں پر کوئی special guest اور نہ عام آدمی جا رہا ہے چونکہ ہم نے اسے renovation کے لئے بند کیا ہوا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جواب میں درج ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کون سے جز میں؟

محترمہ آمنہ الفت: جز(ب) میں درج ہے کہ آخری بار اس کی مرمت 2007 میں کروائی گئی جس پر 75ہزار 300 روپے لاگت آئی۔جواب میں ایسا کہیں نہیں لکھا ہوا کہ موجودہ ریسٹ ہاؤس دو سال سے بند پڑا ہوا ہے۔اگر وہ دو سال سے بند ہے تو پھر T.D.C.P کے ریسٹ ہاؤس کا کیا فائدہ ہے؟ دوسری بات یہ کہ renovation دو دو سال تک چلتی رہے گی پھر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہاں پر سرکاری اور غیر سرکاری لوگ کیسے ٹھہرتے ہوں گے جبکہ ریسٹ ہاؤس تو دو سال سے بند پڑا ہوا ہے۔ایک طرف تو میرے معزز پارلیمانی سیکرٹری فرما رہے ہیں کہ ریسٹ ہاؤس بند پڑا ہے، دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ renovation ہو رہی ہے پھر اس میں سرکاری اور غیر سرکاری لوگ کہاں جا سکتے ہوں گے چونکہ دو سال سے تو ویسے ہی یہ سلسلہ منقطع ہے۔یہ کیا عجیب و غریب صورتحال ہے جو میری سمجھ میں نہیں آ رہی لہذا اس کی وضاحت فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یکم جولائی 2008 کو انہوں نے question raise کیا تھا جس کا 6۔ستمبر 2008 کو جواب دیا گیا اور اُس وقت جو status تھا وہ بتایا گیا۔2007 میں اس resort کی renovation کے لئے 75300/- روپے لگائے گئے تھے لیکن اب اس کو upgrade کیا جا رہا ہے۔ہم نے اس کے six double rooms کو renovate کیا اور اس کی boundary wall بھی تعمیر کرائی ہے۔ہم نے اس

منصوبے کو اے ڈی پی کی سکیم میں شامل کیا۔2007میں تو ہماری حکومت نہیں تھی جب ہماری حکومت آئی تو ہم نے اس سکیم کو اے ڈی پی میں شامل کیا کیونکہ لال سوہانرا نیشنل پارک جنوبی پنجاب بہاولپور کا حصہ ہے اور اس کی upgradation ہماری حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے جنوبی پنجاب کو زیادہ funds دیئے اسی وجہ سے یہ سکیم اے ڈی پی میں آئی اور ہم نے اس پر تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے لگانے کا فیصلہ کیا جن میں سے تین کروڑ دس لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور باقی ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے بھی جلد ہی مہیا کر دیئے جائیں گے۔اس منصوبے کا صرف 20فیصد کام رہتا ہے، یہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اس پر final question ہے اس کے بعد مزید ضمنی سوال نہیں ہوگا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آج Private Members Day ہے اگر آپ سوالات کی اجازت دے دیں گے تو اس سے صوبے کی عوام کا بھلا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یکم جولائی 2008کو یہ سوال بھیجا گیا اور ستمبر 2008میں اس کا جواب آ گیا جبکہ آج 2012کو یہ اسمبلی میں پیش ہوا ہے تو محکمہ کی طرف سے اس حوالے سے 2012کی latest position بتائی جانی چاہیئے تھی۔آپ مہربانی کر کے محکمہ جات کو اس حوالے سے پابند کریں۔دوسری بات یہ ہے کہ آپ ٹی ڈی سی پی کا کوئی بھی ریسٹ ہاؤس لے لیں۔میرے ساتھ آپ عام آدمی کی حیثیت سے چلیں یا ابھی فون کریں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی آپ کو کمرہ دے دے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ میرا challenge ہے۔یہ میرے ساتھ چل کر بے شک اس پر working کر لیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اگر آپ سوال سمجھ گئے ہیں تو اس کا جواب دے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیں کہ وہاں پر بجلی کا بل ادا ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: اس کو چھوڑیں۔آپ صرف محترمہ آمنہ الفت کے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے پانچ resorts ہیں جن میں سے فورٹ منرو والا resort operational position میں ہے۔وہاں پر سیاح جاتے ہیں اور ہم ان کو پوری طرح

facilitate کرتے ہیں۔ جلو پارک کو ہم نے lease out کیا ہوا ہے۔ اسی طرح سخی سرور والا resort بھی operate ہو رہا ہے۔ چھانگا مانگا اور لال سوہانرا نیشنل پارک کو بھی ہم نے upgrade کیا ہے۔ ان resorts پر جو سیاح جاتا ہے اس کو کمرہ ملتا ہے، چاہے کوئی foreigner ہو یا local ہر ایک کو وہاں پر کم نرخوں پر کمرے provide کئے جاتے ہیں اور ان جگہوں پر سیاحوں کو facilitate کرنے کے لئے ہمارے ملازمین موجود ہوتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کن terms and conditions پر یہ پارک lease کیا گیا ہے؟ یہ بڑی خفیہ سی باتیں ہیں جو کہ محکمہ میں چھپی ہوئی ہیں اور آج تک کسی پر عیاں نہیں ہوئیں۔ ہم اسی وجہ سے بحث کرتے ہیں تاکہ یہ چیزیں کھل کر سامنے آ جائیں۔ یہ پارک lease کیوں ہو رہے ہیں، کس کو اور کن terms and conditions پر دیئے جا رہے ہیں؟ اس کے علاوہ میں ایک مرتبہ پھر کہتی ہوں کہ میرے بھائی رانا ارشد صاحب میرے ساتھ چلیں اور مجھے یہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے کہیں پر بھی کمرہ بُک کرا کر دکھا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! جلو پارک لاہور میں ہمارا جو resort ہے اس کو lease out کرنے کے لئے کم از کم تین مرتبہ advertisement کرائی گئی اور تینوں دفعہ پارٹیاں آئیں۔ اب ہم نے جن terms and conditions پر اسے lease out کیا وہ موجود ہیں۔ میری بہن جب کہیں گی ہم ان کو مہیا کر دیں گے۔ یہ lease out کرنے کا سارا process open ہوتا ہے اور کوئی چیز خفیہ نہیں رکھی جاتی۔ اس حکومت میں ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی کو پتا نہ ہو اور lease out ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب اگلے سوال کو take up کرتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 4513 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے (معزز ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شالامار باغ لاہور میں درخت لگانے کی تفصیلات

*4513: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شالامار باغ کے محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کے کنٹرول میں آنے کے بعد عوام کی سہولت کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) سال 2008 میں محکمہ آثار قدیمہ پنجاب نے اس باغ میں کل کتنے نئے درخت لگائے اور لگائے گئے درختوں پر کل کتنی لاگت آئی نیز لگائے گئے درختوں میں سے کل کتنے درخت موسموں کی نذر ہو گئے اور کتنے پروان چڑھے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) شالامار باغ کا کنٹرول حکومت پنجاب میں آنے کے بعد سے زیادہ توجہ اس کی مرمت اور بحالی پر دی گئی اور اب تک گزشتہ تین سالوں میں خطیر رقم خرچ کی گئی۔اس کے ساتھ ساتھ سیر کے لئے آنے والوں کی سہولیات کا بھی بھرپور خیال کیا گیا اور درج ذیل کام کئے گئے۔

1) T.D.C.P کے تعاون سے ایک معلوماتی ڈیسک بنایا گیا جہاں سائرین کو ہر قسم کی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔
2) صاف پانی پینے کے لئے واٹر کولر لگائے گئے۔
3) سیر کرنے والوں کی سہولت کے لئے جدید طرز کے بیت الخلا بنائے گئے۔
4) اس کی صفائی اور موسمی پھولوں کی تزئین وآرائش پر خصوصی توجہ دی گئی۔
5) سائرین کی سہولت کے لئے نئی کنٹین بھی بنائی جا رہی ہے جو کہ نگار خانہ سے منسلک "میلہ گراؤنڈ" میں ہو گی۔یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی خصوصی توجہ اور مہربانی کی وجہ سے "میلہ گراؤنڈ" کا قبضہ محکمہ آثار قدیمہ کو مورخہ 09-12-17 کو دے دیا گیا ہے اور اب یہاں پر سیر کے لئے آنے والوں کے لئے باقاعدہ کار پارکنگ، کنٹین، ٹکٹ گھر، بیت الخلا اور سوینیئر شاپس بنائی جائیں گی۔

(ب) 2004 میں جب شالامار باغ حکومت پنجاب کے حوالے کیا گیا اور اس وقت باغیچوں، پھول، پودوں اور درختوں کی حالت کافی خراب تھی۔ گھاس پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہو چکی تھی۔ محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب نے سب سے پہلے پی ایچ اے سے مل کر ڈیڑھ کروڑ روپے کی لاگت سے باغیچوں کی سجاوٹ کی۔پورے باغ میں نئی گھاس لگائی گئی۔پانی کے لئے نیا ٹیوب ویل لگایا گیا اور باغ کی آبیاری کے لئے نئی پائپ لائن بچھائی گئی۔ٹریکٹر، ٹرالی اور دوسرے زرعی آلات خریدے گئے۔ پی ایچ اے نے تقریباً 3000 نئے پودے جن میں گلاب، چمبیلی وغیرہ شامل ہیں، لگائے، جن میں سے تقریباً 70 فیصد پودے اور درخت پروان چڑھے ہیں۔

اس کے علاوہ محکمہ نے گزشتہ تین سالوں میں اپنی مدد آپ کے تحت اور مختلف مخیر حضرات کے تعاون سے 3000 پودے شالامار باغ کو تحفہ میں دیئے جو کہ باغ میں لگائے گئے ہیں اور تقریباً 80 فیصد پودوں اور درختوں کی نشو و نما ہو گئی ہے۔یہاں یہ بات بتانا ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ شالامار باغ میں صرف وہی درخت اور پودے لگائے جا رہے ہیں جو مغلیہ دور میں لگائے گئے تھے۔ایسے تمام پودے جو کہ بعد میں دریافت ہوئے یا لگائے گئے وہ باغ سے ہٹائے جا رہے ہیں تاکہ اس کا تاریخی تشخص برقرار رہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "شالامار باغ میں صرف وہی درخت اور پودے لگائے جا رہے ہیں جو مغلیہ دور میں لگائے گئے تھے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ کون کون سے پودے تھے جو کہ مغلیہ دور میں لگائے گئے تھے اور اس بات کا تعین کیسے کیا گیا ہے کہ واقعی یہ پودے مغلیہ دور کے ہیں؟ جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "ایسے تمام پودے جو بعد میں لگائے گئے وہ باغ سے ہٹائے جا رہے ہیں تاکہ اس کا تاریخی تشخص برقرار رہے۔" تو ان پودوں کا وہاں سے ہٹانے کا کیا طریق کار ہے اور کوئی نیلامی کی گئی ہے یا نہیں، یہ ان پودوں کو وہاں سے کس طریقے سے dispose of کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! شالامار باغ مغلیہ دور کی ایک تاریخی سیر گاہ ہے۔ پہلے اس کا انتظام وفاقی حکومت کے پاس تھا اور 2004 میں اسے صوبائی حکومت کے ماتحت کر دیا گیا۔ مغلیہ دور میں شالامار باغ میں آم اور جامن کے درخت لگے ہوئے تھے۔ اُس وقت ان درختوں کو زیادہ پسند کیا جاتا تھا اور آج بھی پسند کیا جاتا ہے اس لئے ہم نے یہاں پر زیادہ تر آم اور جامن کے درخت لگوائے۔ الحمد للہ وہ درخت خوبصورت لگتے ہیں اور اس جگہ کی خوبصورتی میں بھی اضافے کا باعث ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے اپنے ضمنی سوال میں یہ پوچھا ہے کہ اس بات کا تعین کیسے کیا گیا ہے اور کون سا طریق کار اپنایا گیا ہے، کیا اس حوالے سے history موجود ہے یا کوئی booklet چھپی ہوئی ہے، اس کا ریکارڈ کہاں پر موجود ہے کہ فلاں فلاں پودے مغلیہ دور میں یہاں پر موجود تھے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب ذرا وضاحت کر دیں کہ اس بات کا تعین کرنے کے لئے ان کے پاس کیا ذریعہ ہے کہ فلاں فلاں درخت مغلیہ دور کے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! شالامار باغ کی history موجود ہے جس میں ہر چیز mention کی ہوئی ہے۔ آم اور جامن آج بھی پسندیدہ پھل ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جتنے مفید یہ پھل ہیں اس کا اندازہ آپ کو نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: یہ شوگر کے لئے بہت اچھا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بہت سی چیزوں کے لئے اچھا ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم نے وہاں پر تقریباً تین ہزار کے قریب گلاب اور چنبیلی کے پودے بھی لگوائے ہیں۔ شالا مار باغ میں upgradation ہو رہی ہے اور ہم اس پر مزید funds بھی خرچ کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ لاہور اور پاکستان کے لئے ایک بہت ہی خوبصورت جگہ ثابت ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا میرے فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب شالامار باغ کی تاریخ والی کتاب ایوان میں پیش کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ تو آپ کو قیمتاً مل جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ ان کو ایک کتاب مفت دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جی، بہتر ہے۔ میں اپنے بھائی کو یہ کتاب مفت مہیا کر دوں گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ چار سال پرانا سوال ہے تو میں پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے یہ کہوں گی کہ وہ اس سال شالامار باغ کا دورہ کریں اور اس باغ کے آج کے حالات کے بارے میں ایوان کو بتائیں تاکہ پتا چلے کہ اس وقت وہاں پر کیا ہے۔ یہ ہمیں شاہجہاں کے دور کے جامن اور آموں کے بارے میں نہ بتائیں بلکہ ہمیں یہ بتائیں کہ آج کل وہاں کیا حالات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں وہاں پر اکثر جاتا ہوں۔ وہاں پر بڑی اچھی اقسام کے درخت اور پھول ہیں۔ محکمہ پی ایچ اے جب پھولوں کی نمائشیں کرواتا ہے تو ہمارے شالامار باغ میں لگے ہوئے پھول اچھی پوزیشن

لیتے ہیں۔ وہاں پر جاکر دیکھا بھی جا سکتا ہے کہ ہم نے شالامار باغ کو upgrade کرنے کے لئے funds provide کئے ہیں اور ہم مزید بھی اس باغ کو upgrade کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کی آخری لائن میں لکھا گیا ہے کہ ایسے تمام پودے جو بعد میں دریافت ہوئے یا لگائے گئے وہ باغ سے ہٹائے جا رہے ہیں تاکہ اُس باغ کا تاریخی تشخص برقرار رہے۔ میرے خیال میں تشخص کسی شخص کا ہوتا ہے تو اس کو تاریخی امتزاج کہا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کی درستی کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری کو شالامار باغ کی پچھلے چار سال کی پوزیشن کا نہیں پتا جبکہ "عزیزی صاحب" کے پاس شالامار باغ کی ہر information ہے تو یہ اُن سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اُن کا وہ پروگرام بہت اچھا ہے۔ وہ آپ ضرور دیکھا کریں۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: Question No. 4835, on his behalf (معزز ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس سوال کا جواب کیوں نہیں موصول ہوا؟

جناب سپیکر: بہت افسوس ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ ان کو displeasure دیں۔ آج تو آپ جواب دے رہے ہیں اگر آئندہ سے اس قسم کی حرکت ہو گی تو ساری اسمبلی کے سامنے متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دہ ہوں گے اور اگر کسی سوال کے جواب میں کوئی غلطی ہو گی تو اُس کے ذمہ دار بھی آپ ہوں گے۔ جب تک یہ ایوان نہیں کہے گا تب تک مستقبل میں معافی نہیں ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن، نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules of Procedure-54(1) کہتا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر انچارج سوال کا جواب نہ آنے کی causes ایوان کے اندر بیان کریں گے۔ بجائے اس کے کہ جناب سپیکر اس بات کا جواب دیں، معزز پارلیمانی سیکرٹری causes بتائیں کہ اس سوال کا جواب کیوں نہیں آیا؟ اُس کے بعد آپ اُس پر اپنی ruling دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے اس پر اپنی ruling دے دی ہے اب اس کے بعد اس میں گنجائش نہیں ہے۔ .You can't challenge that اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 6166 ہے۔ (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

فیصل آباد۔ سپورٹس سٹیڈیم کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6166: **خواجہ محمد اسلام:** کیا وزیر امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنے سپورٹس سٹیڈیم ہیں اور یہ کب تعمیر ہوئے، ان پر کتنے اخراجات ہوئے ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ب) ان سٹیڈیمز میں کس کس کی صورتحال انتہائی خراب ہے؟

(ج) ان سٹیڈیمز کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) ان کی دیکھ بھال پر سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی، تفصیل سٹیڈیم وائز بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) فیصل آباد میں مندرجہ ذیل سٹیڈیم ہیں:-

نام سٹیڈیم	کنٹرولنگ اتھارٹی	کب تعمیر ہوئے	تعمیری اخراجات
اقبال کرکٹ سٹیڈیم	سٹیڈیم مینجمنٹ کمیٹی زیر سرپرستی ڈی سی او، فیصل آباد	1962-63	1.425 ملین روپے
مدینہ ٹاؤن ہاکی سٹیڈیم	فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی	1996-97	120.89 ملین روپے

جڑانوالا سٹیڈیم	ٹی ایم اے جڑانوالا	1973-74	-/150000روپے
کھڑیانوالا سٹیڈیم	ٹی ایم اے جڑانوالا	2003-04	-/400000روپے

(ب) جڑانوالا سٹیڈیم اور کھڑیانوالا سٹیڈیم ٹی ایم اے جڑانوالا کے زیر کنٹرول ہیں جن کی صورتحال انتہائی خراب ہے اور قابل مرمت ہیں۔

(ج)

نام سٹیڈیم	کنٹرولنگ اتھارٹی	تعداد ملازمین
اقبال کرکٹ سٹیڈیم	سٹیڈیم مینجمنٹ کمیٹی زیر سرپرستی ڈی سی او، فیصل آباد	25
مدینہ ٹاؤن ہاکی سٹیڈیم	فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی	20
جڑانوالا سٹیڈیم	ٹی ایم اے جڑانوالا	کوئی نہیں
کھڑیانوالا سٹیڈیم	ٹی ایم اے جڑانوالا	کوئی نہیں

(د) مندرجہ بالا سٹیڈیم مختلف محکمہ جات کے کنٹرول میں ہیں لہذا تمام دیکھ بھال کے اخراجات وہ خود ہی کرتے ہیں:-

نام سٹیڈیم	کنٹرولنگ اتھارٹی	سال	تفصیل
اقبال کرکٹ سٹیڈیم	سٹیڈیم مینجمنٹ کمیٹی	2008-09	سٹیڈیم کی مینجمنٹ کمیٹی ضرورت کے پیش نظر سٹیڈیم کی
	زیر سرپرستی ڈی سی او، فیصل آباد	2009-10	رینوویشن کرواتی رہتی ہے۔
مدینہ ٹاؤن ہاکی سٹیڈیم	فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی	2008-09	FDA ضرورت کے پیش نظر سٹیڈیم کی رینوویشن
		2009-10	کرواتی رہتی ہے۔
جڑانوالا سٹیڈیم	ٹی ایم اے جڑانوالا	2008-09	کوئی نہیں
		2009-10	کوئی نہیں
کھڑیانوالا سٹیڈیم	ٹی ایم اے جڑانوالا	2008-09	کوئی نہیں
		2009-10	کوئی نہیں

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز(ب) میں لکھا ہے کہ جڑانوالا سٹیڈیم اور کھڑیانوالا سٹیڈیم کی انتہائی خراب صورتحال ہے لیکن ان کی maintenance کے لئے انہوں نے صرف 1,50,000 روپیہ رکھا ہے تو ایک انتہائی خستہ سٹیڈیم کے لئے اتنے کم پیسے رکھے ہیں؟ جبکہ کھڑیانوالا سٹیڈیم کے لئے 4,00,000 روپیہ رکھا گیا ہے۔ جو چیز انتہائی خستہ حالت میں ہوتی ہے تو اُس کو demolish کر دیا جاتا ہے کیونکہ وہ safe نہیں ہے تو اُس کو demolish کرنے کی رپورٹ کہاں ہے اور کیا یہ سٹیڈیم 150,000 روپیہ میں ٹھیک ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!سٹیڈیم میں سپورٹس مین کھیلتے ہیں کیونکہ وہ گراونڈ ہوتی ہے اور گراونڈ کو توdangerous declareنہیں کیا جا سکتا تو ہم نے اُس سٹیڈیم کو مزیدupgradeکرنے کے لئے یہ اخراجات کئے تھے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سٹیڈیم کیdefinitionبتادیں کیونکہ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ جڑانوالا سٹیڈیم اور کھرڑیانوالا سٹیڈیم موجود ہیں۔ میں وہاں کا رہائشی اور وہاں کا نمائندہ ہوں، جڑانوالا میں سٹیڈیم ہے، نہ کھرڑیانوالا میں سٹیڈیم ہے۔ اگر یہ گراونڈ کو سٹیڈیم سمجھتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں کیونکہ ان کے جواب کے اندر 63-1962 میں ایک سٹیڈیم تعمیر ہوا جس پر 14 لاکھ روپیہ خرچ آیا جبکہ 74-1973 میں جڑانوالہ میں جو سٹیڈیم تعمیر ہوا وہاں پر 1.5 لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے تو 1.5 لاکھ روپیہ میں کون سا سٹیڈیم بنتا ہے؟ اس وقت ایوان میں اُس علاقہ کے دو نمائندے موجود ہیں آپ اُن سے پوچھ لیجئے کہ وہاں پر یہ سٹیڈیم موجود ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! رانا صاحب کاvalid questionہے میں اُن کی عزت کرتا ہوں وہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن 74-1973 میں 1.5 لاکھ روپیہ بھی بہت بڑی رقم تھی۔ جڑانوالہ تحصیل ہے اور وہاں پر گراونڈ کوupgradeکر کے اگر اُس کی باونڈری، سیڑھیاں اور ایک کمرہ بنا دیا جائے تو وہ سٹیڈیم ہیdeclare ہوتا ہے۔ اگر اُس میں مزید ضرورت ہے تو ہم انشاء اللہ اُس کو مزیدupgradeکر دیں گے۔ ہم جڑانوالا سٹیڈیم کا اقبال سٹیڈیم سےcomparisonنہیں کر سکتے کیونکہ وہاں پر انٹرنیشنل ٹیمیں آکر کھیلتی ہیں اور وہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر فیصل آباد میں ہے۔ اسی طرح کھرڑیانوالا بھی چھوٹا ٹاون ہے وہاں پر سٹیڈیم 04-2003 میں بنا ہے تو ہم نے اُس پر 4 لاکھ روپیہ لگایا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نےquestion and answerکو confusionسے بچانے کے لئے پہلے ہی یہ سوال کیا تھا کہ مجھے سٹیڈیم کیdefinitionبتادیں کیونکہ ایک گراونڈ کے ارد گرد چار دیواری کرنے سے اگر سٹیڈیم بن جاتا ہے تو میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میں اپنا سوالwithdrawکر لیتا ہوں۔ سٹیڈیم کا ایکproper structure and designہوتا ہے اور

میں نے اپنے تحصیل ناظم دور میں ایک گراؤنڈ کے ارد گرد چار چار فٹ چار دیواری کرائی تھی جس کو یہ سٹیڈیم کا نام دے رہے ہیں حالانکہ وہاں پر کوئی سٹیڈیم موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو کہا ہے وہ نیا سوال بنتا ہے۔ ہم ان کو مزید تفصیلات دے دیں گے لیکن جس گراؤنڈ کی چار دیواری ہو جائے، سیڑھیاں بن جائیں اور proper gate لگ جائے تو اس کو پھر سٹیڈیم ہی کہا جائے گا۔ اس سٹیڈیم کو آپ A,B اور C کلاس کا سٹیڈیم کہہ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اس سوال کے جواب کے جز (ج) اور جز (د) میں پڑھیں کہ جڑانوالا سٹیڈیم اور کھرڑیانوالا سٹیڈیم کی کنٹرولنگ اتھارٹی کوئی نہیں اور ملازمین کی تعداد بھی نہیں بتائی گئی۔

جناب سپیکر! یہ کہہ دیں کہ ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ صحت مندانہ کھیلوں کے لئے اس میں کوئی provision نہیں ہے یہ on record ہے۔ یہاں محکمہ بہت ڈھٹائی سے جواب دے رہا ہے کہ وہاں کوئی اتھارٹی ہے اور نہ ہی وہاں کوئی ملازم ہے اب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس گراؤنڈ پر قبضہ ہی نہ ہو گیا ہو۔ سوال کے جواب میں کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔ اگر کھرڑیانوالا اور جڑانوالا کے دو سٹیڈیم کا وجود ہے تو اتھارٹی کہاں ہے؟ سوالات و جوابات کی کاپی کا یہ صفحہ بتا رہا ہے کہ اس کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہے اور اس کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ اگر اس میں آپ کا محکمہ submission دے رہا ہے تو پارلیمانی سیکرٹری کیا باتیں کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ضلعی level پر اقبال سٹیڈیم اور مدینہ سٹیڈیم ڈی سی او کی زیر نگرانی چل رہے ہیں۔ ان کے علاوہ جڑانوالا اور کھرڑیانوالا دونوں چھوٹے ٹاؤن ہیں وہاں پر TMA کا setup موجود ہے۔ ہم نے یہ عرض کیا ہے کہ وہاں پر کوئی as such employee نہیں ہے لیکن کنٹرول TMA کا ہے، جب TMA کا کنٹرول ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہاں پر ایک سسٹم موجود ہے اور سٹیڈیم کو lookafter کیا جا رہا ہے اس کے لئے ہم نے کوئی نئی فوج بھرتی نہیں کی۔ میں معذرت سے کہوں گا کہ

یہ کوئی نئے سٹیڈیم نہیں ہیں بلکہ پرانے سٹیڈیم ہیں۔اگر ہم ان کوupgradeکریں گے اور وہاں اس کے لئے علیحدہ ملازمین کی ضرورت ہوگی تو ہم ان کی بھیSNEکرنے کاارادہ رکھتے ہیں اب وہ چونکہ چھوٹے ٹاؤن ہیں، وہاں پرTMAکا عملہ موجود ہے اور وہاں سسٹم چل رہا ہے اس لئے ہمیں گورنمنٹ پر مزید بوجھ ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ بتایا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ گورنمنٹ یہcommitکر رہی ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر!میرا بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر غزالہ رضاصاحبہ!آپ کا ضمنی سوالrelevantہونا چاہئے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!ان کے بعد وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں اس کے بعد نہیں ہوگا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Madam! Order please. Order in the House.

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میرے ضلع کا سوال ہے۔میں احتجاجاًواک آؤٹ کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

جناب سپیکر: خلیل طاہر سندھو صاحب آپ محترمہ کو مناکر ایوان میں لائیں۔جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر غزالہ رضارانا: جناب سپیکر!جڑانوالااور کھرڑیانوالاسٹیڈیم کی بات ہو رہی ہے۔پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جڑانوالاسٹیڈیم کی بات کی ہے وہ تو تھوڑی سی قابل قبول ہے کہ وہاں ایک گراؤنڈ پر boundary wallبنائی گئی ہے لیکن میں کھرڑیانوالا کی بات کرتی ہوں میں خود وہاں کی رہائشی ہوں یہاں دو تین بھائی اور بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو وہاں کے رہائشی ہیں وہ بھی جانتے ہیں کہ کھرڑیانوالا میں کوئی سٹیڈیم سرے سے ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب میں لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! جڑانوالہ میں نام نہاد سٹیڈیم موجود ہے جس کی انہوں نے boundary wall بنائی ہوئی ہے لیکن کھرڑیانوالا میں تو سرے سے ہی سٹیڈیم موجود نہیں ہے۔ ہم یہ کیسے مان لیں کہ چار لاکھ روپیہ وہاں پر خرچ ہوا ہے، اگر کھرڑیانوالا میں کوئی سٹیڈیم ہے تو میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا دیں کہ وہ کہاں پر موجود ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئیں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا بہت شکریہ۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میری بہنیں اور میرے بھائی بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں اس چیز کو admit کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! 04-2003 میں ایک آمر کی حکومت تھی اور اسی طرح ہوتا تھا کہ کاغذوں میں تو بہت بڑے کام ہوتے تھے لیکن on ground کام نہیں ہوتا تھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ آپ کے متعلقہ بات نہیں ہے۔ جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم نے 04-2003 کا لکھا ہے کہ اس وقت اس کو بنانے کے لئے چار لاکھ روپے لگے تھے۔ ہم اس کی تحقیق کرا لیتے ہیں کہ 04-2003 میں کون ذمہ دار تھے۔ اگر کوئی TMA والا، کوئی DCO یا کوئی ناظم ذمہ دار تھا تو ان سے ہم پوچھ لیں گے کہ وہ چار لاکھ روپے کون کھا گیا یا کدھر چلے گئے۔ جناب سپیکر! پورے پاکستان کے ہر ضلع میں DCO ہی ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کا چیئرمین ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک پورا mechanism موجود ہے۔ یہ 04-2003 کا issue ہے ہم اس کو check کرا لیں گے باقی جو میرے بھائی کہہ رہے ہیں میں ان سے صد فیصد متفق ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اسے ضرور check کرائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ یہ بات on the floor of the House کہی گئی ہے کہ 04-2003 کے اندر یہ سٹیڈیم بنا تھا اور انکوائری ہو گی۔ میں یہاں پر

کھڑا ہوں جو اس وقت وہاں کا ناظم تھا۔ میں کہتا ہوں کہ انکوائری ضرور ہو اور جو آدمی غلط ہے اس کو ضرور سزا ملنی چاہئے۔ ان کے محکمہ نے یہ لکھ کر دیا ہے کہ سٹیڈیم ہے اگر اس وقت وہاں سٹیڈیم پر کچھ خرچ نہ ہوا ہے اور سٹیڈیم نہیں بنا تو پھر یہ سزا کے متعلق یہاں آ کر announce کریں گے کہ اس کو سزا ملی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو کہا ہے میں ان کے ساتھ بالکل متفق ہوں۔ اگر غلط جواب دیا گیا ہے تو محکمہ ذمہ دار ہو گا۔

جناب سپیکر: جس نے غلط لکھا ہو گا اس کے خلاف آپ action لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں پچھلی صدی کا سوال نہیں کروں گی مجھے پارلیمانی سیکرٹری موصوف بتا دیں کہ کیا انہوں نے اس سال فیصل آباد کے کسی سٹیڈیم کا visit کیا ہے؟ یہ زبانی کلامی پرچی پر باتیں کر رہے ہیں یہی ہمارے لئے، ان کے لئے اور پوری عوام کے لئے نقصان دہ ہے۔ یہاں سے پتا چلتا ہے کہ کیا development ہوئی ہے اور کس نے کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر غزالہ صاحبہ! آپ بھی سوال کر لیں پارلیمانی سیکرٹری صاحب اکٹھا جواب دے دیں گے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس کی ساری انکوائری کرا کر تفصیل بتا دوں گا تو کیا اسی اجلاس میں ہمیں اس انکوائری کا جواب مل جائے گا۔ میں چاہتی ہوں کہ اسی اجلاس میں اس کا جواب آ جائے۔ انہوں نے تو صرف TMA کو ایک فون کال کرنی ہے اور جواب آ جانا ہے۔ کیا اسی اجلاس میں اس کا جواب آ جائے گا؟

جناب سپیکر: اتنی جلدی میں تو نہیں ہو گا بہر حال جلدی کرائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم کوشش کریں گے کہ جتنا جلد اس کا جواب آ سکے ہم انشاء اللہ پورے ایوان کو آگاہ کریں گے۔

جناب سپیکر: کیا اسی اجلاس میں کریں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جی، جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس بارے میں Rule بڑا clear ہے کہ انکوائری کیسے ہو گی، کون کرے گا، کب رپورٹ دی جائے گی اور کہاں دی جائے گی میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے کہوں گا کہ Rule 54(3) میں واضح لکھا ہوا ہے کہ:

> **54. DELAY AS TO ANSWERS.**– (3) The Speaker may direct that the Minister concerned shall enquire into the matter and report the result of the inquiry, including the action taken, if any, to the House on the next day allotted for that Department.

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے التجاء کروں گا کہ جب بھی اس ڈیپارٹمنٹ کا اگلا Question Hour آئے گا اُس دن تک جن پانچ انکوائریوں کا ابھی انہوں نے تذکرہ کر دیا ہے کہ جہاں ڈیپارٹمنٹ نے جواب نہیں بھیجا یا غلط جواب دیا ہے اُن سب لوگوں کے خلاف انکوائری کریں گے اور اگلے Question Hour کے دن اُن کے خلاف جو action taken ہو گا اس کی رپورٹ یہ ایوان میں پیش کریں گے۔ اگر یہ اُس کے مطابق پیش کریں تو پھر یہ Rules کے مطابق چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اس پر بہت سوال ہو چکے ہیں۔ Let me proceed

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انہوں نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میرے بھائی وکیل بھی ہیں۔ انہوں نے جو Rule54(3) پڑھا ہے اور جس انداز میں کہا ہے اس طرح سے

انہوں نے آپ پر mandatory کر دیا ہے حالانکہ اس طرح سے نہیں ہے۔ اس Rule میں بڑی clear wording ہے کہ:

"The Speaker may direct" and now it's your discretion

جناب سپیکر: جی، میں نے اُن کو کہہ دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): میں یہی کہہ رہا تھا جو already آپ نے کہہ دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اگر انہوں نے shall دیکھنا ہے تو Rule 1 کا sub-rule(1) پڑھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شروع ہی may سے ہو رہا ہے اور اس کے بعد shall آئے گا یعنی اس کے بعد mandatory کی بات آئے گی۔

جناب سپیکر: آپ دونوں پریشان نہ ہوں۔ آپ کی بہت مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے اِن کی بات کا جواب تو دے لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، جواب الجواب کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اپنی جگہ پر ٹھیک ہوں گے اور وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہوں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس کی انکوائری بہت جلد کر کے بتائیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے سوال کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: آپ کا جواب آ گیا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میری بہن نے جس طرح فرمایا ہے میں نے سب تو نہیں لیکن زیادہ تر سٹیڈیم visit کئے ہیں کیونکہ پچھلے سال وزیر اعلیٰ پنجاب نے پورے پنجاب میں سپورٹس فیسٹیول کروایا تھا اس کے دوران visit کئے ہیں۔ پنجاب سپورٹس فیسٹیول اسی لئے کیا گیا تھا کہ ہم ان grounds کو رونق بخشنا چاہتے تھے۔ اسی طرح ہم نے جو عالمی ریکارڈ قائم کئے ہیں ان پر سپورٹس ڈیپارٹمنٹ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو میں

خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ پوری دنیا کی گنیز بُک میں ریکارڈ قائم ہوئے ہیں جو پنجاب کے اندر ہوئے ہیں جس کی وجہ سے پورے پاکستان کا نام روشن ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ویسے اس پر آپ ممبران کو شاباش دینی چاہئے جو پورے پاکستان کا ورلڈ ریکارڈ بنا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ بھی ورلڈ ریکارڈ ہے کہ آج ستائیس سوال ہیں جن میں سے سولہ سوالوں کے جواب نہیں آئے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی مجھے اگلے سوال پر جانے دیں۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: On his behalf سوال نمبر 6286 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ محکمہ کے زیر کنٹرول تاریخی عمارات کی تعداد و تفصیل

*6286: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لاہور میں محکمہ ثقافت کے پاس تاریخی عمارات کہاں کہاں پر واقع ہیں؟

(ب) ان عمارتوں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان دو سالوں کے دوران کتنی آمدن ان سے حاصل ہوئی؟

(د) ان عمارات کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کتنی عمارات خستہ حالت میں ہیں اور ان پر کتنی رقم خرچ ہو سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) لاہور میں سپیشل پریمزز (پریزرویشن) آرڈیننس 1985 کے تحت مختلف مقامات 108 تاریخی عمارات واقع ہیں۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان عمارتوں میں سے لاہور فورٹ اور شالامار باغ کا انتظام نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ کے پاس ہے۔ ان دونوں کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے اخراجات درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	اخراجات	شالامار باغ 2007-08	شالامار باغ 2008-09	لاہور فورٹ 2007-08	لاہور فورٹ 2008-09
1	آفیسرز کی تنخواہ	-/1,79,000 روپے	-/1,87,000 روپے	-/2,90,000 روپے	-/4,52,000 روپے
2	سٹاف کی تنخواہ	-/22,96,000 روپے	-/25,95,000 روپے	-/38,93,000 روپے	-/49,68,000 روپے

3	ریگولرالاؤنس	24,71,000/- روپے	26,48,000/- روپے	39,72,000/- روپے	46,39,000/- روپے
4	Contng. Paid Staff	17,88,000/- روپے	27,50,000/- روپے	-	-
5	سپلیمنٹری گرانٹ	-	4,78,000/- روپے	-	-
6	Contingencies	14,95,000/- روپے	10,80,000/- روپے	23,53,000/- روپے	35,28,000/- روپے
7	گراسی پلاٹس کی دیکھ بھال	_	1,00,000/- روپے	-	-
8	پودوں کی دیکھ بھال	_	50,000/- روپے	-	-
9	بلڈنگ وغیرہ کے لئے	64,000/- روپے	-	-	-
10	متفرق اخراجات	-	-	4,37,000/- روپے	2,43,000/- روپے
	ٹوٹل	82,93,000/- روپے	98,88,000/- روپے	1,09,45,000/- روپے	1,38,30,000/- روپے

(ج) شالامار باغ اور لاہور فورٹ سے ان دو سالوں کے دوران درج ذیل آمدن حاصل ہوئی جبکہ باقی تاریخی عمارات کا انتظام نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ کے پاس نہ ہے۔

		شالامار باغ		لاہور فورٹ	
نمبر شمار	ذرائع آمدن	2007-08	2008-09	2007-08	2008-09
1	بکنگ کاؤنٹر	69,20,000/- روپے	65,00,000/- روپے	1,57,60,000/- روپے	1,32,77,786/- روپے
2	ٹائلٹس	20,500/- روپے	22,550/- روپے	42,000/- روپے	46,200/- روپے
3	کینٹین	-	50,000/- روپے	16,01,000/- روپے	17,16,786/- روپے
4	فروخت مچھلی	-	46,480/- روپے	-	-
5	کیوریو شاپس	-	-	56,000/- روپے	62,000/- روپے
6	کار پارکنگ	-	-	4,44,444/- روپے	4,51,182/- روپے
7	بک شاپ	_	-	88,650/- روپے	-
8	فوٹوگرافی	_	-	-	2,60,000/- روپے
	ٹوٹل	69,40,500/- روپے	66,19,030/- روپے	1,79,92,094/- روپے	1,58,13,954/- روپے

(د) شالامار باغ اور لاہور فورٹ کی دیکھ بھال کے لئے درج ذیل ملازمین کام کر رہے ہیں جبکہ باقی تاریخی عمارات کا انتظام نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ کے پاس نہ ہے:-

شالامار باغ آفیسرز=1 سٹاف= 59 عارضی مالی بیلدار= 56

لاہور فورٹ آفیسرز=3 سٹاف= 113

(ہ) لاہور میں پنجاب سپیشل پریمز (پریزرویشن) آرڈیننس1985 کے تحت 108 تاریخی عمارات کو محفوظ قرار دیا گیا ہے۔وفاقی حکومت کی جانب سے اینٹی کوئٹی ایکٹ1975 کے تحت لاہور میں59تاریخی عمارات کو محفوظ قرار دیا گیا ہے۔محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کے پاس اس وقت دو عمارات (لاہور فورٹ اور شالا مار باغ) کا انتظام ہے۔ پنجاب سپیشل پریمز (پریزرویشن) آرڈیننس1985 کے تحت محفوظ عمارات میں سے اکثر کی حالت بہتر ہے۔ لاہور فورٹ اور شالامار باغ کی حالت کے پیش نظر ان دونوں پر ایک جامع منصوبہ کے تحت تین تین سو ملین کے منصوبوں پر کام جاری ہے جو عرصہ آٹھ سال میں تکمیل پائیں گے۔اس کے علاوہ مسجد وزیر خان کی مخدوش حالت کے پیش نظر والڈ سٹی پراجیکٹ کے تحت آغا خان ٹرسٹ کی مدد سے سروے کا کام مکمل کیا جارہا ہے جس کے بعد اس کی درست حالی کے لئے

جامع منصوبہ بندی کی جائے گی۔باقی عمارتوں کی مرمت کا تخمینہ سروے کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(د) میں یہ پوچھا گیا تھا۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔اِن کی بات سنئے۔I say order

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: اِن کا سوال آنے دیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! ایڈوائزری کمیٹی کے مطابق ہم ایک سوال پر دو ضمنی سوال کر سکتے ہیں لیکن یہاں پانچ پانچ ضمنی سوال ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ہی اس کو خراب کر رہے ہیں تو میں کیا کروں؟ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جز(د) میں پوچھا گیا تھا کہ ان عمارات کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں جس کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ شالامار باغ کے لئے ایک آفیسر، سٹاف کی تعداد 59 اور 56 عارضی بیلدار ہیں۔ ملازمین اور آفیسر کی definition تو rules میں موجود ہے لیکن عارضی بیلدار کسی rule and regulation کے اندر درج نہیں ہے۔ محکمہ والے یہ کرتے ہیں کہ 56 لوگوں کے نام، ولدیت اور شناختی کارڈ جمع کئے ہوتے ہیں جو کبھی بھی ڈیوٹی پر نہیں ہوتے۔اِن کے ذریعے جو salaries draw کی جاتی ہیں وہ محکمہ کے آفیسر اور ملازمین مل کر کھا جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جن کا آپ نے شناختی کارڈ دیکھا ہو اُن میں سے کسی ایک کا نام لیں ہم اس کا notice لیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان عارضی بیلداروں میں سے ایک بندہ بھی وہاں پر کام نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ اِن میں سے ایک بندہ بھی کام نہیں کر رہا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ وہاں پر ایک آفیسر ہے لیکن محکمہ خزانہ کی طرف سے بیلداروں کی منظور شدہ سیٹیں 56 ہیں لیکن اس وقت ہم نے صرف 30 بیلدار رکھے ہیں اور جتنے بندوں کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے اتنے ہی رکھتے ہیں اور ہم گورنمنٹ پر بے جا بوجھ نہیں ڈالتے۔ اِن 30 لوگوں کے شناختی کارڈ اور تمام کوائف مہیا کئے جا سکتے ہیں۔ اگر میرے کسی بھائی نے ریکارڈ چیک کرنا ہو تو ہم چیک کروا سکتے ہیں۔ ہم نے اگر 30 بندے رکھے ہیں تو 30 کا ریکارڈ وہاں پر موجود ہو گا اور ایک آدمی بھی فالتو نہیں ہو گا۔ اگر کسی کی تنخواہ میں کوئی ہینکی پھینکی ہو گی تو ہم انشاء اللہ اُس کو سخت سے سخت سزا دیں گے اور قانون میں اس چیز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جب کسی بھی محکمہ میں ملازمین بھرتی کرتے ہیں تو وہ سرکاری ملازمین ہوں گے، انہیں ایڈہاک یا کنٹریکٹ پر رکھا جائے گا یا ورک چارج پر رکھا جائے گا لیکن عارضی بیلدار کیا ہوتے ہیں؟ یہ عارضی بیلدار وہ شق ہے جو کسی قانون کی term یا rules میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ وہ ورک چارج پر رکھے گئے ہیں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اسی طرح اگر ہم نے کسی کورٹ میں چیلنج کرنا ہو کہ ان لوگوں کی تنخواہیں کہاں سے جا رہی ہیں یا کس قانون کے تحت دیتے ہیں تو ان سے کوئی نہیں پوچھ سکتا؟ اِن کو کنٹریکٹ پر بھرتی کریں، ورک چارج یا ایڈہاک پر بھرتی کریں۔ جب آڈٹ ہوتا ہے تو جن رقوم کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا اور محکمہ کھا جاتا ہے ان کے لئے محکمہ کہتا ہے کہ جب بہار کا موسم آیا تھا تو شالامار باغ کے اندر beautification کرنے کے لئے عارضی طور پر اتنے بیلدار رکھے تھے اور اُن بیلداروں پر اتنا خرچہ آیا تھا۔ یہ practice محکمہ آبپاشی اور اس محکمہ میں بھی چلتی ہے۔ مجھے صرف یہ بتا دیا جائے کہ عارضی بیلدار کی term کس قانون اور ضابطے کے اندر آتی ہے اور کیوں رکھے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ ورک چارج ملازمین 89 دنوں کے لئے ضرورت کے مطابق رکھے جاتے ہیں اور اگر 56 سیٹیں ہیں تو جیسا میں نے پہلے عرض کیا کہ اِس وقت ہم نے 30 لوگوں کو رکھا ہوا ہے جن کا ریکارڈ چیک کیا جا سکتا ہے کہ وہاں پر ضرورت ہے یا نہیں ہے اور کیا وہ وہاں پر کام کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ اگر

خدانخواستہ ہم ریکارڈ مہیا نہ کر سکے تو جیسے میرے بھائی کہہ رہے ہیں ہم اُن کے خلاف سخت action لیں گے اور as such ہم ایسی کوئی ایک مثال نہیں دے سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری بات تو وہیں رہ گئی۔ میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ Rules کو بنانے کے لئے محکمہ sanction کرتا ہے کہ دس اساتذہ چاہئیں جس کا باقاعدہ S&GAD نوٹیفکیشن کرتا ہے کہ Peon کتنے چاہئیں، اساتذہ کتنے چاہئیں، پرنسپل کتنے چاہئیں اور آفیسرز کتنے چاہئیں؟ جب تک کوئی محکمہ S&GAD سے اپنی strength approve نہیں کرالیتا وہ محکمہ کوئی بھی ملازم رکھ نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: جی، ورک چارج ملازمین رکھ سکتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ورک چارج کوئی منظور شدہ سیٹ نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ محترمہ! یہ ایوان صرف آپ کا اور میرا نہیں ہے۔ جو دوسرے اتنے سارے ممبران بیٹھے ہیں کیا ان کو بولنے کی کوئی اجازت نہیں ہو سکتی؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری صرف یہ بتادیں کہ اگر شالامار باغ کو چلانے کے لئے strength کی ضرورت 60 ہے تو وہاں کے آفیسر کو کوئی حق نہیں ہے کہ شالامار باغ میں 60 یا 200 ملازم چاہئیں۔

جناب سپیکر: آپ سنتے ہیں اور نہ ہی اُن کی بات سن رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ 56 ملازمین کی ضرورت ہے اور 30 عارضی ملازمین رکھے ہوئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ خزانہ نے اس کی permission دی ہے اور گورنر صاحب نے اس کی منظوری دی ہوئی ہے۔ 56 سیٹوں کی گورنر صاحب کی approval کے ساتھ SNE ہوئی ہے اور اب وہاں پر 56 سیٹیں ہیں لیکن ہم نے ضرورت کے مطابق 30 لوگوں کو رکھا ہوا ہے جو daily wages پر کام کر رہے ہیں۔ ہر محکمہ کے ہیڈ کے پاس یہ powers ہوتی ہیں اور تمام محکموں میں یہ practice چل رہی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا practice کا بھی کوئی قانون ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے اور ہم اُن کے جواب سے مطمئن ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جو غلط ہے وہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ نے لاہور کی 108 عمارتیں آثار قدیمہ declare کی ہیں۔ کیا ان 108 عمارتوں میں لکشمی مینشن بھی شامل ہے اور کیا تاریخی عمارات گرانے کا اختیار محکمہ کے پاس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ fresh question ہے اور اپنے اس سوال میں جو تفصیلات مانگیں گے ہم وہ فراہم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، fresh question ہی بنتا ہے۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال کا نمبر تو میں تب بولوں جب اس کا جواب آیا ہو کیونکہ اس پوری book میں 14 سوالوں کے جواب نہیں ہیں۔ آپ اسے ذرا چیک کریں کیونکہ یہ ساری لسٹ ایسے ہی بھری ہوئی ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا، جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! چونکہ سپورٹس فیسٹیول ہو رہا تھا جس میں محکمہ دن رات وہاں پر مصروف رہا لیکن اس کے باوجود آپ کے صادر کئے ہوئے حکم کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ اس کی پوچھ گچھ ضرور ہو گی۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ اس حوالے سے محکمہ کو خیال کرنا چاہئے کہ پنجاب کا یہ سب سے بڑا ادارہ اور فورم ہے اور اس کے تقدس کا خیال کیجئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم انہیں ایک نوٹس دیتے ہیں۔ وہ میرے پاس آئیں گے اور آ کر اپنی پوزیشن explain کریں گے اور اس کے بعد میں پھر اس ایوان کو بتاؤں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جی، بالکل ٹھیک ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! چار چار سالوں سے سوال دیئے ہوئے ہیں لیکن جواب نہیں آ رہے اس پر آپ کوئی کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! کوئی action لیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس سوال کا بھی جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! بقیہ سوالوں کے جواب ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں ٹورنامنٹس کا انعقاد و دیگر تفصیلات

*7846: **جناب اعجاز احمد کاہلوں:** کیا وزیر امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سپورٹس پنجاب نے 2008 سے اب تک کون کون سے ٹورنامنٹس منعقد کرائے ہیں؟

(ب) حکومت پنجاب نے کون کونسی کھیلوں کی ٹیموں کو بیرون ملک مذکورہ بالا عرصہ کے دوران بھیجا وہاں ان کھیلوں کی کارکردگی کیا رہی اور اس پر کتنا خرچ آیا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹورنامنٹس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے کھیلوں کی ٹیموں کو بیرون ملک مذکورہ بالاعرصہ کے دوران نہیں بھیجا۔

ضلع لاہور۔خواتین کے لئے کھیلوں کے گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8169: محترمہ ساجدہ میر :کیا وزیرامور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع لاہور میں خواتین کے لئے کس کس کھیل کے گراؤنڈ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مالی سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران خواتین کے کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم بطور انعامات خواتین میں تقسیم کی گئی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں خواتین کے گراؤنڈز زیادہ تر خواتین کے تعلیمی اداروں میں واقع ہیں، جن میں سے نمایاں کی تفصیل ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام گراؤنڈ / تعلیمی ادارہ	سپورٹس فیسیلیٹی
1	پنجاب یونیورسٹی،اولڈ کیمپس (شعبہ خواتین)لاہور	(والی بال، باسکٹ بال، ہاکی، سوئمنگ،ایتھلیٹک، کرکٹ)
2	لاہور کالج یونیورسٹی، جیل روڈ لاہور	(والی بال، باسکٹ بال، ہاکی، بیڈ منٹن،ایتھلیٹک، کرکٹ)
3	کوئین میری کالج،لاہور	(والی بال، باسکٹ بال، ہاکی،ایتھلیٹک، کرکٹ)
4	کنیئرڈ کالج، جیل روڈ،لاہور	(والی بال، باسکٹ بال، ہاکی، ٹیبل ٹینس، سوئمنگ،ایتھلیٹک، کرکٹ)
5	ہوم اکنامکس کالج، جیل روڈ لاہور	(والی بال، باسکٹ بال، بیڈ منٹن، کرکٹ)
6	گورنمنٹ کالج برائے خواتین، باغبانپورہ، لاہور	(والی بال، باسکٹ بال، ہاکی، بیڈ منٹن، ہینڈ بال، کرکٹ)
7	نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور	یہاں پر خواتین کے ہاکی میچز بھی منعقد کرائے جاتے ہیں۔
8	پنجاب سٹیڈیم، لاہور	یہاں پر خواتین کے ایتھلیٹک کے مقابلے بھی کرائے جاتے ہیں۔
9	گورنمنٹ کالج برائے خواتین، سمن آباد، لاہور	یہاں پر خواتین کے مختلف کھیلوں کے مقابلہ جات ہوتے ہیں۔
10	گورنمنٹ پائلٹ گرلز ہائی سکول، وحدت کالونی، لاہور	(ایتھلیٹک، کرکٹ، بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس)

(ب) ضلع لاہور میں مالی سال 2009-10 اور 2010-11 کے دوران خواتین اور مردوں (دونوں جنس) کے کھیلوں کے فروغ کے لئے بالترتیب 10 لاکھ اور 20 لاکھ روپے بجٹ میں مختص

کئے گئے ہیں۔یہ بیان کرنا ضروری ہوگا کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، لاہور خواتین کے کھیلوں کے فروغ کے لئے علیحدہ بجٹ مختص نہیں کرتی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں مالی سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران مرد و خواتین کے سپورٹس مقابلوں پر بجٹ میں ملنے والی رقوم یعنی بالترتیب 10 لاکھ اور 20 لاکھ خرچ ہوئے۔

(د) ضلع لاہور میں مالی سال 10-2009 اور 11-2010 کے دوران خواتین کو ٹریک سوٹ، یونیفارم، شرٹس اور دیگر کھیلوں کا سامان انعامات میں دیئے گئے ہیں جبکہ کوئی رقم بطور انعامات تقسیم نہ کی گئی ہے۔

ضلع بہاولپور۔آثار قدیمہ کی عمارات کی تفصیلات

*8335: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:—

(الف) ضلع بہاولپور میں آثار قدیمہ کی کون کون سی عمارات اور جگہ کہاں کہاں واقع ہیں، ان کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟

(ب) ان پر سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور ان سے کتنی آمدن حکومت کو ہوئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع بہاولپور میں درج ذیل عمارات پنجاب سپیشل پریمز ز (پریزرویشن) آرڈیننس 1985 کے تحت محفوظ عمارات قرار دی گئی ہیں:۔

1) جامع مسجد الصادق بہاولپور شہر
2) مزار و مسجد حضرت جلال الدین بخاری اوچ شریف
3) مزار و مسجد حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت اوچ شریف
4) مزار و مسجد حضرت محبوب سبحانی اوچ شریف
5) مزار حضرت فضل دین لاڈلا اوچ شریف
6) مسجد حاجات اوچ شریف
7) مزار حضرت بی بی تگنی اوچ شریف
8) مزار حضرت راجن قتال اوچ شریف
9) مزار حضرت ثالث بالخیر ملوک شاہ قبرستان بہاولپور شہر

10) قدیم مسجد قبرستان ملوک شاہ بہاولپور شہر
11) مسجد صاحبزادگان بہاولپور شہر
12) مزار حضرت حسن دریا کبیر بہاولپور
13) مزار حضرت جمال خنداں درویش اوچ شریف
14) مزار حضرت رضی الدین گنج عالم دریا اوچ شریف
15) مزار حضرت صفی الدین گارزونی اوچ شریف
16) مزار حضرت خواجہ خدا بخش خیر پور ٹامیانوالی
17) مسجد خاناں خیر پور ٹامیانوالی
18) مسجد مولوی عبید اللہ بہاولپور شہر

ان میں سے زیادہ پر عمارات کا انتظام محکمہ اوقاف کے پاس ہے اور مرمت وغیرہ کا کام محکمہ آثار قدیمہ پنجاب سرانجام دیتا ہے۔اس کے علاوہ درج ذیل تاریخی عمارات Antiquities Act 1985 کے تحت محفوظ عمارات ہیں اور یہ اپریل 2011 میں مرکز سے پنجاب حکومت کی تحویل میں آئی ہیں۔

1) مزار حضرت ابوحنیفہ اوچ شریف بہاولپور
2) مزار حضرت بی بی جیویندی اوچ شریف بہاولپور
3) مزار نوریہ اوچ شریف بہاولپور
4) مزار بہاول حلیم اوچ شریف بہاولپور
5) مزار موسیٰ پاک شہید اوچ شریف بہاولپور

(ب) مذکورہ عمارات پر سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی البتہ ان میں سے بعض جو اوقاف کے زیر انتظام ہیں ان کی آمدن محکمہ اوقاف ہی وصول کرتا ہے۔

چنیوٹ، ان ڈور گیمز کے لئے جمنیزیم کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8634: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں اب تک کوئی ان ڈور گیمز کے لئے جمنیزیم نہ بنایا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ضلع میں سوئمنگ پول بھی نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ضلع چنیوٹ میں ان ڈور گیمز جمنیزیم اور سوئمنگ پول بنانے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔ضلع چنیوٹ میں گورنمنٹ کا کوئی ان ڈور گیمز جمنیزیم نہ ہے۔

(ب) درست ہے۔ضلع چنیوٹ میں گورنمنٹ کا کوئی سوئمنگ پول نہ ہے۔

(ج) فنڈز کی قلت کی وجہ سے فی الحال کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔اگر آئندہ مالی سال میں فنڈز مہیا کئے گئے تو انشاء اللہ یہ سہولیات اوّلین ترجیہات پر مہیا کئے جانے کی تجویز کی جاتی ہے۔

ہڑپہ آثار قدیمہ کی بہتری کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*9407:جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر امور نوجواناں، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اٹھارویں ترمیم کے باعث محکمہ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کے انتظامی کنٹرول میں آگیا ہے؟

(ب) کیا ہڑپہ کی تہذیب کی باقیات کی بہتری کے لئے حکومت پنجاب نے کوئی اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) حکومت ہڑپہ آثار قدیمہ کی بہتری کے لئے آئندہ مالی سال میں کوئی بجٹ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پاکستان نے صوبہ پنجاب کی حدود میں موجود تمام آثار قدیمہ اور ان سے متعلقہ دفاتر، اٹھارویں ترمیم کے تحت حکومت پنجاب کے حوالے کر دیئے ہیں۔

(ب) ہڑپہ کی تہذیب کی باقیات بھی اٹھارویں ترمیم کے تحت حکومت پنجاب کے حوالے کر دی گئی ہیں جس کا عمل اپریل کے مہینے میں مکمل ہوا ہے۔اس لئے ہڑپہ کے لئے موجودہ مالی سال میں وسائل مختص کئے جا رہے ہیں۔

(ج) حکومت پاکستان نے پچھلے مالی سال 2010-11 میں ہڑپہ کی دیکھ بھال کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی تھی جبکہ 2009-10 میں لاہور کے دفتر نے اپنے فنڈز سے میوزیم کی مرمت پر

-/2,75,000روپے خرچ کئے۔حکومت پنجاب موجودہ مالی سال12-2011میں ہڑپہ کے آثار قدیمہ اور وہاں پر سیاحوں کی سہولت کے لئے پانچ لاکھ روپیہ مختص کر رہی ہے جو کہ آئندہ سالوں میں بڑھادیا جائے گا۔

اٹھارہویں ترمیم کے تحت آثار قدیمہ کے تاریخی مقامات کی منتقلی کی تفصیلات

*10236:جناب محمد حفیظ اختر چودھری:کیاوزیرامور نوجواناں، کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اٹھارہویں ترمیم کی منظوری کے بعد محکمہ آثار قدیمہ کی صوبوں کو منتقلی کے بعد صوبہ پنجاب کو کون کون سے آثار قدیمہ کے historical مقامات یا میوزیم منتقل ہوئے ہیں ان کے نام، جگہ اور شہر کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان تاریخی عمارات کی صوبہ کو منتقلی کے بعد حکومت نے ان کی improvement کے لئے کیا پلان تیار کیا ہے؟

(ج) ہڑپہ میوزیم کی بہتری کے لئے کیا منصوبہ بنایا گیا ہے اور حکومت سال12۔2011میں اس پر کتنی رقم خرچ کرے گی اور عوام کے لئے کیا کیا سہولیات فراہم کرے گی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اٹھارہویں ترمیم کے بعد148تاریخی مقامات حکومت پنجاب کو منتقل ہوئے جن میں تاریخی مقامات اور میوزیم بھی شامل ہیں۔ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ آثار قدیمہ نے ان مقامات کے تحفظ اور بحالی کے لئے جامع منصوبہ بنایا ہے اور اس کام کے لئے حکومت پنجاب سے سالانہ 1.50کروڑ روپے کی رقم خرچ کرنے کی اجازت مانگی ہے اور یہ رقم پنجاب میں بنائے گئے Punjab heritage fund سے لی جائے گی۔اس رقم کی منظوری وغیرہ اور دوسری تمام تر تفصیلات تیزی سے طے کی جارہی ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ آثار قدیمہ نے مالی سال12-2011کے لئے15لاکھ روپے کی رقم رکھی ہے۔اس رقم سے ہڑپہ عجائب گھر میں لائٹ کا نظام، سکیورٹی کا نظام، پینے کا صاف پانی، پارک اور لان کی بہتری، کنٹین، کار پارکنگ اور پبلک ٹائلٹس کو بہتر بنایا جائے گا۔اس کے علاوہ کھنڈرات کو محفوظ کرنے اور دیمک کنٹرول کرنے پر بھی رقم خرچ کی جائے گی۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون انسانی اعضاء اور ٹشوز کی پیوند کاری پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: اب ڈاکٹر اسد اشرف صاحب مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میرے سوالوں کو pending کر دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں کیونکہ میں نے اب question put کر دیا ہے اور میں یہ برداشت نہیں کرتا۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

The Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues Bill 2012 (Bill No 32 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) سوشل سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود و ترقی خواتین و بیت المال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔ محترمہ شگفتہ شیخ مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود، ترقی خواتین و بیت المال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

The Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012 (Bill No 26 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سماجی بہبود، ترقی خواتین وبیت المال کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب محترمہ سکینہ شاہین خان مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میں

"مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 کے بارے مجلس
قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سروسز ٹربیونل مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب چودھری غلام نبی صاحب مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

چودھری غلام نبی: شکریہ۔جناب سپیکر! میں

The Punjab Services Tribunal (Amendment) Bill 2012
(Bill No 30 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک کا جواب آگیا ہے؟

ڈی پی ایس بورے والا میں خلاف پالیسی پرنسپل کی تعیناتی

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 643/12 منجانب سردار خالد سلیم بھٹی کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ یہ کہ ڈی پی ایس رولز مورخہ 11-04-01 کو لاگو ہوئے مگر سابقہ ڈی سی او/چیئرمین سکول مینجمنٹ کمیٹی وہاڑی نے مذکورہ رولز کے لاگو ہونے سے قبل مورخہ 10-09-16 کو پرنسپل کو تعینات کیا۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس پر کافی دفعہ بحث ہوئی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! وہ قانون و پارلیمانی امور کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اب بھی کہتی ہوں کہ ابھی بھی وقت ہے کہ وزراء بنا دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ کو تو وزیر نہیں بنائیں گے وہ کسی اور کو ہی بنائیں گے اس سے آپ کو کیا فائدہ ہو گا؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتا ہے جس محکمہ سے متعلق تحریک التوائے کار ہو؟۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ جی، نہیں۔ آپ کو اس بات کا پتا نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: رولز کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: وہ پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون ہیں اور وہ جواب دے سکتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری جواب نہیں دے سکتے اور اس حوالے سے رولز میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسا کچھ نہیں لکھا ہوا بلکہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔ منسٹر کا نہیں لکھا ہوا بلکہ any authorized لکھا ہوا ہے۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔ جناب سپیکر! 16-09-10 کو پرنسپل کی ریٹائرمنٹ کی عمر میں دو سال کی رعایت دی۔ مزید برآں ترمیمی ڈی پی ایس رولز وضع کردہ سکول مینجمنٹ کمیٹی از مورخہ 12-04-27 میں پرنسپل کی تعلیمی قابلیت ایم اے/ ایم ایس سی بمعہ دس سال تجربہ بعہدہ انتظامی ضروری قرار پائی لیکن جب پرنسپل کو مذکورہ رعایت دی گئی تب رولز میں پرنسپل کے لئے کوئی تعلیمی قابلیت موجود نہ تھی تاہم پرنسپل مذکورہ چونکہ 12-09-15 کو ریٹائر ہو رہی ہیں اس لئے سکول مینجمنٹ کمیٹی وہاڑی نے اپنے اجلاس منعقدہ مورخہ 12-06-11 کو نئے پرنسپل کی تعیناتی کی بابت اخبار اشتہار کی منظوری دے دی ہے اور سابقہ پرنسپل ریٹائر ہو چکی ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس پرنسپل کی تاریخ ریٹائرمنٹ 27-03-2012 کو پوری ہو چکی تھی لیکن اس وقت سے لے کر اب تک اسے کس کی اجازت سے رکھا گیا ہے اور کون سے قانون کی اجازت سے relaxation دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے بتایا کہ اس وقت موجودہ رولز نہیں تھے اور اس سے قبل ڈی سی او نے انہیں دو سال کی رعایت دی تھی لیکن موجودہ رولز اس کے بعد بنے ہیں جبکہ اب تو وہ ریٹائرڈ ہو چکی ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! نئی پرنسپل کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! تحریک التوائے کار پر بحث نہیں ہو سکتی چونکہ انہوں نے جواب دے دیا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں اور اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے لیکن ان کی طرف سے تحریری طور پر آیا ہے کہ وہ حج پر جا رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کی تحاریک التوائے کار کو pending کیا جائے لہذا شیخ صاحب کی تمام تحاریک التوائے کار pending کی جاتی ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 773 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اسے اگلے ہفتے کے لئے pending کر دیں کیونکہ اس کا ابھی جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: اس کا ابھی جواب نہیں آیا تو ٹھیک ہے اسے اگلے ہفتے کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 798 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، اس کا جواب آ گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ آپ نے میرے پڑھے بغیر ہی pending فرما دی تھی۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! یہ پڑھی نہیں گئی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: نہیں، یہ پڑھی نہیں گئی ہے۔ یہ پڑھے بغیر آپ نے pending کی تھی کہ اس کو اگلے سیشن میں پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، پڑھیں۔

صوبہ کے بجٹ پر بوجھ کم کرنے کے لئے جیلوں میں قیدیوں کی تعداد کم سے کم کرنے کے لئے ٹھوس پالیسی اپنانے کا مطالبہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں ایک جیل کا ماہانہ خرچہ 10 کروڑ سے لے کر 15 کروڑ روپے کے درمیان ہے۔ ایک نئی جیل بنانے پر تقریباً 50 کروڑ روپے خرچہ آتا ہے۔ یہ صوبہ کے بجٹ پر ایک ایسا

بوجھ ہے جو بہت آسانی سے کم کیا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ تقریباً ہر جیل میں اُس کی capacity سے دُگنی تعداد میں قیدی مقید کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے معاشی بوجھ کے علاوہ اور مسائل جنم لیتے ہیں۔ مثلاً جو قیدی جیل سے سزا بھگت کے آتا ہے کسی نہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ایک نوزائیدہ مجرم جیل سے ایک پختہ مجرم بن کے آتا ہے اور ہماری جیلیں ایک عام مجرم کے جرائم گینگ کے ساتھ روابط پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ ہمارے ملک کی جیلوں میں انسانی شخصیت کی اصلاح کا پہلو نہ ہونے کے برابر ہے۔اس کے علاوہ قیدیوں کو جیل سے عدالتوں تک لانے لے جانے کے طریق کار پر بھی بہت پیسا خرچ ہوتا ہے۔خاطر خواہ پولیس کی نفری اس کام پر تعینات رہتی ہے اور اس سے بہت سے سماجی اور نفسیاتی مسائل جنم لیتے ہیں۔ان تمام مسائل پر سیر حاصل بحث کی ضرورت ہے تاکہ آنے والے سالوں میں اس مد میں خرچ کم کیا جا سکے اور تمام متعلقہ مسائل کے حل کو تلاش کیا جا سکے اور یہی رقم کسی بہتر مقصد کے لئے استعمال ہو سکے مثلاً تعلیم یا صحت۔ میری دانست میں ان تمام مسائل کا حل جیلوں میں قیدیوں کی تعداد کم کرنے میں ہے اور ایک ایسی پالیسی وضع کرنے کی ضرورت ہے جس کے تحت نئی جیلوں یا بنی ہوئی جیلوں میں expanses نہ کرنے پڑیں۔یہ سب ممکن ہے۔اگر:

1. صوبے میں پنچائت سسٹم رائج کر کے اس کو قانونی حیثیت دی جائے اور تمام چھوٹے جرائم کا فیصلہ اس سسٹم کے ذریعہ ہو۔
2. اگر کوئی آدمی پہلی دفعہ جرم کرے اور وہ زیادہ سنگین نہ ہو تو اس کو deferred punishment دی جائے۔
3. ایک آدمی جیل میں آدھی سزا اچھے طریقے سے گزارے تو اس کو باقی ماندہ وقت کے لئے پیرول پر رہا کر دیا جائے۔
4. جیل کا نام تبدیل کیا جائے اور اصلاحی ادارہ کے طور پر نیا نام دیا جائے۔
5. صوبہ میں چار یا پانچ جیل ہوں جو صرف Hardened Criminals کے لئے ہوں جن کو عدالت ایسا declare کرے۔باقی قیدی اصلاحی ادارہ میں بھیجے جائیں۔
6. قیدیوں پر جیل میں آنے والے اخراجات قیدیوں سے وصول کرنے کا طریق کار وضع کیا جائے۔

میری گزارش ہے کہ اس اہم مسئلے کو اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے اور اس بحث سے حاصل کردہ تجاویز کی روشنی میں سفارشات مرتب کر کے صوبائی و وفاقی حکومت کو قانون سازی کے لئے بھجوائی جائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں short statement یہ دینا چاہتا ہوں کہ اس پر بحث کے بعد اس مسئلہ کو جیل خانہ جات کی سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ٹھوس سفارشات مرتب کی جا سکیں۔ اب دیکھئے کہ ملک کس طرح ترقی کرتے ہیں، وہ کن کن چیزوں پر غور کرتے ہیں؟ اب انگلینڈ کے اندر ہمارا ایک کرکٹر تھا جس کو قید ہوئی تھی اس نے نو مہینے قید میں گزارنے تھے۔ ان کی پارلیمنٹ نے اعتراض کیا کہ نو مہینے کا خرچہ ہمارے tax payer کیوں برداشت کریں؟ اس کو اسی وجہ سے deport کر دیا گیا۔ ہمارے ہاں یہ چیز نہیں ہو رہی ہے۔ جیلوں میں اس وقت over crowdness ہونے کی وجہ سے جو غیر قانونی اور غیر اخلاقی activities ہو رہی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ ان کے مداوے کے لئے کچھ بھی نہیں کیا جا رہا۔ ہماری جو عدالتیں ہیں وہ جیلوں کے ساتھ کیوں connect up نہیں ہو سکیں؟

جناب سپیکر: میجر صاحب! اس پر short statement نہیں ہو سکتی، آپ سمجھدار ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میجر صاحب نے انتہائی اہم۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر کی غیر موجودگی میں متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری بات کریں وہ تو ٹھیک ہے لیکن منسٹر صاحب کی موجودگی میں تو اُن کو ہی بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ ہدایات جاری نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): یہ تو کہیں نہیں لکھا ہے، یہ بتا دیں۔ مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے Law کہاں سے کیا ہے، مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر جس بات کا جواب دینا ضروری سمجھیں گے تو وہ خود دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں اور اس طرح dictation نہ دیا کریں، یہ Chair کا کام ہے آپ کا کام نہیں ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن نے چھ points raise کئے ہیں جو بہت important ہیں۔ میں بھی ان کا point wise ہی جواب دوں گا۔ پہلا point ہے کہ صوبے میں پنچایت سسٹم رائج کر کے اس کو قانونی

حیثیت دی جائے اور تمام چھوٹے جرائم کا فیصلہ اس سسٹم کے ذریعے ہو۔ یہ سوال محکمہ جیل خانہ جات سے متعلقہ نہ ہے۔ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی پہلی دفعہ جرم کرے اور وہ زیادہ سنگین نہ ہو تو اس کو deferred punishment دی جائے۔ یہ سوال لاء ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ایک آدمی جیل میں آدھی سزا اچھے طریقے سے گزارے تو اس کو باقی ماندہ وقت کے لئے Parole پر رہا کر دیا جائے۔ محکمہ اسیران قیدیان Punjab Good Conduct Prison Probational Release Act 1926 کے متعلقہ موجودہ rules کے تحت آدھی سزا سے بھی کم سزا جیل میں گزارنے والے اچھے نیک چال چلن کے حامل قیدیوں کو پہلے ہی Parole پر رہا کیا جا رہا ہے تاکہ جیلوں کا بوجھ کم ہو سکے۔ کسی قیدی کو Parole پر رہائی کے اہل ہونے کے لئے جتنا عرصہ سزا جیل میں گزارنی پڑتی ہے اس کی تفصیل بھی میں میجر صاحب کو فراہم کر دیتا ہوں۔ پچھلے تین سالوں کے دوران Parole پر رہا کئے گئے قیدیوں کی تعداد بھی میرے پاس ہے وہ بھی میں ان کو provide کر دیتا ہوں۔ میجر صاحب نے جو چوتھا پوائنٹ فرمایا کہ جیل کا نام تبدیل کیا جائے اور اصلاحی ادارہ کے طور پر نیا نام دیا جائے۔ صرف جیل کا نام تبدیل کرنے سے اسیران کی اصلاح کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے ایک منظم اور مربوط اصلاح اسیران کا پروگرام بنایا جائے اور عملدرآمد کیا جائے۔ اس سلسلہ میں محکمہ جیل خانہ جات نے اسیران کی مذہبی، رسمی اور پیشہ وارانہ تعلیم و تربیت کے پروگرام ترتیب دیئے ہیں اور ان پر عملدرآمد کر کے اسیران کی اصلاح کی جا رہی ہے۔ پانچواں پوائنٹ ہے کہ صوبہ میں چار یا پانچ جیلیں ہوں جو صرف hardened criminals کے لئے ہوں جن کو عدالت ایسا declare کرے۔ باقی قیدی اصلاحی ادارہ میں بھیجے جائیں۔ Hardened criminals کے لئے پہلے ہی High Security Barracks لاہور، ملتان، راولپنڈی اور فیصل آباد کی سنٹرل جیلوں میں بنائی گئی ہیں۔ دو نئی ہائی سکیورٹی جیل ساہیوال اور میانوالی میں زیر تعمیر ہیں جن کی گنجائش فی جیل ایک ہزار تک ہے۔ میجر صاحب نے آخری پوائنٹ یہ raise کیا تھا کہ جیل میں آنے والے اخراجات قیدیوں سے وصول کرنے کا طریق کار وضع کیا جائے۔ قیدیوں کو مہیا کی جانے والی خوراک اور دیگر اخراجات کی ادئیگی کے لئے باقاعدہ قانون وضع کرنے کی تجویز پر غور کیا جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: تمام باتوں کا جواب آ چکا ہے لہذا اس کو۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ This is not good

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں نے کسی محکمے سے جواب مانگا ہی نہیں ہے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ اس سے متعلق نہیں ہے۔ میری جو تحریک التوائے کار ہے اس کا مکمل جواب آنا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس کو پرائیویٹ ممبرز ڈے میں لے کر آئیں۔ اس کو تحریک التوائے کار کے ذریعے سے نہ لائیں بلکہ آپ کوئی Resolution لائیں۔

This is out of order. Not pressed.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس کی مخالفت کرتی ہوں کہ پنچائتی نظام ہو کیونکہ پچھلے دنوں پنچائت نے ایک شخص کو جلا دینے کا حکم دیا اور اس کو جلا دیا گیا۔

جناب سپیکر: وہ میں نے disposed of کر دیا ہے اب چھوڑ دیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پھر تھانے ختم کر دیں۔۔

جناب سپیکر: میں نے کر دیا ہے جو کچھ کرنا تھا، جب یہ بعد میں لائیں گے تو پھر دیکھیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 801/12 رائے محمد اسلم خان صاحب کی ہے۔ رائے صاحب! آپ نے یہ پہلے پڑھ لی ہے یا ابھی پڑھنی ہے؟

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! اس کو پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب سپیکر: یہ پہلے پڑھی جا چکی ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

سب ڈویژن مانگٹانوالہ کے راجباہ سید والا اور راجباہ علی جج سے بااثر افراد کا پانی چوری کرنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! رائے محمد اسلم خان نے جو تحریک التوائے کار نمبر 801/12 دائر کی ہے اس کے جواب میں عرض ہے کہ مورخہ 16۔جولائی 2012 کی خبر بے بنیاد ہے۔ محکمہ انہار سب ڈویژن مانگٹانوالا، ڈویژن شیخوپورہ یو سی سی کے

اہلکاران راجباہ سید والا اور راجباہ علی نج پرcut کروانے یا ناجائز پمپ لگا کر پانی چوری میں ہر گز ملوث نہ ہیں۔ پانی چوری کروانے والے زمینداران کے خلاف کارروائی تاوان بذریعہ پولیس عمل میں لائی جارہی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،not pressed اس کوdispose of کیا جاتا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔اب آپ اس پر کوئیcomments نہیں دے سکیں گے۔ I am sorry for that

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules کے تحت یہ ہے کہ اس پر بحث کرنے کے لئے ٹائم رکھا جائے۔

جناب سپیکر: جس پر میں ضروری سمجھوں گا اس کے لئے ٹائم کی اجازت دوں گا۔ یہadmit نہیں ہوئی اگر یہadmit ہوتی تو پھر ہم اس پر ضرور ٹائم دیتے۔ محترمہ خدیجہ عمر!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بے شک آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں لیکن میں بعد میں ٹائم دوں گا۔ مجھے پہلے ان کی بات سننے دیں۔ محترمہ خدیجہ عمر آپ کی تحریک التوائے کار نمبر808/12 ہے۔

تعلیمی بورڈ لاہور کی جانب سے نویں کلاس کی رجسٹریشن نہ کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کا مستقبل تباہ ہونے کا خدشہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار "ایکسپریس" کی خبر کے مطابق بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کی جانب سے نویں کلاس کے بچوں کی رجسٹریشن نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں بچے داخلہ سے محروم (والدین پریشان) تفصیل یہ ہے کہ بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کی جانب سے ہزاروں بچوں کی نویں کلاس کی رجسٹریشن نہیں کی جارہی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ تیرہ سال سے کم عمر بچوں کی رجسٹریشن کمپیوٹر قبول نہیں کر رہا ہے جبکہ اس وجہ سے بچوں کے والدین بورڈ کے چکر

لگا لگا کر تھک چکے ہیں لیکن بورڈ انتظامیہ بات سننے کو تیار ہے اور نہ ہی کوئی alternative حل بتا رہے ہیں۔ ہزاروں بچے اور ان کے والدین مذکورہ مسئلہ کے باعث بے حد پریشان ہیں کیونکہ اس طرح ہزاروں بچوں کا ایک سال ضائع ہونے کا شدید اندیشہ ہے۔ بچوں کے والدین نے اعلیٰ حکام سے پُرزور اپیل کی ہے کہ ان کے بچوں کا مستقبل تباہ ہونے سے بچائیں۔ مذکورہ بالا صورتحال کے پیش نظر صوبائی دارالحکومت کے لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ پایا جارہا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! انہوں نے یہ تحریک آج ہی پڑھی ہے لہٰذا اس کو next week تک pending فرمادیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ دو سیشن گزر گئے ہیں لیکن میری یہ تحریک سیشن ختم ہو جانے کی وجہ سے آنہیں پارہی تھی لیکن ابھی بھی اس کو pending کیا جارہا ہے۔ issue یہ ہے کہ بچوں کا سال ضائع ہو جائے گا کیونکہ اگر اس کے بعد اس کا جواب آئے گا تو اس کا فائدہ کیا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! next week کی بجائے یہ نزدیک نہیں ہو سکتی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جس طرح آپ فرمادیں ہم اس طرح کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! پھر اس تحریک التوائے کار کو Monday تک pending کر لیتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 815 ہے اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 833 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا یہ تحریک التوائے کار بھی next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 837 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! یہ پڑھی جا چکی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کی کوئی اطلاع آئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں تو پھر یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار چودھری علی اصغر منڈا صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ان کی کوئی اطلاع آئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: نہیں تو پھر یہ تحریک بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 843 محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔

سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ (فزیکل ایجوکیشن) خواتین و مرد کی پروفارما پروموشن کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ سکولز ایجوکیشن کے پچاس کے قریب خواتین و مرد سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ (فزیکل ایجوکیشن) کی پروفارما پروموشن کا کیس پچھلے ایک سال سے زیر التواء ہے۔ ان کو کبھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا کام سیکرٹریٹ سے ہو گا اور کبھی کہا جاتا ہے کہ ڈی پی آئی آفس سے ہو گا۔ اب سارے کام مکمل ہو جانے کے بعد یوسف مسیح گل، ڈائریکٹر ورکنگ پیپرز پر دستخط کر کے کیس کو آگے بھجوانے کے لئے تیار نہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ جونیئر سبجیکٹ سپیشلسٹ کو اپنی سالانہ رپورٹیں جمع کرانے کے لئے کہا گیا ہے تاکہ ان کی ڈی پی سی ہو سکے۔ اس طرح ایک مرتبہ پھر ان پچاس کے قریب سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ (فزیکل ایجوکیشن) کو ان کے جائز حق سے محروم رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ موجودہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ میرٹ اور حق کی بنیاد پر تمام ملازمین کو ترقی دی جائے گی لیکن یہ مظلوم لوگ اپنی بھرتی سے لے کر آج تک اپنی دادرسی کے لئے دھکے کھا رہے ہیں۔ ان لوگوں کی پروفارما پروموشن اگر جلد از جلد نہ ہو گی تو ایک مرتبہ پھر ان کے جونیئر ان سے آگے نکل جائیں گے اور انہیں دوبارہ کورٹس سے اپنے حقوق کے لئے رجوع کرنا پڑے گا۔ حق داروں کو ان کا حق نہ ملنے پر اساتذہ کمیونٹی میں انتہائی غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ اساتذہ معاشرے کے بہت ہی معزز لوگ ہیں۔ اگر ان کو اس طریقے سے ان کا حق نہیں ملے گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے تحریک پڑھ دی ہے۔ ہم ادھر سے اس کا جواب سنتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب آگیا ہے یا اس کو pending کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جواب نہیں آیا۔ اس تحریک کو next Tuesday تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: چلیں! یہ تحریک next week تک pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 847 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 862 محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 864 چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کی باؤنڈری (سکیورٹی) وال کی تعمیر میں عملہ کی ملی بھگت سے ناقص مٹیریل کا استعمال

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ ایک اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 10۔اگست 2012 کی خبر کے مطابق سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں ہائی سکیورٹی جیل کی حفاظتی باؤنڈری وال کی تعمیر میں ناقص مٹیریل کا انکشاف۔ 3 کروڑ روپے کے اس پراجیکٹ سے سپرنٹنڈنٹ محسن رفیق نے 18 لاکھ روپے کی دہاڑی لگائی۔ متعلقہ ایکسئین نے بھی بہتی گنگا سے ہاتھ دھو لئے۔ سنٹرل جیل کوٹ لکھپت کی حدود میں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم۔ ذرائع کے مطابق آئی جی پنجاب جیل خانہ جات میاں فاروق نذیر کی ذاتی کوششوں سے ہائی سکیورٹی جیل کوٹ لکھپت میں چاروں طرف باؤنڈری وال بنانے کے لئے فنڈز منگوائے اور یہ فنڈز بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے پاس چلے گئے۔ ایکسئین تھری بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ ظفر اقبال نے اپنے چہیتے ٹھیکیداروں کو پورے ریٹ پر ٹھیکہ دیا اور اس کے عوض 7 فیصد کمیشن بھی وصول کی سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں سپرنٹنڈنٹ محسن رفیق اس کام کی سپرویژن کر سکتا ہے مگر ٹھیکیدار نے سب سے پہلے سپرنٹنڈنٹ محسن رفیق کو قابو کر کے

کام شروع کر دیا۔ ناقص مٹیریل کا استعمال سر عام کیا جا رہا ہے۔ ابھی 10 فیصد ترقیاتی کام مکمل ہوا ہے۔ دوسری طرف سپرنٹنڈنٹ جیل محسن رفیق نے خبریں کو بتایا کہ 18 لاکھ روپے وصول کرنے میں کوئی صداقت نہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس اس کا جواب ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں تحریر بخدمت ہے کہ مورخہ 10۔اگست 2012 کو خبریں اخبار میں شائع شدہ خبر جھوٹی من گھڑت اور حقائق کے برعکس ہے جو صرف اور صرف جیل انتظامیہ کو بالخصوص سپرنٹنڈنٹ جیل کو بدنام کرنے کے لئے شائع کی گئی ہے جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ محکمہ جیل تعمیر میں صرف نگرانی کرتا ہے جبکہ تعمیرات کے تمام مراحل محکمہ تعمیرات کرتا ہے۔ جیل ہذا کی سکیورٹی وال کی supervisory کا تعلق ہے تو سپرنٹنڈنٹ کی ہدایت کے مطابق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈویلپمنٹ روزانہ کی بنیاد پر جاری شدہ کام کو چیک کر کے تحریری طور پر رپورٹ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ جیل ہفتہ میں دو مرتبہ اور سپرنٹنڈنٹ جیل ہفتہ میں ایک مرتبہ تعمیراتی کام کا جائزہ ضرور لیتے ہیں اس کے علاوہ تعمیراتی کام کی نگرانی کے لئے ایک ملازم کی مستقل ڈیوٹی بھی لگائی گئی ہے۔ جہاں تک ناقص مٹیریل استعمال کرنے کا سوال ہے تو متعلقہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے اینٹوں اور سیمنٹ کے کچھ نمونے اپنی نگرانی میں سیل کر کے مورخہ 9۔اگست 2012 کو متعلقہ محکمہ کو برائے نمونہ بھجوائے جن کی رپورٹ کی کاپی لف ہے اور نمونہ جات بمطابق تصحیحات پائے گئے ہیں جبکہ روزنامہ "خبریں" میں خبر مورخہ 10۔اگست 2012 کو شائع ہوئی تھی لہذا درج بالا صورتحال سے یہ بات واضح ہے کہ عنوان بالا خبر من گھڑت بغیر تحقیق جھوٹی اور حقائق کے برعکس ہے جو کہ اخباری رپورٹر نے صرف اور صرف سپرنٹنڈنٹ جیل سے ذاتی رنجش اور جیل میں انتظامیہ کو بدنام کرنے کے لئے شائع کرائی ہے۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کے مطابق مذکورہ رپورٹر کا مطالبہ ہے کہ قیدی سزائے موت عثمان کو قصوری سیل سے آزاد کیا جائے جو کہ موبائل فون برآمد ہونے کی وجہ سے جیل قوانین کے تحت 45 ایام کے لئے علیحدہ بند تھا۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کیا چاہتے ہیں، اس کا کیا کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو فارغ کریں یہ ساری جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ یہ concocted ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے اپنی short statement دینا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں short statement نہیں ہوتی اور اس پر مزید کوئی بات نہیں ہو گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار 10۔اگست کو جمع کرائی گئی تھی اگر یہ fake تھی تو اس کی rebuttal کیوں نہیں کرائی گئی۔

جناب سپیکر: اس میں غیر متعلقہ اشخاص کا ذکر کیا گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس جواب سے satisfied نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ satisfied نہیں ہیں تو دوبارہ دے دیں یا آپ کوئی اور کام کر لیں۔ This is out of order now. اب جناب محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 878/12 ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک disposed of ہوئی۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 988 چودھری ظہیر الدین صاحب اور جناب عامر سلطان چیمہ کی طرف سے ہے۔وہ موجود نہیں ہیں۔۔۔ لہذا یہ تحریک disposed of ہوئی۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 994 محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے pending نہیں ہوتی۔

DR. SAMIA AMJAD: Mr. Speaker! I am requesting on her behalf.

جناب سپیکر: There is not request from her. اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 995 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں۔لہذا یہ تحریک disposed of ہوئی، اب محترمہ نگہت ناصر شیخ کی تحریک التوائے کار نمبر 996 ہے ۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک disposed of ہوئی، اس سے اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک disposed of ہوئی۔شاہجہان احمد بھٹی صاحب بھی موجود نہیں ہیں، لہذا یہ تحریک disposed of ہوئی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1026 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔اس

کوpendingکیاجاتاہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ بھی موجود نہیں ہیں۔۔اس کو بھیdisposed ofکیا جاتاہے۔اگلی تحریک التوائے کارچودھری علی اصغر منڈاصاحب کی طرف سے ہے۔ موجود ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!وہ کہہ رہے تھے کہ pendingکردیں۔

جناب سپیکر: مجھے نہیں بتایاگیا۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!انہوں نے مجھے بتایاہے۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ ان کی جگہ پر نہیں کہہ سکتے۔اب تحاریک التوائے کارکاوقت ختم ہوتاہے۔

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں ، پہلے میں نے حاجی صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر دینا ہے ۔وہ جو پیچھے بیٹھے ہیں میں نے ان سے وعدہ کیاہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ کو پہلے بات کرنے دیں۔جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام:جناب سپیکر!میراpoint of personal explanationیہ ہے کہ آج سے دوتین سال پہلے جب میں محترمہ بے نظیر بھٹو(شہید)کی قبر پر جارہی تھی تو میراایکسیڈنٹ ہوگیا میرا ڈرائیوراسی وقت موقع پر فوت ہوگیااور میرا گن مین بھی فوت ہوگیا۔وزیراعظم نے جہاز بھیج کر مجھے سندھ سے بلوایااور مجھےPIMSبھیجاگیالیکن اس کے باوجود آپ کے سٹاف میں سے کسی نے ٹی وی والوں کو یہ خبر دی ہے کہ فوزیہ بہرام اجلاس attendنہیں کرتیں۔حالانکہ اس واقعہ کے دوران جب میں بیماری کی حالت میں بھی تھی تو ڈاکٹر سے چھٹی لے کر اجلاس attendکرنے کے لئے آتی رہی لیکن یہ بہت زیادتی ہےاور یہ جس نے بھی کیاہے میرے ساتھ بہت زیادتی کی ہے،بہت سےاور لوگوں کانام بھی ہےاور میرانام جلّی حروف میں لکھاہواہے۔میں اجلاسattendکرتی رہی ہوں اور اسمبلی کے پاس اس کاproofبھی ہے۔اسمبلی نے مجھے بل بھی آرڈر کئے ہوئے ہیں۔اس کے باوجود یہ بات چل رہی ہے جو کہ میری بدنامی کا باعث ہے اور میرے جو لیڈران ہیں وہ مجھ سے سخت ناراض ہیں کہ میں نے اس طرح سے کیوں کیاہے۔براہ مہربانی ان کو منع کریں جو اس طرح کے کام کرتے ہیں یہ غلط کرتے ہیں۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) موشن پکچرز پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: جی، میں ضرور اس کا نوٹس لوں گا۔ سیکرٹری صاحب! آپ اس کو نوٹ کریں اور پھر مجھ سے اس بارے میں بات کریں۔ اب محترمہ فرح دیبا مجلس قائمہ برائے کلچر اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ فرح دیبا: جناب سپیکر! میں

"The Punjab Motion Pictures (Amendment) Bill 2012, (Bill No. 29 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کلچرل اینڈ یوتھ افیئرز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ اب میں میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب سے مجلس قائمہ برائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔ یہ آپ اتنی توسیع کیوں لیتے جا رہے ہیں، آپ کام کیوں نہیں مکمل کرتے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! محکموں کی طرف سے دیر ہوئی ہے جب تک وہ پیش نہیں کرتے ہمیں میعاد میں توسیع لینی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! جو آپ کہیں گے ہم وہی کریں گے۔ رپورٹ پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2006,2007,2008 2009 اور آڈٹ رپورٹ DRAPP برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2006,2007,2008 اور 2009 اور آڈٹ رپورٹ DRAPP برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔ا کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12-09-15 سے مورخہ 13-04-08 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2006,2007,2008 اور 2009 اور آڈٹ رپورٹ DRAPP برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔ا کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12-09-15 سے مورخہ 13-04-08 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2006,2007,2008 اور 2009 اور آڈٹ رپورٹ DRAPP برائے سال 09-2008 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔ا کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 12-09-15 سے مورخہ 13-04-08 تک کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر آ رہا ہے۔ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اب قرار دادوں کا وقت شروع ہو گیا ہے لیکن آپ دیکھ لیں آپ کی مرضی ہے، آپ کا ٹائم ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وزارت حج کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ حج آپریشن بڑی کامیابی سے اور بڑے شفاف طریقے سے ہوا ہے۔ میں حجاج کرام کو مبارکباد دیتا ہوں خصوصاً حاجی شوکت محمود بسراء صاحب، رائے محمد اسلم کھرل صاحب اور منور غوث صاحب کہ وہ خیریت سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں حج مبارک فرمائے اور تمام حجاج کرام کو میری طرف سے مبارکباد ہو۔

جناب سپیکر: آپ نے اتنی لمبی چوڑی بات کی ہے یہ خبر اخبار میں ہی دے دیتے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری شوکت محمود بسراء!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم بات کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہمارے قائد حزب اقتدار وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب آج یہاں پر تشریف فرما نہیں ہیں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے ایک بہت اہم کیس کا فیصلہ کیا ہے۔ اصغر خان کیس کا فیصلہ جو پندرہ بیس سال سے pending تھا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر کدھر ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں کوئی ایسی controversial بات نہیں کرنے والا۔ میری بات مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ان کی بات سُنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر !اس پر راجہ ریاض صاحب نے کل بات کی تھی اور یہ طے ہوا تھا کہ بدھ کے روز اس پر بات کی جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وہ راجہ صاحب نے کی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): وہ آپ ہی کے لیڈر ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ حج کر کے آئے ہیں ذرا ان کی بات سُن لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر !میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ کا ابھی جو interim order آیا ہے اس کے حوالے سے اور جن مختلف جنرلز نے پیسے تقسیم کئے، رقومات تقسیم کیں اس کی ساری details تو judgement میں آ گئی ہے لیکن ابھی تفصیلی فیصلہ آنا باقی ہے کیونکہ اس میں میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بھی واضح طور پر نام ہے تو ہماری گزارش یہ ہو گی کہ قائد حزب اقتدار اس ایوان میں تشریف لائیں کیونکہ وہ اس ایوان کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات پہنچ جائے گی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وہ یہاں آ کر وضاحت پیش کریں اگر انہوں نے یہ کام کیا ہے تو پھر میرے خیال میں کوئی آئینی اور قانونی بات باقی نہیں رہ گئی کہ وہ اس ایوان کے ممبر نہیں ہیں اور اصغر خان کیس نے ویسے بھی شریفوں کی شرافت کا بھانڈہ پھوڑ دیا ہے اور قوم کو پتا چل گیا ہے کہ میاں برادران کے امیر ہونے کا فارمولا کیا ہے۔اب میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اصغر خان کیس کے حوالے سے اور۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ سپریم کورٹ کے آرڈر کی غلط interpretation کر رہے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): نہ تو ان کے پاس کوئی آرڈر ہے، interim order اور اس میں کسی جگہ پر بھی میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کا نام نہیں ہے بلکہ اس میں ابھی detailed order آنا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): اگر میاں محمد نواز شریف صاحب نے پیسے نہیں لئے تو وہ حلف پر یہ بات کہہ دیں یا قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر یہ بات کہہ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): چونکہ بسراء صاحب نے بھی Law کیا ہوا ہے، ایک مجرم کا جو بیان ہے وہ کسی کے خلاف استعمال نہیں ہو سکتا۔ یہ چھوٹی سی بات ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: .This is no point of order آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، شوکت بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اصل میں یہ سوئس بنکوں سے اپنی توجہ ہٹانا چاہتے ہیں۔ اس طرح سے تو کام نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی فوٹو آ گئی ہے انہوں نے تصویر لے لی ہے۔ آپ مہربانی کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ یہ فرمادیں کہ قائد حزب اقتدار اس معزز ایوان میں اپنا جواب دینے آ جائیں گے۔

جناب سپیکر: جب ان کا جی چاہے وہ آ سکتے ہیں۔ یقیناً وہ آئیں گے اور آپ کو بتائیں گے لیکن یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کس دن آئیں گے۔ یہ ان کی صوابدید ہے ان کو پابند نہیں کیا جا سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! کیا ان کے پاس کوئی آرڈر ہے؟ یہ زبانی باتیں کر رہے ہیں۔ ان سے کہیں کہ یہ آرڈر دکھادیں کون سے آرڈر کے تحت بات کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

قراردادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر:اب مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں۔پہلے ہم مورخہ 28۔اگست 2012کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں۔پہلی قرارداد محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذااس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی زیر التواء رکھی گئی قرارداد لیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!یہ غلط بات کررہے ہیں۔حج نےان پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔

جناب سپیکر:میں تو سمجھتا تھاکہ حج کرکے آئے ہیں کوئی اچھے کام کرکے آئے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ:یہ مزید پالش ہوکرآئے ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں سعودی عرب سے آیا ہوں اور مسجد نبوی ﷺ کے سامنے سے ہوکرآیاہوں۔

جناب سپیکر:جی،اب دوسری زیر التواء قرارداد لیتے ہیں جو محترمہ ثمینہ خاور حیات کی ہے۔وہ بھی موجود نہیں ہیں اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!اس کو dispose of نہ کریں۔ میں محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے قرارداد پڑھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:آپ کیسے پڑھ سکتی ہیں،آپ کے پاس کیا authorization ہے؟

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!مفاد عامہ سے متعلق قرارداد ہے آپ مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔میرے پاس ان کا لیٹر ہے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے give it to me۔اب آپ اس کو پڑھ دیں۔

محترمہ آمنہ الفت:شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!جدہ میں بھی ان کی پراپرٹی ہے،فرانس میں بھی ان کی پراپرٹی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ان کے سوئس بنک میں اکاؤنٹ ہیں۔ انہوں نے یہ پیسے حاجیوں سے لوٹ کر کھائے ہیں، یہ ریلوے کو لوٹ کر کھا گئے ہیں، یہ عوام کو لوٹ کر کھا رہے ہیں ان سے کہیں کہ قوم کے پیسے واپس کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): میری اطلاع کے مطابق جو بندہ حج کرنے جاتا ہے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر آتا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں آپ دونوں کی باتیں نہیں سن رہا ہوں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): پاکستان کو توڑنے والے یہی لوگ ہیں۔ انہوں نے پاکستان کی عوام کا جینا دوبھر کیا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): لگتا ہے یہ شیطان کو کنکریاں مار کر نہیں، شیطان سے کنکریاں کھا کر آئے ہیں۔ (شور وغل)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایوان کو in order کروائیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب!

MR SPEAKER: Order please, order please, order in the House.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ حکومتی نمائندے زیادہ شور مچا رہے ہیں۔ ان سے کہیں کہ بیٹھ جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ اور سیاحت (رانا محمد ارشد): یہ حاجیوں کو لوٹنے والے لوگ ہیں۔ یہ علی بابا چالیس چوروں کا ٹولہ ہیں۔

جناب سپیکر: حج کر کے آئے ہیں جھوٹی بات نہ کریں۔ سُنی سنائی باتوں پر عمل نہ کریں، evidence لاؤ۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ان کا مائیک بند کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر ان کو خاموش کرا دیں گے تو میں بات کرنے کے لائق ہو جاؤں گی۔ آپ ان کو یقین دلا دیں کہ وزیر اعلیٰ آکر ان کو جواب دے دیں گے۔ (شور وغل)

محترمہ ساجدہ میر: بسراء صاحب! ایک بات طے ہو گئی ہے آپ بیٹھ جائیں۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ Order please, order in the House.

صوبہ بھر میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی پیروں، عاملوں اور ڈاکٹروں کے اشتہارات پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر جعلی پیروں، عاملوں اور جعلی ڈاکٹروں کے اشتہارات پر پابندی عائد کر دی جائے۔"

(شور وغل)

جناب سپیکر: وہ قرارداد پڑھ رہی ہیں، ان کو قرارداد پڑھنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان کو تو چپ کرا لیں۔

جناب سپیکر: یہ اتنی اچھی بات کر رہی ہے آپ ان کو سُن ہی نہیں رہے۔ قرارداد پیش کرنے دیں اس کے بعد بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: میری قرارداد ہونے دیں اس کے بعد لڑ لیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ وزیر اعلیٰ کو پابند کریں کہ ایوان میں آکر اس بات کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: میں ان کو پابند کر سکتا ہوں نہ آپ کو پابند کر سکتا ہوں۔ یہ ایوان ہے آپ اس میں آ سکتے ہیں، وہ بھی اس میں اسی طرح آ سکتے ہیں جس طرح آپ آتے ہیں۔ میں ان کو پابند نہیں کر سکتا۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! حکومت نے اجلاس بلایا ہے لیکن بہت تھوڑے ممبر آئے ہیں، آپ اپنے بندے پورے نہیں کر سکتے۔ میں کورم point out کرتی ہوں۔ (شور وغل)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کی بات سُنیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اپوزیشن کا تو حق ہے کہ وہ شور مچائے لیکن مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ یہ میرے بھائی حکومتی بنچوں پر کھڑے ہو کر کیوں شور مچا رہے ہیں؟ انہوں نے کورم point out کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

افسوس،ہی کر سکتے ہیں۔کورم پورا نہیں ہے لہذااب اجلاس مورخہ 7۔نومبر2012بروز بدھ صبح10بجے تک کے لئے ملتوی کیاجاتاہے۔

139

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 7۔نومبر 2012

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) عام بحث

ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث

(بی) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون پنجاب لائیو سٹاک بریڈنگ 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب لائیو سٹاک بریڈنگ 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم)کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب2012ایوان میں پیش کریں گے۔

140

6۔ مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب2012

ایک وزیر مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ مسودہ قانون کینال ہیریٹیج پارک لاہور2012

ایک وزیر مسودہ قانون کینال ہیریٹیج پارک لاہور،2012ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا اس پر غور و خوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2012 پر فوری غور و خوض کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت اس کے قواعد 94 اور 95 کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2012ایوان میں پیش کریں گے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2012 کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2012 منظور کیا جائے۔

(ڈی) مسودات قانون پر غور و خوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب2012(مسودہ قانون نمبر27 بابت2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب 2012 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012 (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012 منظور کیا جائے۔

141

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور، 2012 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012 منظور کیا جائے۔

143

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیالیسواں اجلاس

بدھ، 7۔نومبر 2012

(یوم الاربعاء، 21۔ذوالحج 1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ
قُعُوۡدًا وَّعَلٰى جُنُوۡبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ
رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾
رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ
مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِيًا يُّنَادِیۡ لِلۡاِيۡمَانِ
اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّكُمۡ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَكَفِّرۡ
عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾

سورۃ آل عِمرَان آیات 190تا193

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں(190) جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے (اور کہتے ہیں) کہ اے پروردگار! تو نے اس (مخلوق) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تو پاک ہے تو (قیامت کے دن) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیو(191) اے پروردگار جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں(192) اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا کہ ایمان کے لئے پکار رہا تھا (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا(193)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

جتنا دیا سرکار ﷺ نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں
یہ تو کرم ہے اُن ﷺ کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں
ذکرِ نبی ﷺ میں دن جو گزرے وہ دن سب سے بہتر ہے
یادِ نبی ﷺ میں رات جو گزرے اس سے بہتر رات نہیں
جو ہیں میری جان و ایماں کیا میں اُن ﷺ کی نذر کروں
پاس میرے اشکوں کے علاوہ اور کوئی سوغات نہیں
غور تو کر سرکار ﷺ کی تجھ پہ کتنی خاص عنایت ہے
کوثر تُو ہے اُن ﷺ کا ثناء خواں یہ معمولی بات نہیں

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے ایک گزارش کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جب سپیکر بول رہا ہو تو اُس وقت آپ کو تھوڑا سا اجتناب کرنا چاہئے اور interruption نہیں ہونی چاہئے۔ جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج کے اجلاس میں پہلے دو گھنٹے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث ہو گی لہذا اس سے پہلے کہ عام بحث شروع کی جائے قواعد کے تقاضے پورے کرنے کے لئے پارلیمانی سیکرٹری قانون سے میں کہوں گا کہ وہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی بات کہنا چاہوں گا۔ چونکہ پرسوں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اپوزیشن کے مطالبہ پر یہ طے ہوا تھا کہ راجہ ریاض صاحب بطور اپوزیشن لیڈر خود بحث شروع کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی تو ہم اس طرف آئیں گے لیکن پہلے آپ نے جو تحریک پیش کی ہے وہ تو منظور ہو لینے دیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42, 71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس بحث سے پہلے ایک نہایت ہی اہمیت کا حامل میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اگر آپ یہ سن لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور خاص طور پر پنجاب کے کاشتکاروں کی بھلائی کے لئے یہ ایوان سوچ بچار کر کے کوئی نہ کوئی لائحہ عمل تیار کرے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شوگر ملوں کی جانب سے کرشنگ میں تاخیر سے گندم کی کاشت کے رقبہ میں کمی کا خدشہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ شوگر کین کا سیزن شروع ہو گیا ہے اور آج سے کچھ عرصہ پہلے دسویں مہینے میں کرشنگ شروع ہو جاتی تھی اور ملیں چلتی تھیں۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت متوجہ ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس کے بعد گیارہویں مہینے کے درمیان یہ کرشنگ سیزن شروع ہوتا تھا اور ملیں چلتی تھیں۔ ہماری یہاں گندم کی کاشت شروع ہے اور ہمارے کاشتکار اتنی سکت نہیں رکھتے کہ وہ گندم کی کاشت کو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر کاشت کریں۔ کاشتکاروں کا پہلے طریق کار یہی تھا کہ کاشت سے پہلے گنے کی سپلائی شروع ہو جاتی تھی اور تھوڑی بہت رقم کی ادائیگی ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے گندم کی کاشت اُن کے لئے آسان ہو جاتی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کرشنگ early stage پر ہوتی تھی تو خالی ہونے والے رقبے پر کافی گندم کاشت ہو جاتی تھی۔ اِس وقت اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے

کہ ابھی دسمبر کے مہینے میں ملیں چلیں گی اور آخر جنوری فروری میں گنے کا وزن بھی کم ہونا شروع ہو جاتا ہے جس سے مل مالکان کو فرق نہیں پڑتا مگر کاشت کار کو خاصا فرق پڑتا ہے۔ یہ سارا ایوان اس پر غور کرے کہ سیزن جو کم کیا جا رہا ہے اُس کا background یہ ہے کہ وہ اپنی مرضی کریں گے اور اپنی مرضی کے مطابق ریٹ طے کریں گے جس سے کاشتکار کا بہت بڑا نقصان ہو گا۔ آپ بھی اسی کاشتکاری background سے تعلق رکھتے ہیں جس سے میں تعلق رکھتا ہوں اور اکثریت بھی اسی background سے تعلق رکھتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس سے عام آدمی اور کاشتکار سخت پریشان ہے جس کا حل یہی ایوان کر سکتا ہے جو اُن لوگوں کی نمائندگی کر رہا ہے۔ میں آج ایوان کے تمام ممبران جو کاشتکاری پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں، کو غور و فکر کرنے کے لئے گزارش کرتا ہوں۔ اگر کاشتکار کو کسی فصل میں کچھ پیسے بچتے تھے تو وہ گنے کی فصل تھی لیکن اب وہ فصل بھی مل مالکان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے خسارے میں جا رہی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس پر ضرور غور و فکر کیا جائے اور عام کاشتکار اور زمیندار کا ازالہ کیا جائے۔ اس وجہ سے یہ مسئلہ بھی پیدا ہو گا کہ گندم کی کاشت نہیں ہو سکے گی اور ملک میں گندم کی shortage ہو گی کیونکہ 20 فیصد گنے کا رقبہ خالی ہوتا ہے جہاں پر گندم کاشت ہو جاتی ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس پر آپ ضرور مہربانی فرمائیں۔ اس بات کے بعد ہونے والی بحث میں سمجھتا ہوں کہ شاید سیاسی زعماء کے لئے بہت اہم ہو گی لیکن عام آدمی اور اکثریتی کاشتکاروں کی اہمیت اسی بات پر ہے جو بات میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب! آپ بھی اس پر ذرا روشنی ڈالیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! زراعت کے لئے کل کا دن رکھ لیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! میں آپ کو ٹائم دوں گا، آپ ذرا اطمینان رکھیں۔ میں نے اس پر دو گھنٹے رکھے ہوئے ہیں۔ جی، ایگریکلچر منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! سعید اکبر خان صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ عام طور پر 15۔نومبر سے کرشنگ کا سیزن شروع ہوتا ہے اور انہوں نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ جب گندم کی کاشت ہوتی ہے تو تقریباً 20 فیصد ایکڑ رقبہ گنے سے فارغ ہوتا ہے جس پر گندم کاشت ہوتی ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز۔ مجھے منسٹر صاحب کی بات سمجھ آنے دیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!چونکہ یہ محکمہ خوراک سے متعلقہ ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ آج سیکرٹری خوراک اور کین کمشنر سے کہتا ہوں کہ فوری طور پر اس کا اہتمام کیا جائے۔ پچھلے سال بھی 15 نومبر کو سیزن شروع کیا گیا تھا اور اس دفعہ اگر یکم نومبر تک سیزن شروع ہو جاتا تو کاشتکاروں کی بڑی help ہو جاتی۔ میں اسے on board لوں گا اور اُن سے بات کر کے کل آپ کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: جی،کب بتائیں گے ؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): کل بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ ماشاء اللہ ایک bridge کا کام کرتے ہیں کیونکہ آپ کاشتکار بھی ہیں اور حکومت میں بھی ہیں۔ آپ کو ان چیزوں کا یقینی طور پر احساس ہو گا جو نوانی صاحب نے پیش کی ہیں لہذا اس کا حل بھی ہونا چاہئے اور اس کے بعد شاید وہ ریٹ کی بات بھی کریں۔ کل آپ تشریف لائیں ہم اس کے لئے آپ کو ٹائم دیں گے بلکہ اس کے لئے ہم ایک دن بحث بھی رکھیں گے۔ پہلے کل آپ جواب دے دیں اس کے بعد ہم ٹائم رکھیں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں بھی اور پورا ایوان بھی آپ کا احسان مند ہے۔

جناب سپیکر: ایوان میرا کیوں احسان مند ہے بلکہ یہ ذمہ داری تو آپ لوگوں نے مجھے دی ہے جس کا مجھے احساس ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جن جذبات کا منسٹر صاحب سے آپ نے اظہار کیا اس پر ہم تمام آپ کے مشکور ہیں۔ ایک دن کا نہیں بے شک دو دن کا ٹائم رکھ لیں لیکن اس کا حل یہی ہے کہ 15 نومبر سے کرشنگ کا سیزن شروع کروادیں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری humble submission ہے کہ پرسوں کے Minutes سیکرٹری صاحب کے پاس ہیں جنہیں آپ دیکھ لیں کہ ان کے مطابق یہ طے ہوا تھا اور میں اس پر دوبارہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ راجہ

صاحب نے بطور اپوزیشن لیڈر خود بلکہ ضد کر کے کہا تھا کہ یہ judegment میرے پاس بھی ہے اور ان کے پاس بھی تھی جو کہ انگلش میں ہے تو راجہ صاحب نے کہا تھا کہ میں خود اس پر بحث کا آغاز کروں گا۔ میرے علاوہ اور کوئی نہیں اور یہ طے ہوا تھا، چودھری ظہیر الدین صاحب بھی تھے۔۔۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ نے قواعد معطل کروا دیئے ہیں اس لئے مہربانی کر کے ایسا نہ کریں کیونکہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں صرف آپ کو یاد کروانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ اگر نہیں ہیں تو یہ ایوان ان کا انتظار کرتا رہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ میں صرف آپ کے نوٹس میں دینا چاہ رہا ہوں کہ طے یہ ہوا تھا۔

جناب سپیکر: انہیں آنا چاہئے تھا لیکن وہ نہیں آئے تو میں انہیں زبردستی تو نہیں لا سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے تو صرف یہ بتایا ہے کہ یہ طے ہوا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، آغاز کرتے ہیں اور آپ سب کو relevant رہنا چاہئے میں اس کی پرزور اپیل کروں گا۔ جی، بسراء صاحب!

بحث

ائیر مارشل (ریٹائرڈ) محمد اصغر خان کیس پر عام بحث

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے ایک ایسی بات کے لئے یہ وقت رکھا ہے کہ جسے میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں جو ایک کاروباری ٹولہ آیا، جو سیاست میں گند پڑا، جو خرید و فروخت کا کاروبار ہوا، جو ضمیروں کی خرید و فروخت کا کاروبار ہوا۔ 1985 سے پہلے سیاست کے اندر یہ گند نہیں تھا، پیسوں سے خرید و فروخت نہیں تھی اور میں اصغر خان کو بھی یہاں پر credit دینا چاہتا ہوں کہ اللہ پاک انہیں صحت اور لمبی عمر دے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کے چہروں سے پردہ اٹھایا ہے، ایسے مکروہ چہرے سامنے آئے ہیں کہ جنہوں نے

پاکستان کی سیاست کو، پاکستان کی عوام کو اور پاکستان کے نام کو بدنام کیا۔آج وہی لوگ ایک دفعہ پھر ہمیں لیکچر دیتے ہیں کہ سیاست کے اندر غلاظت نہیں ہونی چاہئے، سیاست کے اندر کاروبار نہیں ہونا چاہئے، سیاست کے اندر یہ کاروباری ٹولے نہیں ہونے چاہئیں تو میں یہاں پر سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں لیکن بہت بہتر ہوتا کہ جس طرح سپریم کورٹ نے سابق وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کے مقدمے میں اس کو take up کیا اور اس کے بعد ان کی نااہلی کے لئے الیکشن کمیشن کو بھیج دیا اور اسی طرح رحمٰن ملک صاحب کے کیس جس طرح ان کو take up کیا اور انہیں dual nationality کے اندر آئین کی شق 62 اور 63 کے تحت الیکشن کمیشن کو نااہلی کے لئے case بھیج دیا تو بہت بہتر ہوتا کہ یہ مکروہ چہرے، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیاست میں گند ڈالا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو سیاست کے نام پر دھبہ ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستانی قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو صرف یہی نہیں بلکہ انہیں الفلاح چوک میں پھانسی پر لٹکانا چاہئے جن لوگوں نے اس قوم کے پیسے سے فوج تک کو نہیں چھوڑا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے بتائیے کہ جن لوگوں نے فوج سے پیسے کھائے ہیں وہ کس طرح عوام کو بخشتے ہوں گے، وہ کس طرح ہماری قوم کے معصوم لوگوں کو چھوڑتے ہوں گے؟ ان کے جو double چہرے سامنے آئے ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے پوائنٹ آف آرڈر کی آوازیں)

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو کچھ نہیں کہا اور ایسے ہی بات نہ کریں۔ جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے ان سب کا نام لیا ہے خواہ اس میں کوئی پاکستان پیپلز پارٹی کا ہے، خواہ اس میں کوئی مسلم لیگ (ن) کا ہے، خواہ کوئی جماعت اسلامی کا ہے، وہ سب کے سب جتنے بھی لوگ ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کی سیاست پر سیاہ دھبہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ایمان ہے، دین ہے اور نہ مذہب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انہیں تو مسلمان بھی نہیں کہلوانا چاہئے۔ ان لوگوں نے جس طرح پیسے لئے ہیں تو میں صرف اس فیصلے کا operative part پڑھنا چاہتا ہوں جس کا پیرا نمبر 14 ہے جس کا میں صرف ایک short حصہ پڑھوں گا اور اس کے بعد میں آگے آؤں گا کہ:

> Similarly legal proceedings shall be initiated against the politicians who collectively have received donation to spend on the election campaigns in the general election

of 1990. Therefore, transparent investigation on the criminal sides shall be initiated by the F.I.A against all of them and if sufficient evidences collected they shall be sent to face up the trial according to law.

جناب سپیکر! یہ وہ پیرا گراف ہے جس میں ایک پوری amount کا ذکر ہے۔ میں وہ بیان حلفی آپ کو دینا چاہتا ہوں اور آپ کو دے دوں گا جسے آپ table پر بھی رکھ دیں گے [******** **]

جناب سپیکر: یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں، کیا آپ کے پاس ریکارڈ ہے؟

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے پاس affidavit ہے۔ [**]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار چودھری عبدالرزاق ڈھلوں، رانا محمد ارشد، خلیل طاہر سندھو، چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ) اور علی حیدر نور خان نیازی کی طرف سے "کہاں لکھا ہے، ہم بات نہیں کرنے دیں گے" کی آوازیں)

MR SPEAKER: No such evidence. This is wrong. Please cut off this. Order please.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب ان چوروں کو اپنی زبان چپ رکھنی چاہئے اور میرے خیال میں یہ چور مچائے شور ہے اور اگر یہ سچے ہیں تو [*****] یہاں پر آئیں اور قوم کو بتائیں کہ انہوں نے اس قوم کے پیسے کس طرح کھائے ہیں؟۔۔۔

جناب سپیکر: جو پیرا گراف آپ نے پڑھا ہے اس پیرا گراف میں کسی کا نام نہیں ہے اس لئے آپ نام لینے سے اجتناب کریں۔ آپ کی مہربانی ہوگی۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بات تو کرنے دیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 152 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں لیکن

Without naming anybody. It does not look nice. Please don't do mud-slinging. It is not good for you Mr.! Don't do like this. Without naming you can proceed. (Interruptions)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں نام ہیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں، اس میں نام نہیں ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے پاس فیصلے کی کاپی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فیصلے میں ان کے نام نہیں ہیں۔ آپ نے کیا خاک فیصلہ پڑھا ہے، کیا آپ نے پڑھا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "علی بابا چالیس چوروں کا یہ ٹولہ ہے، یہ جھوٹے لوگ ہیں، یہ ملک کے دو ٹکڑے کرنے والے ہیں، یہ مداری تماشا لگانے اور سینما میں ٹکٹیں فروخت کرنے والے ہیں" کی آوازیں)

بسراء صاحب اس فیصلے میں کسی کا نام نہیں ہے اس لئے جو نام لئے گئے ہیں ان کو expunge کریں۔ پیرا گراف 14 میں کسی کا نام نہیں ہے لہذا انہوں نے جو الفاظ کسی کے متعلق کہے ہیں وہ حذف کر دیئے جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "چور مچائے شور، [*************]" کی نعرہ بازی)

مہربانی کرکے انہیں بات کرنے دیں اور آپ کو جواب دینے کا پورا حق ہے۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، Order in the House میری بات سنیں، آپ انہیں بات کرنے دیں اور پھر اس کے بعد آپ ان کی بات کا جواب دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! [**********]

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ان کااس فیصلے میں کہیں ذکر نہیں ہے۔(شور وغل)

Order please, order please, order in the House, order in the House please

میری بات سنیں۔آپ ایسے نہ کریں بلکہ ان کی بات سنیں اور اس کا جواب دیں۔آپ تشریف رکھیں۔ میں اور بھی بات کرلوں(شور وغل)

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!انہیں بٹھائیں۔(شور وغل)

جناب سپیکر:آپ کیا کرتے ہیں؟

Order please, order please. Order in the House.

دیکھیں، بسراء صاحب!آپ نے بحث کرنی ہے۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ House in order کریں۔تاریخ میں جس جس نے ڈاکے ڈالے ہیں، جس جس نے سیاست کو بدنام کیا ہے ان کے نام سامنے آنے چاہئیں۔(شور وغل)

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجواناں، کھیلیں،آثار قدیمہ اور سیاحت(رانا محمد ارشد):یہ 1988 کے غدار ہیں،یہ سازشی ٹولہ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ بسراء صاحب کی بات سنیں اور پھر اس کا جواب relevant طریقے سے دیں۔میں یہ بھی بتا دوں کہ آج کی سرکاری کارروائی میں Introduction of Bills اور consideration and passage of Bills بھی ہیں۔اس پر بھی ہم نے کام کرنا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!آپ House in order کیجئے۔

(شور وغل)

جناب سپیکر:دیکھیں،یہ بات اچھی نہیں ہے۔

Order please, order please. Order in the House. Let him speak.

جو irrelevant بات ہوگی اس کو میں کارروائی کا حصہ نہیں بننے دوں گا۔جی، بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں بڑے ادب کے ساتھ یہ گزارش کررہا تھا یہ میرے بھائی ہیں اگر میری کسی بات سے ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں معافی چاہتا ہوں۔ میں نے تو الفاظ یہ بولے ہیں کہ اس فیصلے کے ذریعے ہم سب کا بھلا ہوگا اور آنے والی نسلوں کا بھلا ہوگا۔ ہمیں اس فیصلے کی تحقیقات۔۔۔(شور وغل)

میری عرض سن لیں اس کے بعد یہ جواب دے دیں۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے صرف ایک منٹ بات کرنی ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، اُن کی ایک منٹ بات سن لیں۔ جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم بھائی جناب شوکت بسراء صاحب بار بار جنرل حمید گل کا ذکر کر رہے ہیں اور یہ بار بار تحقیقات کا ذکر کر رہے ہیں۔ میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ساڑھے چار سال سے حکومت میں ہیں، محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اِسی جنرل حمید گل اور چودھری پرویزالٰہی کے بارے میں ایک letter لکھا تھا کہ یہ میرے قتل کی سازش میں شامل ہیں۔ انہوں نے ساڑھے چار سال میں اس جنرل حمید گل اور چودھری پرویزالٰہی کے خلاف کیا کارروائی کی؟ میں ان سے اس تحقیقات کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، یہ کس تحقیقات کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ جو یہاں نہیں ہیں ان کے بارے میں ہم بات نہیں کر سکتے۔ یہ آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔ (شور و غل)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا مائیک کھلوائیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! میں آپ کا مائیک کھلواتا ہوں۔ (شور و غل)

Order please, order please. Order in the House.

آپ ایک دوسرے سے بات نہ کریں۔ میں اجلاس آدھ گھنٹے کے لئے adjourn کرتا ہوں۔ بسراء صاحب! میں آپ کو اور اِن صاحبان کو کہتا ہوں کہ میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کی گئی)

(آدھ گھنٹہ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 35 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) تشریف نہیں رکھتے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! وہ آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر:اصغر خان کیس پر عام بحث کے علاوہ ایجنڈے پر Introduction of Bills اور Consideration and Passage of Bills بھی موجود ہیں۔چودھری شوکت محمود بسراء صاحب!(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں گزارش صرف یہ کر رہا تھا کہ ایک تاریخی فیصلہ آیا ہے جس کی روشنی میں کم از کم وہ سیاست دان۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):ہتھ تے چھڈ دیو۔

جناب سپیکر:منڈاصاحب!تشریف رکھیں No interruption

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):اس فیصلے کی روشنی میں کم از کم وہ سیاستدان جو اس میں ملوث ہیں اب ان کے پاس اخلاقی طور پر، سیاسی طور پر اور نہ ہی قانونی طور پر کوئی جواز بچا ہے کہ وہ پاکستان کی سیاست میں حصہ لیں بلکہ اخلاقیات کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس دن یہ فیصلہ آیا تھا، جن جن لوگوں کے نام اس میں شامل ہیں وہ سیاست سے لاتعلقی کا اظہار کرتے۔آج اگر ہمارے چیف منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما ہوتے تو بہت بہتر ہوتا۔وہ ہماری یہاں پر بحث سنتے اور میں نے اسی لئے کل بھی یہ مطالبہ کیا تھا کہ چونکہ اس کیس میں ان کے بڑے بھائی کا نام آیا ہے اور خود ان کا نام بھی اس لسٹ میں شامل ہے اس لئے وہ یہاں تشریف لائیں اور آکر اپنا وضاحتی بیان دیں کیونکہ وہ ایک بہت بڑی پارٹی کے قائد ہیں۔یہاں پر آج جن لوگوں کے نام آئے ہیں، میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر ماحول کو اچھا رکھیں لیکن یہ اب نہیں ہو سکتا کہ آپ مال بھی ہڑپ کریں،آپ لوگوں سے مال بھی کھائیں، پیسے بھی کھائیں، پھر سیاست کا نام لے کر لوگوں کو پاگل بھی بنائیں اور یہ بھی کہیں کہ ہم سیاست عبادت کے لئے کرتے ہیں۔ان تمام مکروہ چہروں کو بے نقاب کیا جائے۔کبھی کہتے ہیں کہ ہمیں ایف آئی اے پر اعتماد نہیں ہے، یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ ہم عدلیہ پر اعتماد کرتے ہیں اور اس کے بعد اگلے دن ہی قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کی طرف سے یہ بیان آیا کہ ہم ایف آئی اے پر اعتماد نہیں کرتے۔

جناب سپیکر:آپ اپنی اسمبلی کی بات کریں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ):جناب والا!میں عرض کر رہا ہوں کہ۔۔۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!میں ان کی صرف اسی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): آپ تشریف رکھیں۔ میں اپنی بات ختم کرنے لگا ہوں اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب والا! میرے قائد محترم فرما چکے ہیں کہ وہ ایف آئی اے سے تعاون کے لئے تیار ہیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ طے پایا تھا کہ کسی کو interrupt نہیں کیا جائے گا لیکن اب یہ درمیان میں بول پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بھی ذرا احتیاط سے کام لیں۔ مہربانی

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس تمنا کے ساتھ wind up کر رہا ہوں کہ وہ سیاستدان، وہ لوگ جنہوں نے ان سیاسی کارکنوں کو بدنام کیا ہے اور جنہوں نے پاکستان کی سیاست کو بدنام کیا ہے اور جنہوں نے پاکستان کے نام کو بدنام کیا ہے۔ سیاست جو کہ عبادت ہے لیکن انہوں نے اس کو کاروبار اور ٹھیکیداری کے نام پر تبدیل کیا، وہ سیاستدان جو اس گھناؤنے کاروبار میں شامل ہیں، وہ مکروہ چہرے جنہوں نے فوج والوں سے پیسے لئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی مطالبہ کیا تھا کہ ان کا اس الیکشن سے پہلے اور میں سپریم کورٹ سے بھی یہ مطالبہ کروں گا کہ فی الفور تفصیلی فیصلہ جاری کیا جائے تاکہ اس کی روشنی میں آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پڑھ کر اجازت لوں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے علاوہ سب کو پتا ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سن لیں 62(f) میں ہے کہ:

> He is sagacious, righteous, non profligate honest

ذرا سن لیجئے یہ بڑا important ہے۔

> He is sagacious, righteous, non profligate, honest and "Amen", there being no declaration to the contrary by a court of law.

جس نے مال کھایا ہے، پیسے کھائے ہیں اور جنہوں نے بریف کیس کے بریف کیس لئے ہیں وہ کس طرح امین ہو سکتے ہیں؟ میں صرف یہ عرض کروں گا کہ:

مجھ سے میرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھو

[*******************************]

شکریہ

جناب سپیکر: انہوں نے جو آخری الفاظ کہے ہیں ان کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔آپ کو اجازت نہیں ہے اگر اس سے آگے بڑھیں گے تو پھر معاملہ خراب ہو گا۔آپ کی مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔ انہوں نے ایف آئی اے سے انکوائری کی بات کی ہے میں ایک منٹ میں بات ختم کروں گا میرے قائد میاں محمد نواز شریف categorically, clear cut کہہ چکے ہیں کہ ہمیں پاکستان کے اداروں پر اعتبار ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت ضرور بولیں۔ابھی تشریف رکھیں۔میں آپ کی بات سنوں گا۔آپ جتنا مرضی بات کر لینا، میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! relevant رہنا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ساری پارٹیوں کو موقع ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کو کس نے اٹھایا ہے؟ آپ ایسے نہ کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔جناب سپیکر! آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔(شوروغل)

MR SPEAKER: Order in the House, order in the House, order in the House.

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمیں بھی موقع ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: .No. You are not allowed آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔آپ تشریف رکھیں۔آپ اس کو مذاق نہ بنائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔جب انسانی انقلاب مکمل ہوا تو حضرت نبیؐ مہربان کا خطبہ حجۃ الوداع وہ آخری خطبہ مبارک ہے جو امت مسلمہ کے لئے ایک سند کا درجہ رکھتا ہے اس کے اندر آپ نبیؐ مہربان نے فرمایا "تم سے پہلی قومیں اس لئے تباہ و برباد ہوئیں کہ جب کوئی بڑا فرد جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور جب کوئی چھوٹے لوگ چھوٹے چھوٹے جرم کرتے تھے تو ان کو ان کے جرائم کی نسبت کئی گنا زیادہ سزائیں دی جاتی تھیں اور یاد رکھنا اللہ کے نزدیک عدل و انصاف کو چھوڑ کر تم کبھی دنیا اور آخرت کے اندر فلاح نہیں پا سکو گے۔"

جناب سپیکر! اس خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں 1990 کے الیکشن میں جس کو عدالت نے موضوع گفتگو بنایا کہ

جس عہد میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): سکھوں کی لسٹیں اس سلطان نے نہیں دی تھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میاں محمد شہباز شریف استعفیٰ دے کر شامل تفتیش ہوں۔ وہ وزیر اعلیٰ نہیں ہیں۔ وہ امین ہیں نہ خائن ہیں۔وہ استعفیٰ دے کر شامل تفتیش ہوں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں۔اس ایوان نے ان کو بنایا ہے، اس ایوان نے ان کو چنا ہے۔

I will take action against them

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ آغاز ادھر سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو ختم کریں۔ Order in the House. Order in the House.

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): وزیر اعلیٰ استعفیٰ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب عبدالوحید چودھری): بسراء صاحب منہ بند کریں۔

MR SPEAKER: You are not allowed to speak. You may quit now. You have to leave now. You have to leave now.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): سکھوں کی لسٹیں کس نے دی تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب عبدالوحید چودھری): [*************]

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے چور مچائے شور کی نعرہ بازی)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): ہم ڈاکو ہیں، نہ ڈاکوؤں کے پیروکار ہیں۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ حدود سے تجاوز نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔

Order please. Order please. Order in the House

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بندہ floor پر گالیاں دے رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیسے اندر آئے ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: ڈرتے ہیں بندوقوں والے ایک نہتی لڑکی سے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): بے نظیر کے قاتلوں کو گرفتار کرو۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): [**********]

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب عبدالوحید چودھری): [**********]

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ غلط قسم کے الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بننے دیا جائے۔ آپ تشریف رکھیں گے؟ آپ تشریف نہیں رکھنا چاہتے؟ آپ کی مہربانی

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان کو آغاز نہیں کرنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: آپ شروع کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!دو منٹ پہلے آپ کے چیمبر کے اندر بیٹھ کر یہ طے ہوا تھا کہ جو ممبر بھی تقریر کرے گا وہ دوسروں کی لیڈرشپ پر کوئی بات نہیں کرے گا۔میں نے اپنی تقریر کے اندر کوئی ایسالفظ نہیں کہا جس کے اندر میں نے مسلم لیگ(ن)کی لیڈرشپ پر کوئی بات کی ہو۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات(چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر!مجھے ان کی بات کا جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ جواب دیں گے اور جواب دینے کا حق آپ کے پاس ہے لیکن میں ابھی آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔جب ان کی باری ختم ہو گی تو پھر اس کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات(چودھری عبدالغفور):جی،ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!چودھری عبدالغفور نے ماحول خراب کیا ہے۔میں بات کر رہا تھا کہ باوجود اس کے بیس پچیس سالہ تاریخ کے اندر پیپلز پارٹی کے ساتھ عدلیہ کا رویہ کوئی مناسب نہیں رہا،1979 کے اندر ہمارے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کو ایک جھوٹے مقدمے میں پھانسی دی گئی جس پر خود عدلیہ اور 99 فیصد سیاسی ورکروں نے یہ کہا کہ اس کیس کے اندر زیادتی کی گئی ہے باوجود اس کے 58(2)b کے تحت جب چار حکومتوں کو dissolve کیا گیا،دو حکومتیں پیپلز پارٹی کی اور دو حکومتیں مسلم لیگ(ن)کی تھیں۔تاریخ گواہ ہے کہ چاروں حکومتوں کو ایک ہی list of allegation پر فارغ کیا گیا لیکن ستم ظریفی دیکھئے کہ مسلم لیگ کی دونوں حکومتوں کو بحال کر دیا گیا اور پیپلز پارٹی کی دونوں حکومتوں کو بحال نہ کیا گیا۔تاریخ کے اس ستم کے باوجود ہم نے عدلیہ کا احترام کیا اور بیس سالوں تک عدلیہ کے خلاف کوئی لفظ نہیں بولا۔تاریخ گواہ ہے کہ عدلیہ کے اندر مسلم لیگ(ن)کے خلاف صرف دو فیصلے آئے ہیں جسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "تھوڑی جہی پیتی اے تے مچ گیا شورا اے"۔

جناب سپیکر!ایک وہ وقت تھا کہ پوری چالیس سالہ تاریخ کے اندر جب پیپلز پارٹی کے خلاف عدلیہ فیصلے دیتی رہی تو ہم سر تسلیم خم کرتے رہے اور جب ایک دفعہ اُس وقت مسلم لیگ(ن)کے وزیراعظم کو سپریم کورٹ نے بُلایا تو کارکنوں کو بھیج کر سپریم کورٹ پر حملے کرائے گئے۔عدلیہ اور تاریخ کے اندر وہ فیصلے موجود ہیں کہ اس حملہ کرنے کی پاداش میں مسلم لیگ(ن)کے ورکروں کو conviction ہوئی اور سزائیں دی گئیں۔

جناب سپیکر!یہ دوسرا فیصلہ ہے کہ جس کے اندر عدلیہ نے یہ بات کہی ہے کہ 1990 کے الیکشن میں پیسے تقسیم کئے گئے تھے،عوام کے mandate کو چوری کیا گیا تھا اور Intelligence

Agencies نے اپنا role play کیا تھا۔اس فیصلے کے اندر تین جگہوں پر ایک بات لکھی ہوئی ہے۔ میں اپنے قابل احترام سیاسی ورکروں کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر کیا لکھا ہوا ہے؟ سپریم کورٹ نے تین جگہوں پر ایک بات کی ہے۔"It has also been established." یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ آگے معزز court یہ لکھتی ہے کہ اُس وقت کے صدر پاکستان غلام اسحاق خان، چیف آف آرمی سٹاف اور ڈی جی، آئی ایس آئی کے حوالے سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے یہ تمام malpractices کی ہیں۔ میں راناثناء اللہ کی اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اس مختصر فیصلے کے اندر میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا نام نہیں لکھا ہوا۔ میں معزز وزیر قانون کی اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ جو لوگ 1990 کے الیکشن میں اس جرم کے beneficiaries تھے ان میں سے کافی لوگ مسلم لیگ(ق)اور شاید چند ایک پیپلز پارٹی میں بھی آ چکے ہیں لیکن ہمارا مطالبہ تو سُن لیجئے کہ ہم کہنا کیا چاہتے ہیں، ہم یہ کہتے ہیں کہ جُرم سے نفرت کی جائے مجرم سے نہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اُس وقت آرمی کے اندر موجود جن لوگوں نے یہ جرم کیا تھا ان کے خلاف ایکشن ہو۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اُس وقت ایم آئی، آئی ایس آئی اور آئی بی کے اندر موجود جن لوگوں نے یہ جرم کیا تھا ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ہم مجرم سے نہیں بلکہ جرم سے نفرت کرتے ہیں۔ ہم 1990 کے اس عمل کی بنیاد پر کسی کو بھی آئی بی، آئی ایس آئی، ایم آئی اور افواج پاکستان کو بُرا نہیں کہنے دیں گے۔ مویشی چوری کرنے والے کو شاید دو فیصد حصہ ملتا ہو لیکن اس مویشی کا beneficiary اصل میں گاؤں کا وہ لمبردار ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ تین بھینسیں کھول کر لے آؤ۔ اب جو کھول کر لاتا ہے آپ اس کو مجرم کہتے ہیں اور جس کے ڈیرے سے تینوں بھینسیں برآمد ہوئی ہیں، ان کا جو دودھ پی رہا ہے اور اس کا جو اصل beneficiary ہے رانا ثناء اللہ اس کو بے گناہ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا لیکن آج تاریخ پوچھنا چاہتی ہے کہ 1990 کا جرم جن جن افراد نے کیا تھا ان کے نام سامنے لائے جائیں۔ میں اسلم بیگ کا نام لینا چاہتا ہوں آرمی کا نہیں، میں اسد درانی کا نام لینا چاہتا ہوں آئی ایس آئی کا اور نہ ہی میں آئی بی کا نام لینا چاہتا ہوں۔ یہ ایف آئی آر افراد کے خلاف ہے۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ افراد کے خلاف ہے لیکن بتائیے کہ اس جرم کے نتیجے میں کون لوگ beneficiaries تھے اور کن لوگوں نے حکومت کے اقتدار کے مزے لوٹے تھے؟ آج میں تاریخ کی ایک اور وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ اس فیصلے کے اندر complainant شیخ خضر حیات ہے۔ یہ کون ہیں؟ یہ وہ ہیں جو کہ تین مرتبہ جماعت اسلامی کے ٹکٹ پر امیدوار رہے ہیں۔ وہ اس مقدمہ

کے complainant ہیں۔1990 کے اس جرم کی صورت میں جو لوگ اقتدار میں آئے تھے اس میں کون کون سی جماعت شامل تھی؟اس میں مسلم لیگ (ن)، جماعت اسلامی اور آئی جے آئی شامل تھی تو 1990 کے اس جرم کے جو لوگ beneficiaries ہیں وہ اس writ کے complainant کے طور پر بھی پیش ہوئے ہیں اور یہی وہ بات ہے جو محترمہ پروین شاکر نے کہی تھی کہ:

ظلم جب بول اُٹھے اپنے گواہوں کے خلاف
قاضی شہر کچھ اسباب میں ارشاد کرے

جناب سپیکر! سپریم کورٹ نے یہ کہا کہ اس جرم کے مجرموں کو investigation کے لئے ایف آئی اے کے حوالے کیا جائے۔اگر وزیر قانون کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے اس پیراگراف کا پتا نہیں تو میں ان کو بتا سکتا ہوں۔جب یہ فیصلہ آیا تو قابل احترام میاں محمد نواز شریف نے یہ کہا کہ ایف آئی اے کو تحقیقات کرنی چاہئیں۔میں ان کی اس بات کو welcome کرتا ہوں۔اگر میاں صاحب کہتے ہیں کہ ایف آئی اے کو inquiries کرنی چاہئیں تو پھر صوبائی حکومت اس لئے چھوڑ دینی چاہئے تاکہ یہ تحقیقات پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ صوبے میں ان کے پاس عوام کا mandate نہیں ہے بلکہ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اگر سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ ایف آئی اے تحقیقات کرے اور میاں محمد نواز شریف نے اس کو تسلیم کیا ہے تو پھر جب تک یہ تحقیقات مکمل نہیں ہوتیں اس وقت تک میاں محمد شہباز شریف صوبائی حکومت چھوڑ دیں تاکہ وہ اس investigation پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔میرا ایک اور مطالبہ بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر تحقیقات ایف آئی اے نے کرنی ہیں تو پھر اس سے میاں محمد شہباز شریف یا حکومت پنجاب کا کیا تعلق ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میاں محمد نواز شریف صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے۔میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی ہے۔رانا ثناءاللہ صاحب نے یہ کہا کہ وہ لوگ جو 1990 کے الیکشن کے beneficiary تھے فلاں فلاں پارٹی کے اندر ہیں۔محترمہ عابدہ حسین نے تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ میں تمام رقم سود کے ساتھ واپس کرنا چاہتی ہوں تو پھر قابل احترام میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو یہ کہتے ہوئے کیوں عار محسوس ہوتی ہے اور جو major beneficiary ہے وہ کیوں hesitation کا شکار ہے؟ میاں محمد نواز شریف نے 1990 کے لیکشن کے نتیجے میں directly پاکستان کی قیادت کو enjoy کیا ہے اور ان کے بھائی وائیں صاحب کو وزیر اعلیٰ بنا کر indirectly پورے

صوبے کے سیاہ وسفید کے مالک بنے رہے ہیں تو پھر ان کے اندر یہ اخلاقی جرأت کیوں نہیں ہے ؟ وہ یہاں آ کر اعلان کریں کہ ہم 1990 کے fake الیکشن کے beneficiaries ہیں، ہماری انوسٹی گیشن ہو رہی ہے لہذا ہم اخلاقی طور پر resign کر دینا چاہتے ہیں۔ مجھے یونس حبیب کی وہ statement یاد آتی ہے جس کے اندر انہوں نے کہا کہ میں نے personally ان دونوں بھائیوں کو payment کی ہے۔ سپریم کورٹ کا یہ مختصر فیصلہ ہے ابھی اس پر نوے یا ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل تفصیلی فیصلہ آئے گا۔ آپ یقین کیجئے کہ دنیا کے اندر چاہے Greek Law ہو، اسلامی قانون ہو یا پاکستان کا قانون ہر ایک کے تحت چور کے ساتھ ساتھ اس کا beneficiary بھی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ جب 2008 میں پنجاب کے اندر مسلم لیگ (ن) کی حکومت بنی تو عوام کی بہت سی خواہشات ان کے ساتھ وابستہ تھیں لیکن آج ساڑھے چار سال بعد اس مسلم لیگ (ن) کے industrial ٹولے نے اس قوم کو کیا دیا ہے ؟ میں بتانا چاہتا ہوں اور ایک شاعر نے اس حوالے سے کہا ہے کہ :

سُنا تھا جشن ہوگا اور گھر گھر روشنی ہوگی
نہیں معلوم یہ تقریب کب تک ملتوی ہوگی
تقاضا وقت کا اقبال کیا ہے میں سمجھتا ہوں
میں اپنے ہونٹ سی تو لوں مگر یہ خودکشی ہوگی

ان کے قائد میاں محمد شہباز شریف کے لئے ایک شعر عرض ہے کہ :

یہ بے مقصد سفر اب ختم ہو جاتا تو اچھا تھا
نہ تم سے رہبری ہوگی، نہ ہم سے پیروی ہوگی
بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر! بہت شکریہ

ہم کچھ یوں اپنے ہونے کا اعتراف کرتے رہے
گرد چہرے پہ تھی اور آئینہ صاف کرتے رہے

جناب سپیکر! یہاں پر ایف آئی اے کی انوسٹی گیشن کی بات ہوئی ہے تو اُس کے لئے میرے قائد کہہ چکے ہیں کہ ہاں! ہمیں اپنے ملک کے ان اداروں پر trust ہے، ہم ایف آئی اے کے پاس جانے کے لئے تیار ہیں، اگر کسی کے پاس کوئی evidence ہے تو لے کر آئے۔ ہمیں آج بھی اپنے ان اداروں پر اعتماد ہے لیکن انہیں ایف آئی اے پر اعتماد نہیں ہے۔ اگر انہیں اپنے اداروں پر اعتماد ہوتا تو پھر محترمہ شہید کے قتل کی انوسٹی گیشن ایف آئی اے کی بجائے بیرون ملک کی کسی ایجنسی سے نہ کرائی جاتی۔

جناب سپیکر! میرے بھائی شوکت محمود بسراء نے کہا کہ پتا نہیں مسلم لیگ کس میں گھری ہوئی ہے میں اُن سے بڑے باادب طریقے سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ نہیں گھری ہوئی، مسلم لیگ میاں محمد نواز شریف کی چھتری کے نیچے اللہ کے فضل سے متحد ہے۔ اگر آج میں آپ سے پوچھوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کن میں گھری ہوئی ہے، یہ منظور وٹو کون تھا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکرز کے منہ پر اس سے بڑا کوئی طمانچہ نہیں ہے کہ جو اُس کو پنجاب کا صدر بنا یا گیا؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری جماعت متحد ہے۔ انہوں نے میری جماعت کی بات کی ہے تو میں نے اُس کا جواب دیا ہے۔[***********]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شدید نعرہ بازی)

جناب سپیکر: میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):جناب سپیکر! اب وقت آگیا ہے کہ:

انسان کو تو سبھی انسان کہتے ہیں
پر آدم خور کو تو آدم خور کہیں

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! میری قیادت نے کسی پر کوئی انگلی نہیں اُٹھائی۔ یہ خود اپنے گریبان میں جھانکیں کہ ہندوستان سے دوستی کے مزے کس نے لوٹے تھے، خالصتان کے سکھوں کی لسٹیں کس نے کس کو پہنچائی تھیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف پلے کارڈ اُٹھا کر نعرہ بازی کرتے رہے)

MR. SPEAKER: Order please. No comments. No comments.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ 1990 میں beneficiary کون تھا، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ محترمہ شہید کے قتل اور اُن کی موت کا beneficiary کون ہے؟ اب اس کا بھی حساب ہونا چاہئے۔ پوری قوم یہ جانتی ہے کہ محترمہ کا قاتل کون ہے؟ اس ملک اور قوم کے ساتھ جس نے زیادتیاں و ظلم کئے اور اس ملک میں جس جس نے گہرے زخم لگائے اب اُن کے حساب کا وقت آ گیا ہے۔ اب سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد کوئی صدر، President House میں بیٹھ کر سیاست نہیں کر سکتا، اب President House میں سیاسی اکھاڑا نہیں لگ سکتا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف
ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! کون نہیں جانتا کہ بے نظیر کا قاتل کون ہے؟

سارا ہی شہر اس کے جنازے میں تھا شریک
تنہائیوں کے خوف سے جو شخص مر گیا
بڑے ظالم ہیں تیرے شہر کے لوگ
قتل کر کے پوچھ رہے ہیں یہ جنازہ کس کا ہے

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں
سے کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اب اس ملک میں عدلیہ آزاد ہے۔ اس ملک میں کس نے کیا جرم کیا ہے، کس نے کس کو لوٹا ہے، این ایل سی سکینڈل سے لے کر ایفیڈرین کیس تک، رینٹل پاور سے لے کر سٹیل ملز تک، جس جس نے اس ملک کو لوٹا ہے اب یہ فیصلہ ہونا ہے۔ کوئی بھی چور شور مچا کر اب بچ نہیں سکتا کیونکہ آج پاکستان میں عدلیہ آزاد ہے۔ اب یہ بچ نہیں سکیں گے اور انہیں یہ سب کچھ بھگتنا پڑے گا۔ یہ پرویز مشرف کی باقیات اُس کے نقش قدم پر چل کر اس قوم پر ڈرون اٹیک کروانے والے آج اس ملک کو کس طرح لوٹ رہی ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف کی
ایک دوسرے کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر: .Order please. Order please چودھری صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اب یہاں پر یہ بات ہونی ہے اور یہ بات کرنے سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا کے اندر ہر شخص یہ جانتا ہے کہ لٹیرا کون ہے اور کس نے اس ملک کو لوٹا ہے۔ پوری دنیا یہ جانتی ہے کہ آصف زرداری دورے پر باہر جاتا ہے تو انگلینڈ کے اخبار لکھتے ہیں اپنے وزیر اعظم کو مشورہ دیتے ہیں کہ اس سے ہاتھ ملانے کے بعد اپنی انگلیاں اچھی طرح گن لینا کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے ہاتھ کی انگلیاں اپنے ساتھ لے جائے۔ یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں، کس طرح بات کرتے ہیں اور میاں محمد نواز شریف پر کیسے انگلیاں اُٹھاتے ہیں جنہوں نے اس ملک کو ایٹمی طاقت بنایا، جنہوں نے پاکستان کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنا دیا۔ چور اور لٹیرے کون ہیں؟ یہ سویٹزرلینڈ کے لوگ بھی جانتے ہیں کیونکہ سویٹزرلینڈ کے بنک ان لٹیروں کی لوٹ مار سے بھرے پڑے ہیں۔ اب یہ establish ہو چکا ہے کہ بے نظیر کا قتل کس نے کیا، کیوں کیا اور اس کا beneficiary کون ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آج بے نظیر بھٹو کی میراث ان کے ہاتھ میں آ گئی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شور مچائے شور" اور
"بی بی ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: No comments. No comments. Don't be personal. Be wise, be wise, be wise. Don't do so.

ملک امین ڈوگر صاحب!(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"کیپٹن صفدر شیر اے باقی ہیر پھیر اے" کی نعرہ بازی)

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسی بات نہ کریں۔ ملک عامر ڈوگر صاحب!(قطع کلامیاں)
Order please. Order in the House. I say order in the House.

ملک محمد عامر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"کیپٹن صفدر شیر اے باقی ہیر پھیر اے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: ملک محمد عامر ڈوگر صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو شہباز گو" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "جئے بھٹو تے رج کے لٹو" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order in the House. I say order in the House.
ملک محمد عامر ڈوگر صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو شہباز گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ ان کو بولنے دیں۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! موت کے کنوئیں میں ناچنے والے وزیر کی تقریر حذف کی جائے۔

جناب سپیکر: No! آپ personal comments نہ دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ملک عامر ڈوگر صاحب! بات کریں نہیں تو میں اس موضوع پر بحث بند کر دوں گا۔ I tell you. This is a

warning for youآپ تشریف رکھیں۔آپ ماحول کو خراب نہ کریں۔ میں نے ڈوگر صاحب کو floorدیا ہے۔ جی،ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس اہم موقع پر اصغر خان کیس پر مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر! ابھی آپ کے چیمبر میں ایک بات طے ہوئی تھی کہ ہمارے ممبران تقاریر کریں گے اور اس کے بعد حکومت کی طرف سے جواب آ جائے گا۔ چودھری غفور صاحب نے پھر ایوان کا ماحول خراب کیا اور وہ گفتگو کی جو ان کو زیب نہیں دیتی یاParliamentariansکو زیب نہیں دیتی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں نے ان کوfloorدیا ہے۔ان کو بات کرنے دیں۔جی،ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ایک صفحہ پھر پلٹا ہے۔ میں اپنی بات سے پہلے اپنی لیڈر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اصغر خان کیس کے فیصلہ آنے کے بعد خراج عقیدت اس شعر میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

میرے چارہ گر کو نوید ہو صف دشمناں کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 1990 میں اسلامی جمہوری اتحاد بنایا گیا اور اس کے جو بھیbeneficiaries تھے، اس میں جو بھی کردار تھے میں آج کے اس ایوان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کرداروں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

یہ تو چور مچائے شور والی بات ہے۔ ابھی توinvestigationہونی ہے اور پتا نہیں میرے دوستوں اور بھائیوں کو کیا تکلیف ہے اور انہوں نے نااہل ہونا ہے۔ میں آج اس ایوان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان کو ایسی سزا ملنی چاہئے کہ یہ ساری زندگی کے لئے نااہل ہوں۔ آج تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے اس لئے سیاستدان، جرنیل اور اس میں شامل تمام کرداروں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔ یہ آج شور کر کے عوام کو بیوقوف نہیں بنا سکتے کیونکہ عوام جان چکی ہے کہ محترمہ جو کہتی تھیں صحیح کہتی تھیں کہ یہاں mandateچرایا گیا ہے۔ اسلامی جمہوری اتحاد بنا کر ڈاکا ڈالا گیا تھا جس کے نتیجے میں جو حکومتیں بنیں اور جو وزیراعظم بنے ان سب کو سزا ملنی چاہئے۔ آج کی اس حکومت کو اخلاقاً مستعفی ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! 1970 میں شفاف الیکشن ہوا تھا اور اس کے بعد آج صدر آصف علی زرداری اور وفاقی حکومت کا یہ وعدہ ہے کہ انشاء اللہ ہم قوم کو 2013 کا صاف اور شفاف الیکشن دیں گے۔ یہ پیپلز پارٹی کا وعدہ ہے۔ اس دوران جتنے الیکشن ہوئے اس میں پیپلز پارٹی کو ہرانے کے لئے ایجنسیوں کے ذریعے پیسا دیا گیا۔ آج پھر وقت نے ثابت کیا ہے اور حالیہ دنوں میں چیف جسٹس اور چیف آف آرمی کے بیانات سے بھی یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وقت نے ایک بار پھر کروٹ لی ہے اور وہ ٹرائیکا نے ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی کر کے یہ ثابت کر دیا کہ سیاستدانوں پر ہمیشہ جب بھی شب خون مارا گیا تو یہ لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ آج ہمیں اس Parliament کو، اس ایوان کو اس نکتے پر اکٹھا ہونا چاہئے کہ Parliament supreme ہے اور عوامی نمائندوں کا سب سے پہلے احترام ہونا چاہئے۔ آج ہم Parliamentarians کو پچھلے گناہوں پر معافی مانگنی چاہئے اور آگے کے لئے ہمیں اکٹھا ہو کر یہ ثابت کرنا چاہئے کہ اگر Parliament ہے تو اس ملک میں جمہوریت ہے اگر Parliament ہے تو اس ملک میں خوشحالی ہے اور اس ملک کے اندر ترقی کا پہیہ چلے گا۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ FIA کو یہ نہیں مانتے تو میاں محمد شہباز شریف صاحب کی کچھ بات ہوتی ہے اور چودھری نثار صاحب کی کچھ بات ہوتی ہے۔ آج پنجاب حکومت stay پر چل رہی ہے تو ہم عدلیہ سے یہ بھی مطالبہ کریں گے کہ جہاں بہت عرصہ کے بعد اصغر خان کیس کا فیصلہ آیا ہے تو پنجاب حکومت کے stay کا فیصلہ بھی آئے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ حکومت غیر قانونی ہے اور اسے مستعفی ہونا چاہئے۔ آج پھر افواہیں گردش کر رہی ہیں کہ بنگلہ دیش ماڈل کی حکومت بننے جا رہی ہے۔ اس ملک میں خدانخواستہ مارشل لاء آ رہا ہے تو یہاں Press کا بھی بہت بڑا کردار ہے۔ میں میڈیا کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آج اس فورم پر عوام کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے ہمیشہ جمہوریت کی بحالی کے لئے خدمات سرانجام دیں اور قربانیاں دیں اس لئے آج پیپلز پارٹی یہ نہیں چاہے گی کہ کوئی ڈکٹیٹر آ کر Parliament کو توڑے اور پھر کوئی شب خون مارے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں چاہوں گا کہ ہماری اس گفتگو کو ایک قرارداد کی شکل بنا کر اسمبلی سے منظور کرایا جائے تاکہ ایک document بنے اور یہ سیاسی تاریخ کا حصہ بنے کہ اصغر خان کیس میں جن جن لوگوں نے بھی benefit لیا ہے ان کو سزا ملنی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ مجھ سے پہلے میرے محترم بھائی نولاٹیا صاحب اور عامر ڈوگر صاحب بات کر رہے تھے۔ یہ اخلاقیات کی باتیں کر رہے تھے، یہ جرم اور beneficiaries سے نفرت کی بات کر رہے تھے۔ میرے بھائی نے شہید محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو خراج عقیدت پیش کیا تو میں بھی انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور میں پیپلز پارٹی کو بھی خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! انہوں نے اس وقت کے آئی ایس آئی کے ڈی جی جنرل درانی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے سفیر بنایا اور اس وقت کے آرمی چیف مرزا اسلم بیگ کو تمغۂ جمہوریت دیا۔

جناب سپیکر: This is no point of order جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جو حالات اس وقت سیاسی فضا میں ہیں وہ عمیق تر ہیں۔ آج یہاں ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے پیش نظر political maturity کیا ہے اور آج سیاسی کلچر کہاں سے کہاں چلا گیا ہے، کیا آج بھی ہم یہاں ایک دوسرے کو صرف گالی گلوچ دینے کے لئے کھڑے ہیں یا اب ہم پنپ کر کچھ بڑے ہو گئے ہیں یا کیا ہم گھٹنوں سے اٹھ کر پیروں پر کھڑے ہو گئے ہیں؟ میری دعا یہ ہے کہ آج کی اس بحث اور ایک دوسرے کی باتوں کو سننے اور ایک دوسرے کی کمیوں کوتاہیوں کو بیان کرنے کے بعد خندہ پیشانی سے وہ وقت آ گیا ہے جب سیاسی ادارے اپنی عزت دنیا سے چھینیں نہ کہ اپنے آپ کو مزید بے عزت اور downfall کی طرف جائیں۔ آج سوچنے کا وقت ہے مگر چیخنے چلانے کا وقت نہ ہے۔ میں Chair کے اس فیصلے کو uphold کرتی ہوں کہ اس اسمبلی میں یہ موقع فراہم کیا گیا ہے کہ اگر ایک فیصلہ آیا ہے تو ہر کوئی اپنا احتساب کرے۔ میری ذاتی طور پر ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے دس سال sitting in the Assembly کے بعد صرف ایک خواہش ہے اور وہ خواہش یہ ہے کہ جو یہاں پر ہو رہا ہے ختم ہو جائے۔ اگر چند مجرم انصاف کے کٹہرے میں آ کر سزا پا لیں گے اور ہم یہاں بیٹھ کر خود احتسابی کریں گے تو یہی آج کی جیت ہو گی لہذا ہمیں ہر صورت political institutions کی طاقت کو لے کر democratically آگے چلنا ہے۔ اگر ہم آج بھی

کمزور پڑ گئے اور بدلے بازی اور گالیاں دے کر یہاں سے اٹھ گئے تو اس سے بُرا وقت کبھی بھی نہ آئے گا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج ہمیں بڑا معتبر ہو کر اور سوچ سمجھ کر یہاں سے اٹھنا ہے تاکہ کوئی بھی ادارہ political institution کو کنٹرول نہ کر سکے۔ کسی کی جرأت نہ ہو کہ مارشل لاء کیا، میڈیا لاء کیا یعنی کسی بھی قسم کا مارشل لاء یہاں پر نہ آئے اور ہم اپنے آپ میں مضبوط ہوں۔ میری ہر سپیکر سے استدعا ہے کہ ایک دوسرے پر point scoring اور mud-slinging کرنے کی بجائے دوسرے اداروں سے سیکھیں۔ رکشا والوں کی ہی ایک تنظیم سے سیکھ لیں کہ اپنے آپ کو گالی مت دو، صرف correction کرو، احتساب کرو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کی باری نہیں ہے۔ جی، سندھو صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ نے باریاں باندھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: سب اپنی باری پر آئیں گے۔ آپ کا نام ابھی میرے پاس نہیں ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میری بھی باری ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا نام میرے پاس ہے لیکن بعد میں باری آئے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کیا ناموں کے بغیر ہمیں اختیار نہیں ہے کہ ہم آپ سے بات کر سکیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اُس وقت یہاں پر تشریف فرما نہیں تھیں جب میں نے announcement کی تھی کہ جن جن صاحبان نے اس بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے نام لکھوا دیں۔ ابھی میرے پاس آپ کا نام نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں آپ سے request کرتی ہوں کہ جب یہ بول لیں تو مجھے صرف ایک منٹ بولنے کے لئے دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں دیکھتا ہوں اور accommodate کرنے کی کوشش کروں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں اس لئے مجھے ایک منٹ دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، میں بعد میں ٹائم دے دوں گا۔ بحث کو wind up رانا صاحب کریں گے۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ

یہ نہ سمجھو تیری حکومت کے سائے تلے ہیں
یہ گھر تو پہلے بھی کئی بار جلے ہیں
ان کا دعویٰ ہے کہ بیاباں کو سنوارا ہم نے
ان سے پوچھو گلشن کو اجاڑا کس نے

جناب سپیکر! میرے خیال میں سپریم کورٹ کا جو interim order آیا ہے خاص طور پر اپوزیشن کی طرف سے میرے وکلاء بھائیوں نے پڑھا نہیں ہے اور پورے فسانے میں کہیں ذکر نہیں ہے جس بات کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ اگر بات نکلے گی تو بہت دُور تک جائے گی پھر ہمیں اس تاریخی حقیقت سے بھی پردہ اٹھانا پڑے گا جو 1977 میں اُس وقت کے وزیراعظم نے خود یہ تسلیم کیا تھا کہ اس نے 57 سیٹوں پر دھاندلی کروائی ہے اور جب قومی اتحاد کے ساتھ مذاکرات ہوئے تو اس بات کو تسلیم کر لیا گیا کہ میں ان 57 سیٹوں پر دوبارہ الیکشن کروانے کے لئے تیار ہوں اور پھر چاروں گورنر بالخصوص چاروں وزرائے اعلیٰ کو بلا مقابلہ منتخب کروالیا گیا۔ اگر بات ہوئی تو اس سے بھی پیچھے جائے گی کہ جب بنگلہ دیش کا سانحہ ہوا کہ کس طرح سے اُس وقت کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے دوسرے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے ساتھ مل کر یہ سب کچھ کیا اور وہ کون سی پُراسرار وجوہات تھیں جن کی وجہ سے ملک دو ٹکڑے ہو گیا جس کو دو قومی نظریے کے بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا؟

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
سانوں آ کے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ

جناب سپیکر! اگر یہ بات یہاں سے نکلے گی تو پھر آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کے خون کے ساتھ بے وفائی بھی کی ہے کہ محترمہ شہید بے نظیر بھٹو نے اپنے اُن قاتلوں کے نام اپنی

کتاب میں دیئے تھے جن کو آج بڑے بڑے عہدوں سے نوازا گیا ہے۔ابھی اگر یہ اصغر خان کیس کے بارے میں بات کرتے ہیں تو interim order آیا ہے جس کے لئے ہم تیار ہیں۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ضیاء الحق کیس بھی کھولا جائے۔

جناب سپیکر: یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔No interruption

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ جس قسم کی مرضی چاہیں تحقیقات کروائیں ہم ہر طرح کی تحقیق کے لئے تیار ہیں لیکن ہمیں آج اس بات کو بھی یاد رکھنا پڑے گا کہ جس اسلم بیگ کا نام اس فیصلے میں ہے اُس کو تمغہ جمہوریت کس نے دیا اور اسد درانی کو جرمنی میں سفیر کس نے مقرر کیا تو ان ساری باتوں کا جواب دینا پڑے گا۔ ہم ہر اُس بات کے لئے جو یہاں پر کی گئی ہے اور سپریم کورٹ نے جو بھی فیصلہ کیا ہے ہم اُس کو من و عن تسلیم کرتے ہیں اور یہ بے شک رحمٰن ملک سے تحقیقات کروالیں، ایف آئی اے سے کروالیں اور جن سے اِن کا جی چاہتا ہے تحقیقات کروالیں تاکہ قوم کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ ان باتوں سے بھی منہ نہیں چُرایا جا سکتا کہ پی آئی اے کو کس نہ لوٹ لیا، حج جیسے مقدس فریضے پر کن لوگوں نے اپنی جیبیں بھریں، ایفیڈرین کیس پر چرس اور منشیات کے permit کس نے جاری کئے، بجلی چوری کس نے کی، آج اگر گھر گھر کا چولہا بجھا ہے اور ہر گھر میں تاریکی ہے تو وہ کس کی وجہ سے ہے؟ چونکہ یہاں پر بہت ساری باتیں ہوئی ہیں تو میں ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ہر قسم کی تحقیقات کے لئے تیار ہیں اور جس سے مرضی کروالیں لیکن ساتھ ساتھ جو رقم سوئس بنکوں میں ہے اُس رقم سے یہ کسی صورت بھی اپنا منہ نہیں چُرا سکتے اور خاص طور پر محترمہ شہید کے خون کے ساتھ جو ناحق بے وفائی کی ہے اُس سے بھی اپنا منہ نہیں چُرا سکتے۔

جناب سپیکر: یہ بات وہ سب ہی جانتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آخر پر محترمہ بے نظیر شہید کے نام ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کر رہا ہوں کہ:

قاتلوں کا مسئلہ خود بخود حل ہو گیا
قتل ہوتے جس نے دیکھا وہ پاگل ہو گیا

جناب سپیکر!آپ کو پتا ہے کہ اپنے پاگل پن کے سرٹیفکیٹ عدالتوں میں کون پیش کرتا رہا ہے؟بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران پیپلز پارٹی کی طرف سے
"جب تک سورج چاند رہے گا،بی بی تیرا نام رہے گا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جی،ڈاکٹر اختر ملک صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے بڑے اہم issue پر بات کرنے کا موقع دیا۔ 65سالوں سے ہمارا ملک ایک تجربہ گاہ بنا ہوا ہے،ہر دور میں جو بھی آیا اس نے اپنا راگ الاپا اور چلا گیا اور اس کا خمیازہ ہماری اس قوم کو بھگتنا پڑا۔یہ فیصلہ جو اصغر خان کیس کا آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کان اور آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اور یہ لمحہ فکریہ ہے کہ جس جس نے جو جو کیا اس پر بیٹھ کر خود احتسابی کرے اور اپنی ان غلطیوں کے ازالے کی کوشش کرے اور مزید یہ تہیہ کرے کہ ہم نے اس ملک اور قوم کی خدمت کرنی ہے اور وہ کون سا صحیح طریقہ سے جس سے اس ملک اور قوم کی خدمت ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر!جمہوریت کے لئے اور جمہوری نظام کو مضبوط کرنے کے لئے بڑے لوگوں نے قربانیاں دیں اور جن لوگوں نے کام کیا ہم آج انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔جن لوگوں نے اس ملک کی سرحدوں پر اپنی جانیں قربان کیں،جن لوگوں نے اس ملک میں جمہوریت کے لئے اپنی جانیں قربان کیں ہم انہیں آج سلام پیش کرتے ہوئے ان لوگوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جن لوگوں سے جو جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ آج بیٹھ کر ان سے معافی مانگیں اور یہ جو precedents set ہوئے ہیں،آئندہ آنے والے وقتوں میں یہ نہ ہوں اور ہمارا یہ ملک ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بڑے باشعور اور بڑے معزز ممبران ہیں تو اس طرح اگر کسی کی لیڈر شپ پر mud throwing کریں گے تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر!جی،یہ لوگوں کے لئے اچھی بات نہیں ہے۔یہ third forces جن کا آج ہم تذکرہ کرتے ہیں کہ انہوں نے سیاست دانوں کو استعمال کیا،ان کے لئے راہیں ہموار کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور خود احتسابی کے عمل کو جاری وساری رکھ کر ملک کو صحیح ڈگر پر چلانا چاہئے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، حضرت صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ حضرت صاحب ہیں؟ آپ کو تو میں نے floor نہیں دیا بلکہ آپ کے پیچھے مستی خیل صاحب ہیں جن کو floor دیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری صرف ایک لائن ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پیچھے تو دیکھیں۔ (قہقہہ)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ ہماری پارٹی کے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کی پارٹی کے ہی ہیں۔ (قہقہہ)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: لائن جو غلط کرے گا پھر وہ باہر بھی جائے گا I tell you مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ہم نے کمیٹی میں بیٹھ کر فیصلہ کیا ہے اور آپ میرے ساتھ زیادہ باتیں نہ کریں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ میں آپ کو ٹائم دوں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: نہیں، جناب سپیکر! یہ آپ کی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں اور ہم انہیں ٹائم دے دیتے ہیں لیکن آپ نے اگر کسی کی قیادت کے متعلق کوئی بات کی تو پھر آپ کی بات ادھر ہی ختم ہو جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے کوئی اتنی لمبی تقریر نہیں کرنی تھی کیونکہ بہت سی باتیں ہو چکی ہیں اور میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ایک منٹ کا موقع دیا ہے۔ ہمیں واقعی maturity دکھانی چاہئے اور میں کوئی بھی word یہاں پر repeat نہیں کرنا چاہتی۔ میں صرف وہ وقت یاد کرادینا چاہتی ہوں کہ اگر غلطیاں ہوتی ہیں تو ہمیں معافی مانگ لینی چاہئے۔ ہم آپ سے بہت جونئیر ہیں اگر میری آپ کو کوئی بات بری لگتی ہے تو میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح میاں محمد نواز شریف صاحب پہلے بھی قوم سے معافی مانگ چکے ہیں جب وہ پرویز مشرف کے ساتھ پلی بارگین کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے کیا بات کہی تھی؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ملک چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تب بھی انہوں نے معافی مانگی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ باز نہیں آتیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آج پھر وہ معافی مانگ لیں تو سارا کچھ ختم ہو جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے موقع عطا فرمایا ہے کہ پاکستان کی سیاست کے defining moments پر میں بھی لب کشائی کر سکوں۔ میں نے اپنے تمام ساتھیوں کی باتیں سنیں۔ آج میں بوجھل دل کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ 1990 کے سیٹ اپ کا ہم حصہ نہیں تھے جب 1990 کا وہ الیکشن ہوا تھا تو آزاد ٹکٹ پر میرے بڑے بھائی اس سیٹ اپ کے خلاف الیکشن لڑ رہے تھے۔ اس وقت دھاندلی ہوئی یا دھاندلا ہوا، اس چیز کے ہم چشم دید گواہ ہیں اور پاکستان کا بچہ بچہ، پاکستان کا بوڑھا اور ہر ذی شعور جانتا ہے کہ وہ الیکشن کیسے تھے لیکن آج میں یہ کہتے ہوئے حق بجانب ہوں کہ پاکستان کی 65 سالہ سیاسی زندگی میں جو جو غلطیاں ہوتی رہیں، جو ادارے آپس میں confrontation کا شکار رہے، پاکستان کو اور پاکستان کی سیاست کو جس انداز میں چراگاہ بنا کر چلایا جاتا رہا، آج میں سمجھتا ہوں کہ 2012 میں وہ پاکستان نہیں ہے۔ پاکستان کی وہ سیاست نہیں ہے اور پاکستان کے وہ ادارے نہیں ہیں۔ ہم نے ماضی میں غلطیاں کیں اور ہم ان غلطیوں سے سبق سیکھ چکے ہیں۔ میرے بھائیوں نے یہاں گو شہباز گو کے نعرے لگائے تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف تو 1990 میں beneficiary نہیں تھے، وہ تو پالیمنٹیرین بھی نہیں تھے اور جہاں تک میری معلومات ہیں تو وہ ایم این اے یا ایم پی اے بھی نہیں تھے تو یہ میرے بھائی کس بنیاد پر یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب استعفیٰ دیں۔ جسے میرے بھائی misinterpret کر رہے ہیں اور میں انہیں وکیل سمجھتا ہوں۔ جب سپریم کورٹ آف پاکستان نے ہماری لیڈر شپ کے خلاف ایک لفظ نہیں لکھا اور آج بھی چیف جسٹس صاحب کا statement "دی نیوز" میں شائع ہوا ہے جسے میں پڑھ رہا تھا کہ الزام لگانا آسان بات ہے، اسے prove کرنا، اس کے بعد prove ہو تو پھر بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ الیکشن ہوتے رہے ہیں اور ہم بھی گاڑیاں بھر کے جاتے تھے اور جب جاتے تھے تو راستے میں اسمبلی ٹوٹ جاتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ماضی کی bitter

realities ہیں اور جو چارٹر آف ڈیموکریسی sign کی گئی جس میں یہ کہا گیا کہ ماضی میں جو جو غلطیاں ہوئی ہیں، انہیں side پر رکھ دیں اور پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر اٹھارہویں، انیسویں اور بیسویں ترامیم منظور کیں۔

جناب سپیکر! آج میں کہتا ہوں کہ چارٹر آف ڈیموکریسی پر دستخط ہو چکے ہیں، ماضی کی غلطیوں پر سب لوگ معافیاں مانگ چکے ہیں، بی بی شہید فوت ہو چکی ہیں اور انہوں نے بھی معافی مانگی، میاں محمد نواز شریف صاحب نے بھی معافی مانگی اور میں اس پارلیمنٹ کا حصہ تھا جہاں پر ان تمام لوگوں نے بھی معافیاں مانگیں جو مارشل لاء کا حصہ رہے، جنہوں نے مارشل لاء کی چھتری تلے سیاست کی۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ آئندہ بہتر کرے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: آج ایک نئے پاکستان کی ضرورت ہے اور ہم خوش نصیب ہیں کہ الحمد للہ 2008 کے الیکشن میں جن لوگوں نے اس سیٹ اپ میں الیکشن لڑا وہ بھی این آر او دستخط کر کے اقتدار میں آئے، ہم اس کا بھی حصہ نہیں ہیں۔ آخر میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

ایک ہی در پر سر ہو تو سجدوں میں سکوں ملتا ہے اقبال
بھٹک جاتے ہیں وہ لوگ جن کے ہزاروں خدا ہوتے ہیں

جناب سپیکر: محترمہ نرگس فیض ملک!

محترمہ نرگس فیض ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اتنے اہم issue پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے اپنی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو خراج تحسین پیش کرتی ہیں، خراج عقیدت پیش کرتی ہوں اور salute پیش کرتی ہوں جنہیں سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ کر کے آج تاریخ میں سرخرو کیا۔ پاکستان پیپلز پارٹی وہ سیاسی جماعت ہے جو عدالتی نظام کیسا بھی ہو، حالات کیسے بھی ہوں، کوئی ڈکٹیشن دے کر کیسے بھی ہمارے خلاف فیصلے کرائے لیکن عوام کی عدالت نے ہمیشہ پاکستان پیپلز پارٹی کو سرخرو کیا ہے جس پر آج ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں لیکن ان کو آئینہ دکھایا تو یہ کیوں بُرا مان گئے؟ انہیں اپنا ماضی بھول گیا ہے کیونکہ ایک ڈکٹیٹر کی پیداوار کو جمہوریت کی کیا قدر ہو گی؟ جمہوریت کے لئے میری قائد شہید ہوئیں، جنہوں نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دیں، یہ تو اس وقت جدہ بھاگ گئے تھے اس لئے کہ اپنا پیسا بچانے کے لئے اور آئندہ اقتدار میں آنے کے لئے، جمع خرچ کے لئے وہاں اپنی فیکٹریاں لگائیں اور آج یہ پاکستان کی عوام کے ساتھ جینے

مرنے کے دعوے کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ وہ پارٹی ہے کہ جس نے سپریم کورٹ کا جینا حرام کیا ہوا ہے کہ ہر بات اور چھوٹے سے چھوٹے issue پر اور آلو پیاز پر سپریم کورٹ میں یہ پٹیشن لے کر جاتے ہیں۔ آج ان کو سپریم کورٹ کا فیصلہ کیوں منظور نہیں ہے ؟ آج یہ سپریم کورٹ کی کھلم کھلا توہین کر رہے ہیں۔ یہ پیپلز پارٹی نے فیصلہ نہیں کیا، یہ پیپلز پارٹی کی عدالت نے فیصلہ نہیں کیا بلکہ یہ سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر! یہ چور شور مچا رہے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہیں، اگر ان کا ماضی صاف ہے، اگر ان کا ماضی بے داغ ہے تو ان کو عدالتوں کا سامنا کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: ان کو انکوائری کے لئے پیش ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: being a political worker میرا ایک مطالبہ ہے۔ [******]

(شور و غل)

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ان کو خاموش کرائیں، ان چمچیوں کو خاموش کرائیں، ان سرکاری چمچیوں کو خاموش کرائیں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ آپ کی مہربانی۔۔ (شور و غل)

محترمہ نرگس فیض ملک: میرا حق ہے بات کرنے کا اور میں بات کروں گی۔ چاہے کسی کو اچھی لگے یا بُری۔۔۔ (شور و غل)

یہ چور ہیں، یہ ڈاکو ہیں، یہ لٹیرے ہیں۔ انہوں نے ملک کو لوٹا ہے، انہوں نے عوام کا mandate چوری کیا ہے اور انہوں نے عوام کے حق پر ڈاکا ڈالا ہے۔ یہ پینتیس سال سے قبضہ گروپ ہیں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: ان کا مائیک بند کر دیا جائے۔ Order in the House۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں غلط بات سننے کا عادی نہیں ہوں، میں بات نہیں سنوں گا۔آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔اب اس کو close کرتے ہیں، اس کا ٹائم ختم ہوگیا ہے۔اس کا دو گھنٹے کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔(شور وغل)

محترمہ!اب آپ تشریف رکھیں۔بڑی مہربانی، آپ کا بہت شکریہ۔نولاٹیا صاحب!ٹائم ختم ہو چکا ہے اب میرے پاس ٹائم نہیں ہے۔اب ہم legislation شروع کرنے والے ہیں، اب ٹائم ختم ہوگیا ہے۔آپ کی مہربانی، اب اس پر بحث نہیں ہوگی۔Not allowed to anybody آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔(شور وغل)

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون زکوٰۃ و عشر پنجاب مصدرہ 2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب سپیکر: محترمہ ریحانہ حدیث مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

محترمہ ریحانہ حدیث: جناب سپیکر! میں

The Punjab Zakat and Ushr Bill 2012(Bill No.28 of 2012)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زکوٰۃ و عشر کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کورم پورا نہ ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہوئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہ ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

اب دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)
کورم پورا نہ ہے لہذا پندرہ منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد 3:18 پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: House in order تو ہونے دیں۔ اگر House in order نہ ہوا تو پھر مشکل ہے۔ پھر تو بات نہیں سنی جائے گی۔ جو صاحبان باہر لابی میں ہیں جلدی جلدی اندر تشریف لے آئیں۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

معزز ممبران: گنتی دوبارہ کروائی جائے۔

جناب سپیکر: ان کا مطالبہ ہے کہ گنتی دوبارہ کرائی جائے لہذا دوبارہ گنتی کریں۔

(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 8۔نومبر 2012 بوقت صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

182

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔نومبر 2012

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) رپورٹوں کا پیش کیا جانا

1۔ رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 07۔2006 کا پیش کرنا

ایک وزیر رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 07۔2006 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 08۔2007 کا پیش کرنا

ایک وزیر رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 08۔2007 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 11۔2010 کا پیش کرنا

ایک وزیر رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت سال 11۔2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آڈٹ رپورٹ بابت حسابات مالیہ وصولی برائے آڈٹ سال 12۔2011 کا پیش کرنا

ایک وزیر آڈٹ رپورٹ بابت حسابات مالیہ وصولی برائے آڈٹ سال 12۔2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آڈٹ رپورٹ بابت حسابات برائے آڈٹ سال 12۔2011 کا پیش کرنا

ایک وزیر آڈٹ رپورٹ بابت حسابات برائے آڈٹ سال 12۔2011 ایوان میں پیش کریں گے۔

183

(بی) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

1۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون پنجاب لائیو سٹاک بریڈنگ 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پنجاب لائیو سٹاک بریڈنگ 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب 2012

ایک وزیر مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ مسودہ قانون کینال ہیریٹیج پارک لاہور 2012

ایک وزیر مسودہ قانون کینال ہیریٹیج پارک لاہور، 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا اس پر غور وخوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2012 پر فوری غور وخوض کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت اس کے قواعد 94 اور 95 کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2012 ایوان میں پیش کریں گے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2012 کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2012 منظور کیا جائے۔

184

(ڈی) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب 2012 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012 (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیاں 2012 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور، 2012
(مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012، جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرینری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2012 منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 95(3) کی مقتضیات کو معطل کر کے قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2012 کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب، 2012، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب، 2012 منظور کیا جائے۔

185

5۔ مسودہ قانون (ترمیم) انسانی اعضاء اور ٹشوز کی پیوند کاری پنجاب 2012 (مسودہ قانون نمبر 32 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 95(3) کی مقتضیات کو معطل کر کے قانون (ترمیم) انسانی اعضاء اور ٹشوز کی پیوند کاری پنجاب 2012 کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) انسانی اعضاء اور ٹشوز کی پیوند کاری پنجاب 2012، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)انسانی اعضاء اور ٹشوز کی پیوندکاری پنجاب 2012 منظور کیاجائے۔

6۔ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی فیصل آباد 2012(مسودہ قانون نمبر 8 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی فیصل آباد 2012، کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی فیصل آباد 2012، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی فیصل آباد 2012 منظور کیاجائے۔

7۔ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی سیالکوٹ 2012(مسودہ قانون نمبر 9 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی سیالکوٹ 2012، کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی سیالکوٹ 2012، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی سیالکوٹ 2012 منظور کیاجائے۔

186

8۔ مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی بہاولپور 2012(مسودہ قانون نمبر 7 بابت 2012)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی بہاولپور 2012، کے تسلسل کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 225(2) کے تحت خصوصی حکم جاری کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی بہاولپور 2012، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون گورنمنٹ صادق کالج خواتین یونیورسٹی بہاولپور 2012 منظور کیا جائے۔

188

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیالیسواں اجلاس

جمعرات،8۔نومبر 2012

(یوم الخمیس،22۔ذوالحج1433ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر10منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾

سورۃ التّین آیات 1تا8

انجیر کی قسم اور زیتون کی(1)اور طور سینین کی(2)اور اس امن والے شہر کی(3)کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے(4)پھر (رفتہ رفتہ)اس (کی حالت)کو(بدل کر)پست سے پست کر دیا(5)مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے(6)تو(اے آدم زاد)پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟(7)کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟(8)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اِک میں ہی نہیں اُن پر قربان زمانہ ہے
جو ربِّ دو عالم کا محبوب یگانہ ہے
کل پُل سے ہمیں جس نے خود پار لگانا ہے
زہرہ کا وہ بابا ہے حسنین کا نانا ہے
آؤ درِ زہرہ پر پھیلائے ہوئے دامن
ہے نسل کریموں کی لجپال گھرانہ ہے
محرومِ کرم اس کو رکھنا نہ سرِ محشر
جیسا ہے نصیرؔ آخر سائل تو تمہارا ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
محترمہ نسیم ناصر خواجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ خوراک سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ محترمہ! میں کافی دفعہ بتا چکا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو اُس وقت interruption نہیں ہونی چاہئے۔ اب آپ بات کریں، کیا کہنا چاہتی ہیں؟

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی جناب اعجاز احمد شیخ کی وفات پر دعائے مغفرت

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کیونکہ میں نے آپ سے پہلے اجازت لے لی تھی۔ ڈسٹرکٹ سیالکوٹ سے اعجاز احمد شیخ 3۔نومبر کو قضائے الہیٰ سے وفات پا چکے ہیں، میں چاہ رہی تھی کہ اُن کے ایصال ثواب کے لئے دعا کی جائے۔
جناب سپیکر: اعجاز احمد شیخ صاحب اس ایوان کے ممبر تھے، منسٹر بھی رہے ہیں اور بڑے فعال قسم کے ساتھی تھے جو اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب اعجاز احمد شیخ سابق ایم پی اے کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! کیا گیلری میں سیکرٹری خوراک بیٹھے ہیں کیونکہ آپ نے خود اس بات کا notice لیا ہوا ہے کہ محکمہ کے سیکرٹری وقفہ سوالات میں موجود ہوں گے۔ گورنمنٹ کی seriousness دیکھیں کہ گورنمنٹ نے اجلاس بلایا ہے مگر چند لوگ بیٹھے ہوئے ہیں حالانکہ باہر چھ حوالدار میجران کی حاضریاں لگانے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی آپ کے قابو میں نہیں آتے لہذا ان کا کوئی علاج کریں تاکہ یہ ایوان چلے۔ پہلے وزیر صاحب یہ بتائیں کہ محکمہ خوراک کے کون کون سے لوگ یہاں پر available ہیں کیونکہ وہاں سے جب تک چِٹ نہیں آئے گی تب تک وزیر صاحب کیسے جواب دیں گے؟
جناب سپیکر: جی، مجھے بتایا جائے کہ کیا یہاں سیکرٹری خوراک موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!سیکرٹری خوراک کو کل اسلام آباد ایمرجنسی میں جانا پڑا مگر آج اُن کے آنے کی ابھی تک خبر نہیں مل سکی۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:جناب سپیکر!کون سی ایمرجنسی ہے ذرا مجھے بھی بتادیں۔

جناب سپیکر:آپ اُن کی بات سنیں۔جی، مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!محکمہ خوراک کے officials یہاں پر موجود ہیں، جو سوالات پوچھیں گے ان کا بھرپور جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر:آپ شاید تھے یا نہیں؟میں نے تمام حضرات سے کہا تھا کہ جو بھی محکمہ سے متعلقہ سیکرٹری صاحبان prior permission کے بغیر غیر حاضر ہوتے ہیں اگر تو کسی عدالت میں ان کی حاضری ہے تو وہ علیحدہ بات ہے لیکن اگر کوئی cogent reason ہے تو اس کے متعلق ہمیں بتایا جائے اور ہمارے office کو بتایا جائے۔اگر اس کے بغیر کوئی غیر حاضر پائے جاتے ہیں تو ان کے خلاف نوٹس ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!انہوں نے بتایا ہے کہ میں ابھی جلد ہی پہنچنے والا ہوں۔آپ بے فکر ہو جائیں۔انشاء اللہ۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان:جناب سپیکر!انہیں پابند کیا جائے کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔

جناب سپیکر: میں معزز ممبران کو اس طرح پابند نہیں کر سکتا جس طرح آپ کہہ رہے ہیں۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل(ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر!اس معزز اسمبلی کے اجلاس پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن ان کی seriousness کا اندازہ لگائیں۔۔۔

جناب سپیکر:یقیناً آپ صحیح کہہ رہے ہیں لیکن آپ سب کو اس بات کا نوٹس لینا چاہئے۔اس معزز ایوان کے ممبران پر عوام نے اعتماد کر کے ان کے مسائل کے حل کے لئے یہاں بھیجا ہے۔اگر آپ دیانتداری سے کام نہیں کرتے تو یقیناً اس کا response آپ کو اچھا نہیں ملے گا۔میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ جب آپ اپنا Honoraria یہ بھی وصول کرتے ہیں اور اس کے باوجود اگر ایوان میں نہ آئیں تو اس سے بڑی زیادتی کچھ نہیں ہو سکتی۔میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب اسلام آباد ہیں۔۔۔

سوالات

(محکمہ خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اس کو چھوڑیں کیونکہ وہ بات ختم ہو گئی ہے اور اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں let me proceed further یہ سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 4876 (معزز خاتون ممبر نے محترمہ نگہت ناصر شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چینی ذخیرہ کرنے کے گوداموں کی تعداد و تفصیل

*4876: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب میں چینی ذخیرہ کرنے کے کل کتنے گودام ہیں نیز یہ گودام کہاں کہاں پر واقع ہیں نیز ان گوداموں میں چینی ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) لاہور میں چینی ذخیرہ کرنے کے کل کتنے گودام ہیں نیز یہ گودام کہاں کہاں پر واقع ہیں اور ان گوداموں میں چینی ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) پنجاب میں چینی ذخیرہ کرنے کے لئے کوئی بھی سرکاری گودام نہیں ہے۔ چینی تیار ہونے کے بعد شوگر ملز اپنے گوداموں میں ہی ذخیرہ کرتی ہیں جہاں سے اس کی ترسیل ہوتی ہے۔

(ب) لاہور میں چینی ذخیرہ کرنے کے لئے کوئی بھی سرکاری گودام نہیں ہے۔ چینی تیار ہونے کے بعد شوگر ملز اپنے گوداموں میں ہی ذخیرہ کرتی ہیں جہاں سے اس کی ترسیل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: سوال میں پوچھا گیا ہے کہ لاہور اور پنجاب میں چینی ذخیرہ کرنے کے کتنے گودام ہیں؟۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "سیکرٹری خوراک official گیلری میں تشریف لے آئے ہیں" کی آوازیں)

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ سیکرٹری صاحب آ گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مبارک ہو اور محکمہ کی seriousness بھی ہمیں مبارک ہو۔۔۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ابھی انہوں نے ایوان میں کہا کہ سیکرٹری صاحب اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ اسلام آباد سے آ گئے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ وہ اسلام آباد ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں No discussion on this point please آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال میں پوچھا گیا ہے کہ پنجاب اور لاہور میں چینی ذخیرہ کرنے کے کتنے گودام ہیں جس کے جواب میں ہے کہ پنجاب اور لاہور میں کوئی بھی سرکاری گودام۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میں نے بھی پڑھ لیا اور آپ نے بھی پڑھ لیا۔ اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت چینی کے لئے سرکاری گودام بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! فی الحال حکومت چینی خریدنے اور اسے فروخت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! چینی کو اتنا غیر اہم کیوں سمجھا جارہا ہے کیونکہ جب چینی کا بحران آتا ہے تو عوام suffer کرتی ہے۔ کبھی باہر کے ملک سے منگوائی جاتی ہے اور موجودہ حکومت کے دعوے بھی یہی ہیں کہ ہماری ان اشیاء اور چیزوں پر بہت زیادہ توجہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے ضمنی سوال کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! گودام کیوں نہیں ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تجویز آپ لے کر آئیں جب کبھی ٹائم ہو۔ اب اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے ہم گندم خرید کر ذخیرہ کر لیتے ہیں اور چینی شوگر ملوں کے گوداموں میں رہتی ہے تو حکومت کیوں نہیں plan کر کے گودام بنا کر سستی چینی خرید کر رکھتی اور جب crisis ہو تو اس وقت عوام کو دے۔ حکومت کیوں نہیں کوئی ایسا پروگرام رکھتی؟

جناب سپیکر: جی، مغل صاحب! ان کی تسلی کرا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! تمام ملیں اپنی چینی پیدا کرنے کے بعد اپنے گوداموں میں جمع رکھتی ہیں اور حکومت کو اس کی رپورٹ دیتی ہیں کہ ہمارے پاس اس وقت surplus گودام میں اتنی چینی موجود ہے لہذا اللہ کا فضل ہے کہ اس وقت بھی surplus چینی آٹھ لاکھ ٹن پڑی ہوئی ہے اور ابھی کرشنگ سیزن شروع ہونے والا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ملوں کے اپنے گوداموں میں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جی، بالکل ملوں کے اپنے گوداموں میں ہے اس لئے سرکاری گودام ہوتے ہیں اور نہ ہی وہاں پر چینی سٹاک کی جاتی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جب چینی کی کمی ہوتی ہے تو وہ لوگ وہاں سے چینی غائب کر دیتے ہیں اور حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا جس سے ملک میں crisis پیدا ہو جاتے ہیں Why don't you plan وہاں کیوں نہ چینی خرید کر اس کو گودام میں رکھا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: حکومت چینی خریدتی نہیں ہے اور اسے بلاوجہ اپنے پیسے ضائع کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے؟perishable commodity ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آیا یہ ملز مالکان کی صوابدید پر ہی چینی رہے گی یا حکومت بھی کوئی ایسا اقدام کرنا چاہتی ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ مڈل مین کا role ختم کیا جائے۔ اس طرح تو ذخیرہ اندوزوں کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ جتنی مرضی چینی ذخیرہ کر لیں، کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، مغل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! کھلی چھٹی کا عالم یہ ہے کہ آج سے چار سال پہلے چینی 72 روپے فی کلو تھی اور اس وقت 50 اور 52 روپے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: Very good چلیں، ٹھیک ہے۔No further question on it بڑی مہربانی ہو گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پانچ سال پہلے کا بھی rate بتا دیں جب چودھری پرویز الٰہی کی حکومت تھی تو اس وقت کیا rate تھا؟۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے چار سال پہلے کا بتا دیا ہے اور وہ پانچ سال پہلے پارلیمانی سیکرٹری نہیں تھے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: This is no supplementary! اس پر مزید ضمنی سوال نہیں ہو سکتا کیونکہ پہلے ہی تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا نمبر بولیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 6816 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2010، گندم کی خرید کا ٹارگٹ ودیگر تفصیلات

*6816: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ سیزن (اپریل 2010) میں گندم کی خرید کا کل ٹارگٹ کتنا مختص کیا گیا ہے؟

(ب) اس کی خرید کے لئے کتنی رقم محکمہ خوراک کو فراہم کی گئی؟

(ج) اس کی خرید کے لئے صوبہ میں کتنے مستقل اور عارضی مرکز خرید گندم بنائے گئے ہیں؟

(د) اس مقصد کے لئے کتنا باردانہ خرید کیا گیا ہے؟

(ہ) گندم کی خرید کا طریق کار کیا مقرر کیا گیا ہے؟

(و) گندم کی خرید کے لئے کتنی مدت مقرر کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) حکومت پاکستان نے محکمہ خوراک پنجاب کو موجودہ سیزن اپریل 2010 میں گندم خرید کا ہدف 40 لاکھ میٹرک ٹن دیا۔

(ب) گندم کی خریداری کے لئے حکومت پاکستان کی ضمانت پر کمرشل بنکوں کے ذریعہ 95۔ارب روپے کا بندوبست کیا گیا۔

(ج) 193 مستقل سنٹر اور 183 عارضی مراکز بنائے گئے ہیں۔

(د) امسال حکومت پنجاب نے جو باردانہ خرید کیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔	پٹ سن کی بوریاں	1,68,00,000	(100 کلو گرام فی بوری)
2۔	پولی پراپلین کی بوریاں	3,74,00,000	(50 کلو گرام فی تھیلا)

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ امسال حکومت پنجاب نے گندم خریداری پالیسی میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا کہ چھوٹے کاشتکاروں کو گندم کی فروخت میں کسی قسم کی دشواری

نہ ہو اور مڈل مین سے گندم نہ خرید کی جائے۔ لہذا ان سے گندم خرید کی گئی جن کی زمین پر بمطابق ریکارڈ گندم پیدا ہوئی تھی لہذا تناسب قائم رکھنے کے لئے یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ ایک وقت میں 200 بوری سے زائد باردانہ کسی کو جاری نہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ زیادہ سے زیادہ چھوٹے کسانوں کی گندم خریدنے کے لئے فی ایکڑ 08 بوری باردانہ (جیوٹ) اور 16 تھیلہ پولی پراپلین کا اجرا کیا گیا۔ ضابطہ کے مطابق 50 فیصد باردانہ پہلے 15 ایام میں 30 فیصد باردانہ اگلے 15 ایام میں اور 20 فیصد کا باردانہ آخری 15 ایام میں جاری کرنے کا انتظام کیا گیا۔ مگر کاشتکاران کی مزید سہولت کے لئے پہلے 15 ایام کا باردانہ 50 فیصد سے بڑھا کر 60 فیصد کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین کے مالک افراد کو خاص طور پر سہولت دی گئی۔ کاشتکاروں کی شکایت کا ازالہ کرنے کے لئے تمام متعلقہ دفاتر میں شکایت سیل قائم کیا گیا اور ضلعی انتظامیہ کی طرف سے ایک آفیسر بطور فوکل پرسن مقرر کیا گیا جو پیش آمدہ شکایت کا فوری ازالہ کرتا تھا اس لئے یہ کہنا بجا طور پر درست ہوگا کہ محکمہ خوراک کی موجودہ گندم خریداری پالیسی خالصتاً کسان دوست تھی۔

(و) حکومت پنجاب نے گندم کی خرید 15۔اپریل سے شروع کی اور 11۔جون کو ختم کی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جب بھی گندم کی خریداری ہوتی ہے تو ہمیشہ باردانے کا شور ہوتا ہے۔ زمیندار ہمیشہ suffer کرتا ہے۔ ان کے ذہن میں ابھی سے کوئی planning ہے، جب بھی گندم کی خریداری ہوتی ہے تو یہ مسئلہ ہوتا ہے، پاسکو والے مسئلہ کرتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے ابھی سے ہی اس سلسلہ میں کوئی planning کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! گندم کی خریداری پر جو باردانے کی سپلائی پر عام طور پر اعتراض کیا جاتا ہے ہم نے اس کی ایک پالیسی رپورٹ تیار کی ہوئی ہے اگر انہیں detail چاہئے تو میں دے دیتا ہوں اور میں پڑھ کر بھی سنا دیتا ہوں لیکن اس میں ذرا ٹائم لگ جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ ویسے ہی بتا دیں کہ کیا پالیسی بنائی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! باقاعدہ پالیسی بنی ہوئی ہے۔ پہلے پندرہ دن کے اندر اس کو پچاس فیصد سے بڑھا کر ساٹھ فیصد بھی کر دیا جاتا ہے، اگلے پندرہ دن کے لئے ہم تیس فیصد باردانہ سپلائی دیتے ہیں اور آخری پندرہ دن کے لئے بیس فیصد سپلائی دیتے ہیں تاکہ چھوٹے زمیندار کو پورا پورا accommodate کیا جاسکے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ ذرا explain کر دیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔

جناب سپیکر: کیا explain کریں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ ساٹھ فیصد کب دیں گے، بیس فیصد کب دیں گے اور تیس فیصد کب دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس پالیسی کو بڑا سوچ سمجھ کر طے کیا گیا ہے کہ چھوٹے زمیندار کو زیادہ سے زیادہ accommodate کیا جاسکے۔ اگر بڑے زمینداروں کو بہت زیادہ باردانہ پہلے دے دیا جائے تو چھوٹے زمیندار اس سے محروم ہو جائیں گے اس لئے پہلے پندرہ دن کے اندر پچاس فیصد باردانہ سپلائی کیا جاتا ہے۔ یہ سپلائی آٹھ بوری فی ایکڑ کے حساب سے کی جاتی ہے اور یہ بوری سو کلو کی ہوتی ہے۔ اگر PP کا بیگ دیا جائے تو وہ سولہ دیئے جاتے ہیں۔ یہ باردانے کی سپلائی اس کی گرداوری کے حساب سے دی جاتی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: یہ خریداری دن کب سے شروع ہوتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): خریداری پندرہ اپریل سے شروع ہوتی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ سوال کر چکی ہیں، یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ مجھے اتنا کیوں ڈانٹتے ہیں؟ ضرور ڈانٹیں مگر اتنا تو نہ ڈانٹیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ہمیشہ اسی طرح نرم لہجے سے بات کیا کریں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں بارانی علاقے سے تعلق رکھتی ہوں جہاں زیادہ تر لوگوں کی زمینیں خشک اور کم ہیں۔ جو انہوں نے ابھی criteria بتایا وہاں اس طرح نہیں ہوتا بلکہ وہ لوگ کرائے خرچ خرچ کر تنگ آ جاتے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ تندہی سے کام کرنے کے لئے اور look after کرنے کے لئے کسی کو مقرر کریں اور کوئی ٹیم بنائیں اور جو انہوں نے اپنے جواب میں بتایا ہوا ہے عملاً اس طرح نہیں ہوتا۔ چھوٹے کاشتکاروں کی زمین خشک ہوتی ہے اس لئے یہ بارانی علاقوں کو بھی ذہن میں رکھیں۔ ان کو باردانہ بھی کم ملتا ہے اور جب بیجائی کرتے ہیں تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی فصل بھی بہت کم فروخت ہوتی ہے بلکہ بہت سے لوگوں کی تو فصل فروخت ہی نہیں ہوتی اس لئے اس کے لئے کوئی طریق کار سوچیں اور سنجیدگی سے سوچیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایسا کریں کہ جو تجویز آپ فرما رہی ہیں جس دن اس پر بحث ہوگی اس دن آپ یہ تجویز پوری طرح مکمل کر کے دیں ہم اس پر عملدرآمد کرانے کی پوری کوشش کریں گے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جب گندم کی خریداری کی گئی تھی اُس وقت کیا ریٹ تھا اور اِس وقت مارکیٹ میں کیا ریٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جب گندم کی خریداری کی گئی تو گورنمنٹ نے 1050 روپے سے خریدی اور اس وقت تقریباً 1100 کے قریب ریٹ ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! اِس وقت ریٹ 1200 سے اوپر چل رہا ہے۔ جب خریداری کی جاتی ہے تو middleman کماتا ہے۔ آپ خود بھی زمیندار ہیں آٹھ بوریوں سے فی ایکڑ کی پیداوار کیا سنبھالی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر: آگے بڑھادیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! Average تقریباً تیس سے تینتیس من فی ایکڑ آتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ان آٹھ بوریوں میں کتنی گندم آتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! آٹھ بوریوں میں 800 کلوگرام آتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! Average yield فی ایکڑ کتنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): بعض علاقوں میں کم ہے اور بعض علاقوں میں زیادہ ہے اس لئے ہم نے average کو نکال کر زیادہ سے زیادہ پیداوار تینتیس من فی ایکڑ کے حساب سے رکھی ہے۔

جناب سپیکر: اس دفعہ تھوڑا زیادہ کردیں۔ اگلا سوال بھی جناب محمد نوید انجم کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf (معزز ممبر نے جناب محمد نوید انجم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 6817 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا محمد افضل خان: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندم کے گودام و دیگر تفصیلات

*6817: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :–

(الف) لاہور، قصور اور شیخوپورہ میں گندم کے کتنے گودام ہیں ان میں گندم کی کتنی مقدار سٹور کی جا سکتی ہے ؟

(ب) ان سٹور / گوداموں میں اس وقت کتنی گندم محفوظ ہے ؟

(ج) ان تینوں اضلاع میں موجودہ سیزن (اپریل 2010) میں کتنی گندم خرید کرنے کا ٹارگٹ محکمہ نے ملازمین کو دیا ہے ؟

(د) ان اضلاع میں کتنے مرکز خرید گندم بنائے گئے ہیں ؟

(ہ) ان پر کتنے ملازمین تعینات کئے گئے ہیں ؟

(و) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی ؟

(ز) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ فراہم کیا گیا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ان اضلاع میں گودام اور ان میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ضلع	گودام	گنجائش (ایم ٹن)
لاہور	76	97250
قصور	80	87000
شیخوپورہ	91	99100
میزان	247	283350

(ب) ان گوداموں میں درج ذیل گندم محفوظ ہے:۔

ضلع	گندم (میٹرک ٹن)
لاہور	72905
قصور	78567
شیخوپورہ	92648
میزان	244120

(ج) ان اضلاع میں موجودہ سیزن اپریل2010 کا مقرر کردہ ہدف خریداری گندم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ضلع	مقررہ کردہ ہدف (میٹرک ٹن)
لاہور	45000
قصور	107000
شیخوپورہ	114000
میزان	266000

(د) ان اضلاع میں بنائے گئے مراکز خریداری گندم کی تفصیل یوں ہے:۔

ضلع	خریداری مرکز
لاہور	04
قصور	14
شیخوپورہ	14
میزان	32

(ہ) ان مراکز پر ملازمین کی تعداد حسب ذیل ہے:

ضلع	تعداد ملازمین
لاہور	10
قصور	96
شیخوپورہ	104
میزان	210

(و) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے درج ذیل رقم فراہم کی گئی:۔

ضلع	رقم ہندسوں میں	رقم لفظوں میں (روپے)
لاہور	98,40,05,262/-	اٹھانویں کروڑ، چالیس لاکھ، پانچ ہزار دو سو باسٹھ
قصور	2,38,20,49,784/-	دو ارب، اڑتیس کروڑ، بیس لاکھ، انچاس ہزار، سات سو چوراسی
شیخوپورہ	2,24,61,13,413/-	دو ارب، چوبیس کروڑ، اکسٹھ لاکھ، تیرہ ہزار، چار سو تیرہ
میزان	5,61,21,68,459/-	پانچ ارب، اکسٹھ کروڑ، اکیس لاکھ، اڑسٹھ ہزار، چار سو انسٹھ

(ز) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے درج ذیل باردانہ فراہم کیا گیا:۔

ضلع	پی پی تھیلا	جیوٹ بوری	کل فراہم کردہ باردانہ (100 کلو گرام)
لاہور	210735	760845	971580
قصور	870645	452888	1323533
شیخوپورہ	1016916	484576	1501492
میزان	2098296	1698309	3796605

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ گوداموں کے بارے میں بڑا اہم سوال ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ stocking کے دوران ہماری قیمتی گندم میں ایک wastage کا پہلو ہے اور اس کو کنٹرول کرنے کے لئے جو ہمارے آج کل گودام ہیں یہ بہت ہی پرانے ہیں اور ساٹھ سال سے کوئی نیا سسٹم نہیں آیا جبکہ دنیا میں silos متعارف ہو گئے ہیں جس کے اندر ہوا بھی لگتی ہے اور اس میں pesticide بھی ڈال سکتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ہمارے اس وقت کتنے ماڈرن گودام ہیں اور کتنے ہمارے silos پر base گودام ہیں؟

جناب سپیکر: یہ آپ کا fresh question بنتا ہے۔ آپ اس سوال میں سے ضمنی سوال کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت سٹاک کرنے کے لئے کیا ارادہ رکھتی ہے کہ ہمارے ہاں بے انتہا تعداد میں آٹا پیسنے والی ملیں ہیں ان پر کوئی پابندی لگانا چاہتے ہیں کہ جہاں وہ کروڑوں روپے کی مل بناتے ہیں وہاں وہ modern silos بنائیں؟

جناب سپیکر: ایسا تو یہ بنا نہیں سکتے۔ اگر یہ مجھے کہیں گے تو میرے پاس اتنی جگہ نہیں ہے کہ میں وہاں بنا دوں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! ملوں پر تو اس طرح کی پابندیاں نہیں لگائی جا سکتیں۔ حکومت اپنے گوداموں میں جو سٹاک کرتی ہے اس کو modernize کیا جا سکتا ہے۔ ان کی تجویز تو بہت اچھی ہے لیکن ملوں پر اس قسم کی پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ اس پر کوئی exercise کریں۔ بے شمار عملہ، بے شمار باردانہ اور کروڑوں روپے کے اخراجات ہیں کیونکہ میں نے اس پر تھوڑی سی study کی ہے اور یہ economical ہے۔ اگر یہ silos لگائیں گے تو ان کے پاس گندم کی saving بہت آ جائے گی، لوگوں کی ملازمتوں اور باردانے کی قیمت میں بہتری آ جائے گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بہتر یہ ہے کہ آپ پارلیمانی سیکرٹری کے ساتھ ایک میٹنگ کریں جس میں سیکرٹری صاحب بھی ہوں تاکہ اس سے کوئی اچھا رزلٹ سامنے آئے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! یہ سوال 2010 کا ہے اور جز (ب) میں انہوں نے جو سٹاک کی پوزیشن بتائی تھی کہ لاہور میں 72905، قصور میں 78567 اور باقی ضلعوں میں بھی ہے۔ آج 2012 ہے اب سٹاک کی latest position کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! 2012 میں لاہور کے گوداموں میں 56483، قصور کے گودام میں 46602 اور شیخوپورہ میں 64981 میٹرک ٹن گندم سٹاک ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اگر کوئی اور نہیں کر رہا تو میں کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! سوال نمبر بولیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 7215 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ خوراک، بنکوں سے قرضے لینے کی تفصیلات

*7215: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 09-2008، 10-2009 کے دوران محکمہ خوراک نے بنکوں سے کتنے قرضے لئے اور ان پر ماہانہ کتنا سود ادا کیا گیا، بنکوں کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ (حاصل کی جانے والی رقم، ماہانہ سود) بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال 11-2010 میں بھی محکمہ خوراک بنکوں سے قرضے لینے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کتنا اور کہاں سے، مکمل تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) محکمہ خوراک نے 09-2008 اور 10-2009 کے دوران جن بنکوں سے قرض لیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(ملین روپے)

Name of Bank	Loan 2008-09	Loan 2009-10	Mark up 2008-09	Mark up 2009-10
NBP	24019.9	10803.0	876.035	3208.980 M
UBL	19227.1	7518.3	712.928	2520.577 M
MCB	21383.3	9546.6	731.256	2846.380
HBL	22328.6	11762.9	861.550	2980.765
ABL	15983.0	7917.4	733.291	2172.376
BOP	17846.6	10576.9	26.948	2087.684
NIB	4000.0	3251.0	–	507.897
Al- Habib	4000.0	2260.0	–	507.883
Habib Metro	2000.0	1071.0	–	250.660
Sonieri	2000.0	1071.0	–	249.812
Al-Falah	6431.9	5137.0	–	641.421
Askari	2500.0	2703.0	–	249.210
Faysal	2500.0	2803.0	–	249.210
First Women	493.8	2000.0	–	53.409
Mezan Islami	1457.8	–	–	136.043
Al-Baraka	1685.4	4000.0	–	167.059
Al-Falah Islami	919.0	1500.0	–	95.889
Emirate Global	500.0	1000.0	–	52.137
Al-Habib Islami	–	500.0	–	–
Habib Metro Islami	–	500.0	–	–
Sonieri Islami	–	500.0	–	–
Faysal Islami	–	1500	–	–
Khyber Islami	–	1000.0	–	–
Dawood Islami	–	500.0	–	–
Bank Islami	–	1000.0	–	–
Total	149776.5	88670.1	3942.008	19028.711

مذکورہ بالا بنکوں کو اداشدہ رقم بابت سود کی ماہانہ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ خوراک سال 2010-11 میں کاشتکاروں سے تقریباً 40 لاکھ ٹن گندم خرید کرے گا جس کے لئے بنکوں سے مبلغ (95,300,000,000) پچانوے ارب تیس کروڑ روپے حاصل کئے جائیں گے چونکہ ابھی تک کسی بنک سے گفت وشنید نہیں ہوئی اس لئے تفصیل دینا قبل از وقت ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ محکمہ خوراک نے بنکوں سے کتنے قرضے لئے اور ان پر ماہانہ کتنا سود ادا کیا گیا، بنکوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ (حاصل کی جانے والی رقم، ماہانہ سود) بیان کی جائے؟ جواب کے اندر ماہانہ سود تو نہیں بتایا گیا لیکن سالانہ سود کی رقم دے دی گئی ہے اور یہ جو تفصیل دے دی گئی ہے اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نیشنل بنک آف پاکستان سے 2009-10 میں 10803 ملین روپے قرض لیا گیا اور اس پر جو مارک اپ دیا گیا وہ 3208 ملین روپے درج ہے کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ یہ اس مارک اپ کی کتنی percentage بنتی ہے اور یہ جو رقم بتائی گئی ہے ٹھیک ہے یا اس میں کوئی فرق ہے؟

جناب سپیکر: جی، calculator آپ کے پاس بھی ہوگا ان کے پاس بھی ہوگا یقیناً ابھی بتا دیں گے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میرے پاس اس کی month wise پوری کی پوری رپورٹ موجود ہے۔ اگر پڑھنی پڑے تو ٹھیک ہے ورنہ مجھ سے یہ تفصیل حاصل کر سکتے ہیں اور میں اسے ایوان میں بھی رکھ سکتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ کے جواب کے مطابق 2009-10 میں 10,803 ملین روپے حاصل کئے گئے قرض پر 3208 ملین سود ادا کیا گیا تو اس کی کیا شرح بنتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ شرح 15 سے لے کر 16 فیصد کے حساب سے fluctuate کرتی رہتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ 16 فیصد سے زیادہ بن رہی ہے اس کا جواز بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! 15 سے 16 فیصد کے حساب سے per three month بنتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ریکارڈ آن کے سامنے ہے اس میں موٹی سی بات یہ ہے کہ 10803 کا 3208 سیدھا سیدھا تیسرا حصہ بنتا ہے۔

جناب سپیکر: اسے تھوڑا سا گائیڈ کریں کہ آپ کون سے نمبر پر گئے ہوئے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 6 ہے۔

جناب سپیکر: صفحہ نمبر 6 نہیں ہے کوئی اور ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! صفحہ نمبر 6 ہے۔ سوال نمبر 7215 کے جواب کے اندر سے میں بات کر رہا ہوں۔ میں نے نیشنل بنک آف پاکستان کی ایک رقم pick up کی ہے۔ یعنی 10-2009 کے اندر 10803 ملین روپے قرضہ لیا گیا اور 3208 ملین روپے اس کا interest ادا کیا گیا تو مجھے یہ بتا دیجئے کہ اگر 15 سے 16 فیصد سود ہے تو یہ رقم کیسے بن گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ clerical mistake ہو۔ اس کو دوبارہ چیک کیا جا سکتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا جناب سپیکر! یہ clerical mistake صرف ایک میں نہیں ہے آپ نیچے بھی آ جائیں۔ 7518 ملین روپے پر 2520 ملین روپے مارک اپ، 9546 ملین روپے پر 2840 ملین روپے مارک اپ ہے یہ تو ratio بالکل آؤٹ ہے یا تو یہ جواب غلط ہے یا اس میں اور مسئلہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): اگر کہیں clerical mistake ہے تب بھی اور اگر کہیں figures غلط لکھیں ہیں تب بھی اس کو دوبارہ سے چیک کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال لے لیں دونوں کا اکٹھا جواب آ جائے گا؟

جناب سپیکر: ان کا پہلے جواب لوں گا پھر آپ کی بات سنوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!اس کی رقم جو show کی گئی ہے وہ صرف اس سال کے قرضے پر نہیں بلکہ پچھلے بقایا قرضے پر بھی ہے اس لئے ان کو یہ figure بڑا الگ رہا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!انہوں نے 09-2008 کا مارک اپ علیحدہ show کیا ہوا ہے اور 10-2009 کا علیحدہ show کیا ہوا ہے۔ یہ اس طرح درمیان میں سے نکلنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ انہوں نے جواب میں رقم دی ہوئی ہے۔آپ اس کا justify کروائیں۔ اس میں صرف ایک نہیں بلکہ تمام بنکوں کا لے لیں یہ سارے جواب کے اندر problem ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن جواب کے اندر کوئی مسئلہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!اس کی تشریح کے لئے اس کو دوبارہ سے چیک کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جس نے یہ غلط لکھا ہے آپ اس کے خلاف notice لیں پھر ایوان کو بتائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر!جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب کب دیں گے؟

جناب سپیکر:اسی سیشن میں دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری یہ بتادیں کہ بنکوں میں kibor rate کیا ہے اور یہ جو شرح منافع لیا گیا ہے کیا یہ اس kibor rate کے مطابق ہے؟ مجھے ایک تو kibor rate بتادیں دوسرا اس کی مناسبت سے دیئے گئے منافع کی شرح سود بتائیں؟

جناب سپیکر: پہلے تو میں سمجھوں پھر ان سے پوچھوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!یہ fresh question کہاں سے بنتا ہے۔ بنکوں میں kibor rate کے مطابق شرح منافع طے کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر:آپ میری بات سنیں۔آپ اس کے متعلقہ ضمنی سوال پوچھیں جو سوال کے جواب میں آیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! kibor rate بنکوں میں 12,13 یا 14 فیصد رکھا گیا ہے وہ kibor rate کیا ہے اور اس کے مطابق بنک کتنی شرح منافع لے رہے ہیں؟ یہ سیدھا سیدھا account کا سوال ہے اس میں کوئی لمبی چوڑی یا کوئی راکٹ سائنس نہیں یا کیمسٹری نہیں چھپی ہوئی ہے۔ یہ حساب کا سوال ہے، یہ مجھے kibor rate بتا دیں، ان کو پڑھا لکھا کر بھیجا کریں، یہ کیا کرتے ہیں، ان کو kibor rate کا بھی نہیں پتا؟ چلیں! مجھے یہ بتا دیں کہ kibor rate کیا ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور و اوقاف (جناب افتخار احمد خان): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ مہربانی فرمائیں، ان کو بات کرنے دیں، یہ ان کا حق ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری ہیں، وزیر ہیں اور سیکرٹریز ہیں اگر ان کو بنکوں کے kibor rate کا نہیں پتا تو پھر یہ شرح منافع کس behalf پر دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس وقت kibor rate 12 فیصد ہے، pulse 2.50 اور یہ 14.5 بنتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ pulse 2.50 کیا چیز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! یہ basic point ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ basic point کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ 12 فیصد kibor rate ہے۔ اس پر بنک اپنا کتنا فیصد add کر کے شرح منافع لے رہے ہیں، جو rate لوگوں سے charge کیا جاتا ہے اور جو گورنمنٹ سے لیا جاتا ہے کیا وہ rate equal ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ گندم پر زیادہ شرح منافع لیا جا رہا ہے، کس حساب سے بنکوں کو دیا جا رہا ہے اور کیوں دیا جا رہا ہے؟ اتنا منافع پوری دنیا میں نہیں لیا جاتا۔ اگر گورنمنٹ کو قرضہ لینا ہی تھا تو 2,3,4,6 فیصد تو سمجھ میں آتا ہے، عام لوگوں سے تو چلیں بنک کماتے ہیں۔ government 12 percent kibor rate ok لیکن اس پر 2.5 فیصد مزید ظلم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا مائیک خراب ہے۔ آپ دوسرے مائیک پر آ جائیں۔ مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آ رہی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! 12 percent kibor rate already بہت زیادہ ہے اور لوگوں سے بھی 12 فیصد کے حساب سے منافع لیا جاتا ہے یعنی بنک لیتے ہیں۔ اس پر 2.5 فیصد مزید پھر گورنمنٹ ہی لے رہی ہے تو کیا گورنمنٹ ہی بنکوں کو اتنا زیادہ منافع دے رہی ہے یعنی اتنا زیادہ سود دے رہی ہے۔ خدا کی پناہ کہ پوری دنیا میں شرح 2,4,6 فیصد تک جاتی ہیں چلیں مان لیا کہ 12 فیصد ہے۔ اگر اس پر ایک فیصد بھی بنک کو زیادہ دے دیں تو بھی 13 فیصد ہونا چاہئے لیکن یہ 15 فیصد دے رہے ہیں یہ ظلم ہے۔ بقول ان کے میرے بھائی نے تو 30 فیصد نکالا ہوا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ statement اس سے زیادہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ figures کتاب دے رہی ہے میں نہیں دے رہا۔ یہ تو محکمہ کی طرف سے figures آئی ہیں کیونکہ یہاں جس کو بھی calculate کر لیں یہ 30 فیصد سے زیادہ بن رہا ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسمبلی کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: کیا یہ وقت ضائع ہو رہا ہے؟

رانا محمد افضل خان: مجھے بات ختم کرنے دیں، آپ میری بات سن لیں۔ جناب سپیکر! اس کے اندر گورنمنٹ کی جتنی funding ہے وہ ایک tender کے through ہوتی ہے۔ اسٹیٹ بنک کے rates ہیں، بنک اپنے rates دیتے ہیں اور جو سستا ریٹ ہوتا ہے تو اس پر گورنمنٹ قرضہ لیتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں ان کو اس بات کا جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میں نے kibor rate بتا دیا ہے کہ وہ plus 2.50 ہے اور یہ kibor rate State Bank طے کرتا ہے۔ اس پر لوکل اور کمرشل بنک سے جو قرضہ لیا جاتا ہے وہ pay کرتے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ انہیں ان کی بات کا جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس وقت پنجاب باقی تمام صوبوں میں سے سب سے کم ریٹ پر قرضہ لے رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہاں۔ اصل بات تو یہ سُننے والی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کیا ابھی یہ کم ریٹ پر قرضہ لے رہا ہے؟

جناب سپیکر: آگے چلیں! جی، اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! سوال نمبر 7457 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ میں شوگر ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7457: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں شوگر ملز کتنی ہیں؟

(ب) ان ملز نے سال 2008 سے یکم اگست 2010 تک کتنا گنا کسانوں سے خرید کیا؟

(ج) ہر مل کے ذمہ کسانوں کو گنا کی مد میں کتنی ادائیگی کرنا باقی ہے؟

(د) ان ملوں کے ذمہ کتنا شوگر سیس بنتا ہے تفصیل ملز وار بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ان شوگر ملز کے ذمہ شوگر سیس فنڈز کی وصولی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع چنیوٹ میں مندرجہ ذیل تین شوگر ملز ہیں:۔

1- مدینہ شوگر ملز

2- رمضان شوگر ملز

3- سفینہ شوگر ملز

(ب) تینوں شوگر ملز نے جو گنا سال 2008 تا یکم اگست 2010 کسانوں سے خرید کیا اس کی تفصیل یوں ہے:

مل کا نام	2008-09 میٹرک ٹن	2009-10 میٹرک ٹن
مدینہ شوگر ملز	4,53,038.591 روپے	4,60,892.323 روپے
رمضان شوگر ملز	3,76,351.68 روپے	369,839.295 روپے
سفینہ شوگر مل	3,38,773.414 روپے	3,65,744.49 روپے
ٹوٹل	11,68,163.685 روپے	11,96,476.108 روپے

(ج) ان شوگر ملز کے ذمہ کسانوں کو گنے کی مد میں کوئی رقم واجب الادا نہ ہے۔ جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) شوگر ملز کے ذمہ تفصیل شوگر سیس

مل کا نام	شوگر سیس 2008-09	شوگر سیس 2009-10
مدینہ شوگر ملز	1,69,88,947 روپے	1,72,83,462 روپے
رمضان شوگر ملز	1,41,13,188 روپے	1,38,68,947 روپے
سفینہ شوگر ملز	1,27,04,003 روپے	1,37,15,418 روپے
ٹوٹل	4,38,06,138 روپے	4,48,67,854 روپے

(ہ) چونکہ یہ شوگر ملز شوگر سیس فنڈ پہلے ہی ادا کر چکی ہیں لہذا ان کے ذمہ اس مد میں کوئی ادائیگی نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟ (شور وغل)

Order please, order in the House.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ ضلع جھنگ کی کل تین شوگر ملز نے جو گنا کرش کیا ہے اس کا ٹوٹل وزن 11 لاکھ 68 ہزار 163 میٹرک ٹن ہے اور جو شوگر سیس ملا ہے وہ 4 کروڑ 38 لاکھ 6 ہزار 1 سو 38 ہے۔ یہ مجھے یہ بتادیں کہ محکمہ شوگر کین سیس فی من کتنا کاٹتا ہے اور اس کی ratio کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس کا ریٹ 2 روپے فی 40 کلوگرام ہے۔ اس میں ایک روپیہ grower دیتا ہے اور ایک روپیہ مل ادا کرتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ جواب غلط ہے۔ انہوں نے جو ریٹ بتایا ہے اس کے مطابق یہ مجھے حساب کر کے بتادیں کہ اگر ضلع جھنگ کی تین شوگر ملز 11,68,163.685 میٹرک ٹن گنا کرش کریں تو اس کرشنگ کی کل رقم جو انہوں نے وصول کی ہے وہ 4 کروڑ 38 لاکھ 6 ہزار 1 سو

38روپے بنتی ہے اور جو ریٹ یہ بتا رہے ہیں اس کے مطابق یہ رقم 25کروڑ روپے بننی چاہئے یا تو ملوں نے اتنا گنا کرش نہیں کیا اور اگر اتنا ہی گنا کرش کیا ہے تو پھر انہوں نے شوگر کین سیس چوری کیا ہے اور یہ چوری 80فیصد بنتی ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری صرف اتنا بتادیں کہ اگر یہ رپورٹ غلط ہے تو محکمہ کے خلاف کیا ایکشن لیں گے اور اگر یہ رپورٹ درست ہے تو 21کروڑ روپے کی چوری کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جو اس کا ذمہ دار ہوگا اس کے خلاف پوری کارروائی کی جائے گی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا کارروائی کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): بات سُن لیجئے۔ آپ اس کو مذاق میں نہ لے جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ سوال pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: سوال pending نہیں ہو سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): میں نے آپ کو شرح بتائی ہے کہ ایک روپیہ فی 40کلو گرام زمیندار ادا کرتا ہے اور ایک روپیہ فی 40کلو گرام مل ادا کرتی ہے اگر calculation میں کوئی clerical mistake ہے تو اس کو دیکھ لیا جائے گا کسی کو suspend کرنا یا کسی کے خلاف بے بنیاد ایکشن لینا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کو correct کر کے پھر آپ ایوان میں بتائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جی، ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ یہ سوال pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ سوال کو pending نہیں کیا جا سکتا۔ وہ آپ کی بات کا جواب دے دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایوان کو جواب دینا ہے یا مجھے جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ وہ ایوان کو جواب دے دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ بہت زیادتی ہے۔ 21 کروڑ روپے کی چوری کی گئی ہے اور اس کے لئے آپ سوال pending نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو بعد میں ساری calculation بتادیں گے۔ جی، اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: On her behalf. (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 7474 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا۔فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7474: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنی فلور ملز کہاں کہاں واقع ہیں، ان کے نام اور مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کو سالانہ کتنی گندم حکومت فراہم کرتی ہے ہر فلور ملز کا سالانہ گندم کا کوٹا کتنا ہے تفصیل ملز وار علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) کیا ان فلوز ملز کی چیکنگ کا اختیار حکومت کے پاس ہے اگر ہاں تو چیکنگ کرنے کی اتھارٹی کس کے پاس ہے؟

(د) ان فلور ملز میں سے کس کس مل کے خلاف کس کس بناء پر کارروائی ہو رہی ہے؟

(ہ) کس کس مل کے خلاف گندم چوری فروخت کرنے کی بناء پر کارروائی زیر غور ہے؟

(و) ان فلور ملز میں سے کون کون سی مل کب سے بند پڑی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع سرگودھا میں فلور ملز کی تفصیل مع نام مالکان حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فلور ملز	نام مالکان	پتا
1	معین انڈسٹریز فلور ملز	شیخ وسیم حسن، شیخ ندیم حسن	لڈے والا، سرگودھا
2	سرگودھا آئل اینڈ فلور ملز	حاجی فرخ	لاہور روڈ سرگودھا
3	نیو پاک فوڈ فلور ملز	مہر غلام دستگیر لک	کوٹ فرید سرگودھا

4	ایم حیات فلور ملز	میاں نسیم حسن	موہنی روڈ سرگودھا
5	سردار فلور ملز	زاہد اسلام، طاہر اسلام	کباڑی بازار سرگودھا
6	سرگودھا فوڈ فلور ملز	ملک محمد حفیظ	کباڑی بازار سرگودھا
7	شمع فوڈ فلور ملز	حاجی محمد طارق	سلانوالی ضلع سرگودھا
8	کسان فلور ملز	عبدالرحمٰن	خوشاب روڈ سرگودھا
9	نیشنل فلور ملز	جنید اقبال	رحمان پورہ سرگودھا
10	فتح نور فلور ملز	لال دین	لاہور روڈ سرگودھا
11	مخدوم فلور ملز	افتخار احمد سندھو	33کلومیٹر لاہور روڈ سرگودھا
12	رحمان فلور ملز	حاجی خالد سلیم	شاہ پور صدر ضلع سرگودھا
13	زم زم فلور ملز	عبدالستار	فروکہ ضلع سرگودھا
14	فضل فلور ملز	شیخ فضل	بھلوال ضلع سرگودھا
15	عوامی فلور ملز	حاجی محمد زبیر	بھلوال ضلع سرگودھا

(ب) فلور ملز کا سالانہ کوٹا مختص نہ ہوتا ہے بلکہ ہر سال گندم آنے پر فلور ملز کو ان کی منظور شدہ باڑیوں کے مطابق کوٹا گندم جاری کیا جاتا ہے۔پالیسی اجراء کے مطابق امسال اوپن پالیسی کے تحت فلور ملز کو ان کی مطلوبہ مقدار کے مطابق گندم فراہم کی جارہی ہے۔

(ج) جی ہاں! فلور ملز کی چیکنگ کا اختیار، نظامت خوراک پنجاب، ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ متعلقہ و ضلعی مختار خوراک اور حکومت پنجاب کے مقرر کردہ انسپکٹرز کو حاصل ہے۔

(د) مندرجہ ذیل فلور ملز کے خلاف ضابطہ کی کارروائی ہو رہی ہے:۔

1- سرگودھا فوڈ پروڈکٹس
2- رحمٰن فلور ملز
3- شمع فوڈ پروڈکٹس

ان فلور ملز کو حکومت سے حاصل کردہ گندم کی کم پسائی کرنے پر جرمانہ عائد کیا گیا تھا۔ان فیصلوں کے خلاف مذکورہ فلور ملز کی انتظامیہ نے عدالت میں دعویٰ جات دائر کئے ہوئے ہیں جو زیر سماعت ہیں۔علاوہ ازیں مندرجہ ذیل فلور ملز نے رمضان پیکیج کے دوران شیڈول کے مطابق آٹا کم سپلائی کیا جس کی بنیاد پر ان فلور ملز کو شوکاز نوٹس جاری کئے گئے ہیں جس پر مزید کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔

1- زم زم فلور ملز
2- سرگودھا فوڈ پروڈکٹس
3- رحمٰن فلور ملز اور نیشنل فلور ملز

(ہ) کسی بھی فلور ملز کے خلاف گندم چوری کی بناء پر کارروائی زیر غور نہ ہے۔

(و) ضلع سرگودھا میں کل 15 فلور ملز ہیں جن میں سے 13 فلور ملز کام کر رہی ہیں جبکہ 2 فلور ملز یعنی عوامی فلور ملز بھلوال اگست 2007 سے اور فتح نور فلور ملز سرگودھا اپریل 2009 سے بند ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) میں یہ کہا گیا ہے کہ اس پر کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس کا جواب چونکہ 2011 میں آیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اب تک یہ کارروائی مکمل ہو چکی ہو گی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ ان فلور ملز کے خلاف گندم کی کم پسائی اور گندم چوری پر کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں۔ آپ کے پاس جز (د) کا کیا جواب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! گندم چوری کا کوئی کیس نہیں ہے۔ کم سپلائی کی انکوائری کی گئی تھی رمضان کے مہینے میں لوگوں کو relief دینے کے لئے جو پیکج دیا جاتا ہے اس میں جس بنیاد پر ملوں کو گندم دی جاتی ہے اس سے کم سپلائی کی گئی تھی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال کم سپلائی نہیں بلکہ کم پسائی کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وہ کم پسائی کا پوچھ رہی ہیں، آپ نے جواب میں کم سپلائی لکھا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس میں پسائی کا کوئی ذکر نہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس جو آپ کا جواب آیا ہے اس پر پسائی درج ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ سپلائی کی انکوائری کرتے رہے ہیں جبکہ سوال پسائی کا کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، اس میں اور سوال بھی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے جز (د) کا جواب جو دیا ہے وہ اس کا پوچھ رہی ہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! پہلے ان کو دانش سکول بھیجیں۔

جناب سپیکر: نہیں ،ایسی بات نہ کریں۔ پڑھے لکھے آدمی ہیں اللہ کا شکر ہے۔ ان کو جواب تلاش کرنے دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! چلیں! ٹھیک ہے، یہ ایک گھنٹہ کا ٹائم لے لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان کو تو Kibor rate کا بھی نہیں پتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! ان چار ملوں کو جرمانہ کیا گیا۔

جناب سپیکر: پھر بیچ میں سوال آ جائے گا آپ بتائیں کہ کتنا جرمانہ کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جن ملوں کو جرمانہ کیا گیا انہوں نے عدالت میں کیسز دائر کئے ہوئے ہیں۔ ابھی عدالت کی طرف سے فیصلہ آنا باقی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کے کیسز عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ کتنا جرمانہ کیا گیا؟

جناب سپیکر: چونکہ کیسز عدالت میں زیر سماعت ہیں لہذا اس پر بحث نہیں کی جا سکتی۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کورٹ کی بات کو چھوڑ دیں۔ یہ بتا دیں کہ کم پسائی پر جو کارروائی کی گئی اس پر کتنا جرمانہ کیا گیا اور وہ کارروائی ظاہر ہے 2011 کے بعد اس وقت مکمل ہو گئی ہو گی، اس پر کیا سزا دی گئی تھی جس پر وہ کورٹ میں چلے گئے تھے۔

جناب سپیکر: آپ نے جو جرمانہ کیا وہ بتا دیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں وہ بتاتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! سرگودھا فوڈ پراڈکٹس کو کم پسائی کی بنیاد پر جو جرمانہ ہوا وہ تین لاکھ 35 ہزار 963 روپے ہوا، رحمٰن فلور ملز کو 6 لاکھ 89 ہزار 150 روپے ہوا اور شمع فوڈ پراڈکٹس کو 2 لاکھ 18 ہزار 25 روپے ہوا۔

جناب سپیکر: .Very good شاباش۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ سوال نہیں کر سکیں گی اب آپ ان کو سوال کرنے دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! جو سوال take up کرتا ہے وہ دو ضمنی سوال پوچھ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا اپنا سوال ہوتا تو دو دفعہ سوال کرنے کی اجازت ضرور دیتا لیکن اب نہیں، ان کا بھی حق ہے۔ آپ مہربانی کریں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! یہ جو ملوں میں کم پسائی کی گئی ہے وہ گندم چوری ہوئی ہے یا سمگل ہوئی ہے جو کوٹا ان کو الاٹ کیا گیا تھا وہ گندم کدھر گئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اگر پسائی نہیں ہوئی تو وہ گندم کدھر گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جتنی گندم کم دی گئی ہے اسی کی بنیاد پر جرمانہ ہوا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ملوں کو کوٹا دیا گیا تھا جس گندم کی کم پسائی کی بناء پر جرمانہ کیا گیا وہ گندم کہاں گئی؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جتنی گندم کی قیمت بنتی تھی اتنا ہی ان کو جرمانہ کیا گیا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے بھی ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی ضمنی سوال کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے بڑے پیار سے کہا ہے۔ جز (و) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ ان فلور ملز میں سے کون کون سی فلور ملز بند پڑی ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ دو ملز بند پڑی ہیں۔ یہ دو ملز کیوں بند پڑی ہیں اور انہیں کیوں نہیں شروع کیا جا رہا؟ اس وقت ملز کی بہت سخت ضرورت ہوتی ہے تو ان کا بند ہونا قومی مفاد میں ہرگز نہیں ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ کیوں بند پڑی ہیں؟

جناب سپیکر: میری بات سنیں، یہ common sense کی بات ہے ہو سکتا ہے کہ مل آنرز کے پاس اتنے پیسے نہ ہوں کہ وہ بجلی کا بل دے سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع سرگودھا میں کل 16 ملز ہیں جن میں سے 3 فلور ملز بند پڑی ہیں۔ مخدوم فلور مل 10-09-25 سے بند پڑی ہے، نیشنل فلور مل 11-03-01 سے بند پڑی ہے اور شہباز فلور مل 11-09-01 سے بند

پڑی ہے۔ان کی ذاتی وجوہات ہیں ان کی فیکٹریوں کے اپنے نظام ہیں گورنمنٹ کی وجہ سے ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ ملیں موجودہ گورنمنٹ کے دور میں بند ہوئی ہیں۔کیا یہ سیاسی انتقام تو نہیں ہے یا یہ defaulter ہیں؟

جناب سپیکر: یہ کیسا سوال ہے؟ کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: On her behalf (معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 7475 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا: گندم ذخیرہ کرنے کے گوداموں کی تفصیلات

*7475: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں گندم ذخیرہ کرنے کے گودام کہاں کہاں موجود ہیں اس وقت ان میں کتنی گندم ذخیرہ کی ہوئی ہے؟

(ب) اس وقت کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے اور اس کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ج) کتنی گندم اس وقت خراب حالت میں کہاں کہاں پڑی ہوئی ہے؟

(د) سال 09-2008 اور 2010 کے دوران کتنی گندم کس کس بناء پر خراب ہوئی اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت مندرجہ ذیل گودام ہیں جن میں ذخیرہ کی گئی گندم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام و جگہ گودام	ذخیرہ شدہ گندم (میٹرک ٹن) سکیم 10-2009	سکیم 11-2010
1	سرگودھا پی آر سنٹر، اسلام پورہ	-	5196
2	پی آر-11 سلانوالی روڈ سرگودھا	17350	5219
3	پی آر سنٹر آسیانوالہ	28657	17305
4	پی آر سنٹر بھلوال	2245	690
5	پی آر سنٹر پھلروان	4654	-
6	پی آر سنٹر، سلانوالی	6533	1466
7	پی آر سنٹر، شاہ نکدر	1591	3080
8	پی آر سنٹر، شاہ پور	8527	4822
	میزان	69557	37778

مزید برآں پی آر سنٹر 11 سرگودھا پر 436 ٹن اور پی آر سنٹر بھلوال پر 2000 میٹرک ٹن گندم پرائیویٹ گوداموں میں سٹور ہے۔

(ب) اس وقت ضلع سرگودھا میں کل 73573.350 میٹرک ٹن گندم کھلے آسمان کے نیچے گنجیوں کی شکل میں پڑی ہے۔یہ گندم سکیم 11-2010 میں خرید کی گئی ہے اور اسے موسمی اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ترپالوں سے ڈھانپا گیا ہے۔سسری، کھپرا سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے زہریلی دھونی بھی دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت ضلع سرگودھا میں کوئی خراب گندم موجود نہ ہے۔

(د) سال 09-2008 اور 2010 کے دوران کوئی گندم خراب نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب والا! جز (ب) سے متعلق ضمنی سوال کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: کھلے آسمان کے نیچے؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی ہاں۔جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے گندم کو ترپالوں اور گنجیوں کی شکل میں ڈھانپ رکھا ہے۔ میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں کہ کیا گندم کو ترپالوں سے ڈھانپ کر محفوظ کیا جا سکتا ہے ؟ پچھلے چار پانچ سالوں سے ہمیں یہی کہا جا رہا ہے کہ ہم اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے

گوداموں کی تعداد بڑھا رہے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ آج 2012 میں بھی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! پورے پنجاب میں باقاعدہ گوداموں کی پہلے ہی کمی ہے۔ ہمارے پاس 21 یا ساڑھے 21 لاکھ ٹن گندم سنبھالنے کے گودام موجود ہیں لیکن چونکہ ہماری ڈیمانڈز زیادہ ہے اس لئے open یعنی کھلے میدان میں گندم کو سٹور کیا جاتا ہے اور first in first out کی بنیاد پر سب سے پہلے priority اسی گندم کو دی جاتی ہے جو open پڑی ہوئی ہو۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کا ضمنی سوال ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! گندم کو preserve کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی اپنایا ہوا ہے کہ اس میں زہریلی قسم کی کیڑے مار گولیاں رکھی جاتی ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیڑے مار گولیاں سر عام فروخت ہوتی ہیں یا محدود تعداد میں ڈیلروں کو اس کا کوٹا دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ پوچھنا کیا چاہتی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں ان زہریلی گولیوں کے بارے میں پوچھ رہی ہوں جو سر عام فروخت ہو رہی ہیں، کیا اس کی فروخت کا کوٹا محدود لوگوں کو دیا جاتا ہے کیونکہ لوگ یہ زہریلی گولیاں کھا کر مر بھی جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: کسی نے آپ کی طرف تو ایسا کچھ نہیں کر دیا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: نہیں، ایسا نہیں ہے یہ بڑی زہریلی چیز ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب والا! ان گولیوں سے متعلق سوال تو غیر متعلقہ ہے لیکن میں یہ عرض کر دیتا ہوں کہ گندم کو سنبھالنے کے لئے اس کو medicated دھونی دی جاتی ہے اور ترپالوں سے ڈھانپا جاتا ہے تاکہ بارش اور موسمی اثرات سے محفوظ رکھا جا سکے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں آخری سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر رکھے آخری سوال کیوں ہو؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میرے سوال کا تو انہوں نے جواب ہی نہیں دیا یہ صرف ترپال ہی چیک کر کے آ گئے ہیں ان کو تو یہ بھی نہیں پتا ہو گا کہ اس کے اندر کیا چھپا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! ان گوداموں میں گولیاں رکھنے کا رواج ابھی تک تو نہیں ہے البتہ medicated دھونی دینے اور ان کو ترپالوں سے ڈھانپنے کا انتظام ضرور موجود ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو محترمہ کے سوال کا جواب دینا چاہئے اس کا مطلب تو یہ ہے کہ حکومت ہی عوام کو گولی دے رہی ہے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے معنی کیا ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ آپ کے سوال کا جواب آ گیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔ (شور و غل)

MR SPEAKER: Order please. Order please. Order in the House.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے ہاں گوداموں کی کمی ہے۔ مجھے یہ بتا دیں کہ گندم کو محفوظ کرنے کے لئے گودام بنانا زیادہ ضروری ہیں، پل، سڑکیں بنانا زیادہ ضروری ہیں یا پھر بس چلانا زیادہ ضروری ہے؟

جناب سپیکر: آپ relevant رہیں گی تو جواب ملے گا اور اگر آپ relevant نہیں رہیں گی تو جواب بھی نہیں ملے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں ان کی ترجیحات پوچھ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اس سوال کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر! On his behalf.سوال نمبر 7520 ہے اس کا جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شوگر سیس فنڈز سے چنیوٹ میں سڑکوں کی تعمیر کی تفصیلات

*7520: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رمضان شوگر ملز کے ذمہ گنے کی سپلائی کی رقم 2008 سے آج تک کتنی بقایا ہے نیز ان کی ادائیگی کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے؟

(ب) شوگر سیس فنڈز سے ضلع چنیوٹ میں گزشتہ پانچ سال کے دوران کون کون سی سڑکیں کتنی کتنی مالیت سے کب تعمیر کی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) رمضان شوگر ملز کی فراہم کردہ رپورٹ بابت مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے مطابق گنے کے کاشت کاروں کی رمضان شوگر ملز کے ذمہ کوئی رقم واجب الادا نہ ہے۔شوگر ملز کی جانب سے فراہم کردہ دونوں سالوں کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع چنیوٹ میں مندرجہ ذیل تین شوگر ملز ہیں۔

1- مدینہ شوگر ملز 2- رمضان شوگر ملز

3- سفینہ شوگر ملز

ضلع چنیوٹ میں سال 08-2007 اور 09-2008 میں کوئی سڑک تعمیر نہ کی گئی۔

نیا ضلع بننے سے اب تک صرف رمضان شوگر ملز کے روڈ سیس فنڈز سے مندرجہ ذیل دو سڑکات جو کہ ضلع جھنگ سے منظور کی گئی تھیں کے لئے مالی سال 10-2009 کے دوران ان سڑکوں کو مکمل کرنے کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے جن کی تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت	اخراجات جو ضلع جھنگ نے ادا کئے۔	ضلع چنیوٹ سے جاری کئے گئے فنڈز
1	تعمیر سڑک رجوعہ تا کوٹ اسماعیل براستہ کنجوان (لمبائی 1.21 کلومیٹر)	2.694 ملین	1.347 ملین	1.347 ملین
2	مرمت سڑک جامعہ آباد سے خان دا کوٹ (لمبائی 8 کلومیٹر)	17.164 ملین	12.00 ملین	5.164

جناب سپیکر:کوئی ضمنی سوال؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!جو figures محکمے نے بتائی ہیں اس کے مطابق پانچ سالوں میں جو شوگر کین سیس اکٹھا ہوا ہے وہ تقریباً22کروڑ کے برابر ہے اور سوال یہ کیا گیا ہے کہ شوگر سیس فنڈز سے ضلع چنیوٹ میں گزشتہ پانچ سال کے دوران کون کون سی سڑکیں کتنی کتنی مالیت سے کب تعمیر کی گئیں؟اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ضلع چنیوٹ میں سال2007-08اور2008-09میں کوئی سڑک تعمیر نہ کی گئی۔ایک تو ہم نے سوال میں پانچ سال کے اعداد وشمار پوچھے تھے لیکن انہوں نے صرف دو سال کے اعداد وشمار دیئے ہیں۔

جناب سپیکر:پانچ سال پہلے تو چنیوٹ ضلع ہی نہیں تھا۔(قہقہے)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب والا!ضلع جھنگ کا حصہ تو تھا۔اب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دو سالوں میں انہوں نے وہاں پر کوئی سڑک تعمیر نہیں کی، میری calculation کے مطابق انہوں نے اس شوگر سیس سے دو سالوں میں 52کروڑ روپے اکٹھے کئے ہیں۔52کروڑ روپے کی بجائے یہ 9کروڑ روپے بتا رہے ہیں ایک تو یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں جس سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔دوسری بات اگر یہ رقم9کروڑ روپے بھی اکٹھی ہوئی ہے اور انہوں نے اس رقم سے سڑکیں بھی نہیں بنائیں تو پھر یہ رقم کہاں گئی؟دوسرا سوال یہ ہے کہ شوگر سیس کی رقم سڑک کے علاوہ شوگر سیس رولز کے مطابق اور کہاں کہاں استعمال ہوتی ہے اور انہوں نے یہ رقم کہاں استعمال کی ہے؟ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!ایک سوال تو ان کا یہ ہے کہ سڑکوں کے علاوہ یہ رقم کہاں پر استعمال ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سڑکوں کے علاوہ اس رقم سے پل بنائے جا سکتے ہیں، rehabilitation of roads ہو سکتی ہے اس کے علاوہ نئی constructions بھی ہو سکتی ہیں۔ان کے سوال کے دوسرے حصے کا جواب یہ ہے کہ پچھلے پانچ سال میں یہ ضلع نہیں تھا لیکن جب یہ ضلع بن گیا تو اس کے بعد 24 پراجیکٹ شروع کئے گئے سڑکوں کی تعمیر اور rehabilitation کی گئی جو اس سے منسلک ہیں جن میں سے 15 پراجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں اور باقی 9 پراجیکٹ in progress ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! ایک بات تو میں یہ بتادوں کہ شوگر سیس رولز کے مطابق یہ پیسے سڑکوں کی تعمیر پلوں کی تعمیر اور گنے کی ریسرچ کی شکل میں جدید seed کے لئے خرچ ہوتے ہیں جس کا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اور محکمے کو پتا ہونا چاہئے، دوسرا شوگر سیس رولز کے مطابق گنے کی پیداوار بڑھانے کے لئے لوگوں کو جو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ modern seed استعمال کریں اور زیادہ سے زیادہ کاشت کریں وہاں پر بھی یہ رقم استعمال کی جاسکتی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر پارلیمانی سیکرٹری اور محکمے کو اتنا بھی نہیں پتا تو پھر ان کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب انہوں نے خود یہ کہا ہے کہ ہم نے 2007 اور 09-2008 کے اندر کوئی رقم سڑکوں کی مرمت پر خرچ نہیں کی، اب اگر معزز پارلیمانی سیکرٹری یہ باتیں کہہ رہے ہیں تو کیا یہ اس بات کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہاں پر غلط رپورٹ دی ہے ان کے خلاف کارروائی کریں گے کیونکہ یہ فرما رہے ہیں کہ تقریباً پندرہ کے قریب پراجیکٹ ایسے ہیں جن پر کام ہو رہا ہے؟ میں آپ کو اس سلسلے میں معزز Chair کی rulings دے سکتا ہوں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ جس دن محکمے کا سوال اسمبلی کے اندر زیر بحث آنا ہو اس دن تک latest report محکمہ ایوان میں پیش کرنے کا پابند ہوگا۔

جناب سپیکر! Rule 54 میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر محکمہ بروقت رپورٹ پیش نہیں کر سکتا تو (1)Rule 54 کے تحت پارلیمانی سیکرٹری ایوان کے اندر کھڑے ہو کر وضاحت کرے گا، reasons دے گا، causes دے گا کہ:

Why I am not able to produce these things in this House?

انہوں نے آج تک وہ reasons نہیں دیں۔

جناب سپیکر! (2)Rule 54 کے اندر یہ بات کہی گئی ہے کہ اگلی دفعہ جب فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی بحث ہو گی تو وہ بتائیں گے کہ جن لوگوں نے یہ رپورٹ بروقت نہیں دی تھی یا جن لوگوں نے یہ figures غلط دیئے تھے میں نے ان کے خلاف یہ کارروائی کی ہے۔وہ کارروائی مکمل کر کے ایوان میں رپورٹ پیش کریں گے۔ میں اس ایوان کی وساطت سے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے پاس اس 9 کروڑ روپے کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے تو اس ایوان کو یہ حق حاصل ہے کہ کروڑوں کے حساب سے جو پبلک منی غبن ہوئی ہے وہ اس کا حساب اس ایوان کو دیں۔ اگر یہ اکٹھا ہوا ہے تو کہاں گیا ہے اور اگر اکٹھا ہی نہیں ہوا تو یہ رمضان شوگر ملز کے مالکان سے اکٹھا کرنے کی کوشش ضرور کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!انہوں نے معیار سے ہٹ کر ایک بات کی ہے اور رمضان شوگر ملز کا نام لے کر بات کی ہے۔۔۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:سردار صاحب!پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔ Not allowed please جی،پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!میرے بھائی نے خاص طور پر رمضان شوگر ملز کا نام لے کر بات کی ہے میں اس کا یہ جواب دیتا ہوں کہ آج تک رمضان شوگر ملز کے ذمہ ایک پائی بھی بقایا نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:میں نے یہ سوال ہی نہیں پوچھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):میری بات سنیں۔میں پوری بات بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر:نام آیا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:یہ relevant بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر:یہ relevant اور irrelevant آپ نے بتاتا ہے،آپ کا یہ کیا طریقہ ہے؟

Is it correct? No, You should address me not him.

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):یہ جوابات روزنامچہ نہیں ہیں کہ ہر روز کی رپورٹ آپ کو دی جائے۔یہ سال کے بعد کی رپورٹ ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!ان کا فرض ہے اور یہ رولنگ ہے کہ جب اسمبلی میں رپورٹ پیش کی جائے تو وہ latest ہو۔

جناب سپیکر:بالکل I agree with you میں نے کہہ دیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!انہوں نے روزنامچہ کیوں کہا ہے؟انہوں نے اسمبلی کی توہین کی ہے۔ان کا فرض ہے کہ یہ آج کے مطابق latest report ایوان میں پیش کریں۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات تو سننے دیں۔
چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: انہوں نے روزنا مچے کی بات کر کے اسمبلی کی توہین کی ہے۔اس پر Chair کی رولنگ موجود ہیں۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): میں روزنا مچے والے الفاظ withdraw کرتا ہوں۔
جناب سپیکر: وہ اپنے الفاظ withdraw کر گئے ہیں۔
چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: وہ یہ الفاظ واپس لیں۔
جناب سپیکر: انہوں نے وہ الفاظ withdraw کر لئے ہیں۔وہ واپس ہو گئے ہیں۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اگر آپ روزنا مچے کا لفظ بدلنا چاہیں تو بدل دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔
جناب سپیکر: جی، بدل دیا۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! سیس فنڈ میں جو رقم جمع ہوئی وہ پوری کی پوری استعمال ہو رہی ہے اس سے پندرہ پراجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں جن میں نئی سڑکیں اور ان روڈز کی rehabilitation تھی ابھی 9 پراجیکٹ in process ہیں۔اس سے زیادہ اور تفصیل میں کیا رپورٹ ہو سکتی ہے؟ وہ سارے کے سارے نام دیئے ہوئے ہیں ان کی لمبائی چوڑائی دی ہوئی ہے، کس شہر سے کس شہر تک، کس قصبے سے کس قصبے تک اور عام طور پر priority اس بات کو دی جاتی ہے جو روڈز شوگر ملز کو جاتے ہیں ان کو first priority پر تعمیر کیا جاتا ہے۔
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ۔۔۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔میں نے سردار خالد سلیم صاحب کو بٹھایا تھا پہلے وہ بات کر لیں۔
سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ سوموار سے لے کر آج تک روزانہ ہمارے سوالات ہوتے ہیں۔
جناب سپیکر: جی کیا؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! روزانہ ہمارے سوال ہوتے ہیں مگر وہاں تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آتی اور ٹائم پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے ان سب کو یہی گزارش کی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: ہم تیاری کر کے آتے ہیں، ہمارے سوال ہوتے ہیں اور ہم نے جواب بھی لینے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات جائز ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے رمضان شوگر ملز کی تفصیل بتائی ہے کہ ان کے ذمے سیس فنڈ کی کوئی رقم نہیں ہے۔ میں ان سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آیا مدینہ، سفینہ اور رمضان شوگر ملز نے اس مد میں کتنے فنڈز دیئے ہیں ایوان میں ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر: کن کی؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سیس فنڈ کتنے دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: fresh question بنتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ اسی کا حصہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ محترمہ! آپ اس بارے میں ٹھیک نہیں ہیں۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کا ہے۔ سردار صاحب! میری بات سن لیں۔ آپ کے لئے تین ضمنی سوال ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے دو سوال بولنے ہیں زیادہ نہیں بولوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 8719 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی، خریدی گئی گندم کی تفصیلات

*8719: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ خوراک کے گوداموں میں جو گندم اس وقت پڑی ہوئی ہے وہ کس کس سال میں خرید کی گئی تھی؟

(ب) گندم کتنے سالوں کے بعد خراب ہو جاتی ہے یا اس میں موجود غذائیت کا عنصر ختم ہو جاتا ہے؟

(ج) اس وقت کتنی گندم ایسی ہے جو اپنی غذائیت کے لحاظ سے اپنی مدت ختم کر چکی ہے اور اس کو مقررمدت میں فروخت نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ضلع میں پڑی پرانی گندم کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل):

(الف) ضلع وہاڑی میں خرید شدہ وذخیرہ کردہ گندم کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	خریداری سکیم	(میٹرک ٹن میں)	
1	2009-10	72154	-
2	2010-11	19	50068
3	2011-12	16680	115370

(ب) معزز ایوان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے خطہ میں جب گندم کی کٹائی ہوتی ہے تو اس وقت موسم انتہائی خشک اور گرم ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے گندم کے دانوں میں نمی کا تناسب انتہائی کم ہوتا ہے۔ کم نمی والی گندم کو کافی عرصہ تک ذخیرہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی غذائیت میں کمی نہیں آتی۔ ترقی یافتہ ممالک غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے گندم کو پانچ سال سے زیادہ عرصہ تک ذخیرہ کرتے ہیں۔

(ج) چونکہ اس وقت غذائیت کی مدت ختم ہونے والی گندم ہمارے پاس ذخیرہ نہ ہے، اس لئے فوراً سے بیچنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(د) محکمہ خوراک بنیادی طور پر شہری آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے گندم خرید کرتا ہے۔ جب منڈی میں گندم کی سپلائی کم ہو جاتی ہے اور نرخ بڑھ جاتے ہیں اس وقت گندم کی فروخت شروع کر دی جاتی ہے۔ پچھلے سال گورنمنٹ نے پرائیویٹ پارٹیوں اور برآمد کنندگان کو گندم فروخت کی اور اس سال بھی فاضل گندم فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی جناب سپیکر! جز(ب) میں ہے کہ محکمہ خوراک کے پاس گندم خرید کرنے کے بعد اسے سٹاک کرنے کے لئے کیا ذرائع ہیں اور وہ گندم کتنی دیر تک محفوظ رہ سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سوال نمبر 8719 ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! اس کا جواب تو بڑا clear ہے۔ اس وقت محکمہ خوراک کے گوداموں میں جو گندم پڑی ہوئی ہے وہ کس کس سال کی خرید کی گئی ہے۔ 10-2009 اور 11-2010 کی بھی بتائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر جز(ب) کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جناب سپیکر! جز(ب) میں گندم خراب ہونے کے بارے میں ہے کہ گندم کتنے سالوں بعد خراب ہو جاتی ہے۔ الحمدللہ جن دنوں میں ہمارے ملک میں گندم کی کٹائی ہوتی ہے کافی خشک موسم ہوتا ہے اس میں moisture کی بہت کمی ہوتی ہے لہذا یہاں دوسرے ملکوں کی نسبت گندم خراب ہونے کا امکان کم ہے اور اس کی غذائیت میں بھی کمی نہیں آتی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ جواب غلط ہے۔ میں ان سے request کرتا ہوں کہ گندم میں پچاس درجہ کی کمی اور صفر درجہ کی سردی بھی اس کی غذائیت خراب کرنے میں اثرانداز ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا۔ انہوں نے غیر ترقی یافتہ ممالک کی بھی بات کی ہے اس میں میری یہ گزارش ہے کہ دنیا میں پانچ سال تک گندم سٹاک کی جاتی ہے مگر اسے مناسب طریقے سے indoor سٹاک کیا جاتا ہے۔ اس کو fumigate کرنے کے بعد سٹاک کیا جاتا ہے جبکہ پاکستان میں گندم سٹاک کرنے کا خاطر خواہ انتظام نہ ہے، کھلے آسمان تلے پڑی گندم ڈھانپنے کے لئے محکمہ کے پاس ناقص اور پھٹی پرانی ترپالیں ہوتی ہیں اس میں دو سال کے بعد بو آنا شروع ہو جاتی ہے۔ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں نمی نہیں ہوتی؟ ہم گھر میں جو گندم سٹاک کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے نمی کی بات تو کر دی ہے۔ آپ اگلی بات پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: میں اپنا ضمنی سوال پھر دہرا دیتا ہوں کہ محکمہ خوراک کے پاس گندم خرید کرنے کے بعد اسے سٹاک کرنے کے کیا ذرائع ہیں، انہوں نے کہا ہے کہ وہ آسمان تلے پڑی ہوئی ہے میں نے یہ ضمنی سوال کیا تھا کہ وہ گندم کتنی دیر تک محفوظ رہ سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!first in first out کی بنیاد پر گندم کی ترسیل کی جاتی ہے۔ہمارے ملک میں بہت زیادہ لمبے عرصے کے لئے گندم سٹاک نہیں کی جاتی بلکہ زیادہ سے زیادہ دو سال اس کے بعد پرانی گندم ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ نئی گندم آ جاتی ہے لہذا اس میں پانچ سال کا عرصہ، نمی زیادہ آنے یا اس پر موسم کے بہت زیادہ منفی اثرات کا امکان نہیں ہوتا۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!جواب پورا نہیں ہے۔جز(ج) میں میرا ضمنی سوال ہے کہ گندم میں غذائیت ختم ہونے پر بیچنے کی ضرورت ہوتی ہے یا وقت پر فروخت کرنا ضروری ہوتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!گندم میں غذائیت کی کمی کا۔۔۔

MR SPEAKER: Order please. Order please. Order in the House.

جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!ایک certain period کے اندر گندم کی غذائیت میں کمی آنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا لہذا اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے وہ گندم ترسیل ہو جاتی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی:جناب سپیکر!میں تھوڑی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ 10-2009 میں ضلع وہاڑی میں محکمہ خوراک نے 612158 میٹرک ٹن گندم خریدی جبکہ سال 11-2010 میں 378712 میٹرک ٹن گندم خریدی گئی۔سال 2011 میں حکومت نے اس کا نرخ ایک ہزار فی من مقرر کر دیا جبکہ باقی صوبوں میں گندم کی قیمت پنجاب کی نسبتاً کافی کم تھی۔حکومت پنجاب کی اس ناقص پالیسی کی وجہ سے سال 2011 میں گندم فروخت نہ ہو سکی جس کی وجہ سے حکومت پنجاب کو کروڑوں روپے سود کی مد میں ادا کرنا پڑے۔۔۔

جناب سپیکر:سردار صاحب!وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو چکا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک(جناب محمد سعید مغل):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سال10-2009 گندم خریداری وپیداوار کی تفصیلات

*6633: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال2009 میں گندم کی خریداری کے لئے حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) مذکورہ سال گندم کی سب سے زیادہ خریداری کن کن علاقوں سے کی گئی؟

(ج) مذکورہ سال گندم کی سب سے زیادہ پیداوار صوبہ پنجاب کے کون سے ضلع میں ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال10۔2009 میں حکومت پنجاب نے مبلغ -/138,232,200,251 روپے گندم کی خریداری پر خرچ کئے۔

(ب) مذکورہ سال میں سب سے زیادہ گندم14 لاکھ میٹرک ٹن ضلع ملتان، 11 لاکھ میٹرک ٹن ضلع بہاولپور سے خرید کی گئی۔

(ج) سال10۔2009 میں پنجاب میں گندم کی پیداوار کے اعداد و شمار اس طرح سے ہیں:۔

پنجاب میں کل پیداوار:	1 کروڑ79 لاکھ19 ہزار میٹرک ٹن
ڈویژن میں زیادہ سے زیادہ پیداوار:	
بہاولپور ڈویژن	28 لاکھ32 ہزار100 میٹرک ٹن
ضلع میں زیادہ سے زیادہ پیداوار:	
بہاولنگر:	10 لاکھ58 ہزار99 میٹرک ٹن

ضلع سرگودھا، گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8551: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں گندم سٹور کرنے کے لئے کتنے گودام موجود ہیں نیز ان گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) سال 2008 سے آج تک مذکورہ ضلع میں گندم کی خریداری کا سرکاری ہدف کیا تھا، کیا ہدف کے مطابق گندم خریدی گئی، مکمل تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع سرگودھا میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے 65 گودام موجود ہیں جن میں گندم ذخیرہ کرنے کی معیاری گنجائش 85,900 میٹرک ٹن جبکہ انہی گوداموں کی operational گنجائش 1,14,000 میٹرک ٹن ہے۔

(ب) ضلع سرگودھا میں 2008 سے آج تک گندم کی خریداری کے لئے سرکاری طور پر مقرر کردہ اہداف و خریداری کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	ضلع	سال	ہدف (م۔ٹن)	خریداری (م۔ٹن)
1	سرگودھا	2008-09	99,000	62,638
2	۔ایضاً۔	2009-10	1,98,000	1,93,578
3	۔ایضاً۔	2010-11	1,34,000	1,24,594 (آج تک)

صرف دوران سال 2008-09 ہدف خریداری کا 63 فیصد حصول ممکن ہو سکا کیونکہ اس سال اوپن مارکیٹ میں گندم کا نرخ سرکاری نرخ سے زیادہ تھا اور اوسط پیداوار بھی نسبتاً کم تھی۔

ضلع قصور۔ گندم کی پیداوار و دیگر تفصیلات

*8975: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2011 میں ضلع قصور میں گندم کی کتنی پیداوار کا تخمینہ لگایا گیا ہے؟

(ب) کیا حکومت ضلع قصور میں کاشت کاروں اور زمینداروں کی طرف سے پیش کی جانے والی تمام گندم خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) حکومت سال 2011 کی گندم خریدنے کی پالیسی کا اعلان کب کرے گی اور اس پالیسی کے تعین کے لئے کن عوامل کو مد نظر رکھا جاتا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ زراعت کی رپورٹ کے مطابق سال 2011 میں قصور میں گندم کی کاشت 4,68,000 ایکڑ رقبہ پر کی گئی اور 33 من فی ایکڑ پیداوار کا تخمینہ لگایا گیا۔

(ب) گندم کی خریداری کاشت کاران وزمینداران سے رضاکارانہ بنیادوں پر کی جاتی ہے۔حکومت نے 8 بوری فی ایکڑ کے تناسب سے باردانہ کی تقسیم کا طریق کار وضع کیا اور ضلع قصور کے مقرر کردہ خریداری ہدف 93,400 میٹرک ٹن کے عوض 81,821 میٹرک ٹن گندم خرید کی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب نے گندم خریداری پالیسی کا اعلان اپریل کے اوائل میں کر دیا تھا اور 15۔اپریل 2011 کو خریداری شروع کر دی تھی۔تاہم چند بارشوں کی وجہ سے کچھ علاقوں میں خریداری گندم 20۔اپریل سے شروع ہوئی۔

گندم خریداری پالیسی کے تعین کے لئے مندرجہ ذیل عوامل کو مدنظر رکھا جاتا ہے:۔

i) گندم کی کاشت کے علاقوں میں خریداری مراکز کا قیام۔
ii) نگران کمیٹیوں کی تشکیل۔
iii) محکمہ مال کے افسران کی تعیناتی۔
iv) گزیٹڈ آفیسر کی بطور مصالحتی افسر تعیناتی۔
v) وافر باردانہ کی فراہمی۔
vi) ادائیگی کے لئے نزدیک ترین بنک کی سہولت۔
vii) چھوٹے کسان کی سہولت اور ترجیح۔

کسانوں سے چاول، کپاس خریدنے کی تفصیلات

*9021: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وفاقی حکومت جو گندم، چاول، کپاس، پنجاب حکومت سے لے کر بیرون ملک برآمد کرتی ہے کیا اس کی ادائیگی حکومت پنجاب کو پاکستانی روپے میں کی جاتی ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب گندم کے علاوہ چاول اور کپاس بھی کسانوں سے خریدنے کی پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ کسانوں کو ان کی فصل کی صحیح قیمت مل سکے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم کی خرید و فروخت کرتا ہے، سال 2011 میں محکمہ خوراک پنجاب نے وفاقی حکومت کی اجازت سے نجی برآمد کنندگان کو جو گندم فروخت کی اس کی ادائیگی پاکستانی روپے میں ہوئی۔

(ب) محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم کی خریداری کرتا ہے، جبکہ چاول اور کپاس کی خریداری سے متعلق پالیسی کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے جو حکومت پنجاب کے دائرہ کار میں نہ ہے۔

ضلع راولپنڈی، سستی روٹی سکیم کی تفصیلات

*9301: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں پچھلے تین سالوں کے دوران سستی روٹی سکیم پر کتنی رقم خرچ کی جاچکی ہے؟

(ب) ضلع راولپنڈی میں کتنے تنور رجسٹرڈ ہیں ان میں کتنے عام تنور ہیں اور کتنے مکینیکل تنور ہیں؟

(ج) کیا ان تنوروں کے ساتھ ساتھ حکومت نے سستے لنگر خانہ کا بھی انتظام کیا تھا ان کی تعداد کیا ہے اور ان پر کتنے اخراجات آئے؟

(د) کیا یہ تمام تنور اور لنگر خانے آج بھی چل رہے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حکومت پنجاب نے سستی روٹی کا عوامی فلاحی منصوبہ (Sasti Roti Initiative) سال 2008 میں محکمہ انڈسٹریز کے زیر انتظام شروع کیا۔ محکمہ انڈسٹریز نے اس منصوبہ کے ریجنل کوآرڈینیٹر مقرر کر کے DCOs کی اعانت کے ساتھ منصوبے پر کام شروع کیا۔ اس منصوبے میں محکمہ خوراک کے ذمہ محکمہ انڈسٹریز اور ضلعی انتظامیہ سے منظور شدہ تنوروں کو سستی روٹی کے لئے آٹے کی فراہمی پر 250 روپے فی تھیلا کے حساب سے سبسڈی دینے کا کام تفویض کیا گیا۔ (محکمہ انڈسٹریز کا پالیسی لیٹر مع گائیڈ لائنز بتاریخ 08-10-09 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) ضلع راولپنڈی میں سال 09-2008 میں تنوروں کو سستی روٹی سکیم کے تحت فلور ملوں کی جانب سے فراہم کردہ آٹے پر 263,738,905 روپے کی سبسڈی فراہم کی گئی۔

اس کے بعد سال 10-2009 سے پالیسی تبدیل کی گئی جس کے مطابق فلور ملوں کو آٹے کی فراہمی کے لئے نقد رقم کی سبسڈی دینے کی بجائے کم نرخوں پر گندم دینے کی پالیسی اپنائی گئی۔ (لیٹر نمبری No. SOF-IV/6-10/2008(Pt-II) مورخہ 18-07-09 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع راولپنڈی میں مورخہ 01-07-09 سے لے کر مورخہ

11-09-30 تک فلور ملوں کو آٹے کی فراہمی کے عوض 67822.401 میٹرک ٹن گندم گورنمنٹ کی رعایتی قیمت اجراء پر فراہم کی گئی جس کی سبسڈی کی رقم 695,179,610.250 روپے بنتی ہے۔اس طرح ضلع راولپنڈی میں سستی روٹی سکیم کے تحت پچھلے تین سالوں کی سبسڈی کی کل رقم 958,918,515.25 روپے بنتی ہے۔

(ب) محکمہ خوراک سے متعلقہ نہ ہے۔سستے لنگر خانوں اور تنوروں کی رجسٹریشن اور ان کے کوٹے کا تعین انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ اور ضلعی انتظامیہ کرتے ہیں۔بمطابق رپورٹ محکمہ انڈسٹریز، عام تنور بند ہو چکے ہیں اور مکینیکل تنوروں کی تعداد 47 ہے۔اس ضمن میں محکمہ انڈسٹریز کی فراہم کردہ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ انڈسٹریز کی رپورٹ کے مطابق سستے لنگر خانوں کا انتظام بھی کیا گیا تھا جن کی تعداد 47 ہے۔ان لنگر خانوں کو محکمہ خوراک نے ضلعی حکومت سے مہیا کردہ/تصدیق شدہ آٹا سپلائی کے عوض گندم کم نرخوں (subsidized rates) پر فلور ملوں کو درج ذیل تفصیل کے مطابق فراہم کی۔

نمبر شمار	ضلع	جاری کردہ گندم (میٹرک ٹن) بحساب -/10250 روپے فی میٹرک ٹن	رقم سبسڈی (روپے)
1	راولپنڈی	943.433	96,70,188.25

(د) انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے مطابق یہ تمام مکینیکل تنور اور لنگر خانے چل رہے ہیں۔

فیصل آباد شہر۔گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9446: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد شہر میں گندم کے کتنے گودام ہیں؟

(ب) ان میں گندم سٹور کرنے کی کتنی گنجائش ہے، تفصیل گودام وار بتائیں؟

(ج) ان میں اس وقت کتنی گندم پڑی ہوئی ہے اور یہ کب سے موجود ہے؟

(د) گندم کتنے عرصہ تک سٹور کی جا سکتی ہے؟

(ہ) ان گوداموں کے سال 10-2009 اور 11-2010 کے اخراجات بتائیں؟

(و) کس کس گودام کی عمارت ناکافی اور خستہ ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فیصل آباد شہر میں گندم کے کل 34 عدد گودام اور 16 سائیلوز 6 ذخیرہ کاری مراکز میں واقع ہیں:۔

نمبر شمار	نام گودام
1	سیٹ-I فیصل آباد
2	سیٹ- II فیصل آباد
3	سیٹ- III فیصل آباد
4	سیٹ IV فیصل آباد
5	سیٹ V فیصل آباد
6	سیٹ VI فیصل آباد

(ب) فیصل آباد میں گوداموں میں گندم سٹور کرنے کے مراکز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام گودام	استعداد ذخیرہ (میٹرک ٹن)
1	سیٹ-I فیصل آباد	3000
2	سیٹ- II فیصل آباد	4000
3	سیٹ- III فیصل آباد	12000
4	سیٹ IV فیصل آباد	1000
5	سیٹ V فیصل آباد	5500
6	سیٹ VI فیصل آباد	52500

(ج) فیصل آباد شہر میں موجود گندم ہائے میں ذخیرہ گندم کی تفصیل مورخہ 11-08-13 کے مطابق حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام گودام	ذخیرہ گندم سکیم 2009-10	تاریخ ذخیرہ	ذخیرہ گندم سکیم 2011-12	تاریخ ذخیرہ
1	سیٹ-I فیصل آباد	1384.900	فروری 2010	-	-
2	سیٹ- II فیصل آباد	230.00	-do-	–	–
3	سیٹ- III فیصل آباد	5287.000	-do-	–	–
4	سیٹ IV فیصل آباد	–	-do-	–	–
5	سیٹ V فیصل آباد	1332.000	-do	–	–
6	سیٹ VI فیصل آباد	10067.700	-do-	9647.300	جون 2011

(د) جب گندم کی کٹائی ہوتی ہے تو اس وقت موسم انتہائی خشک اور گرم ہوتا ہے جس کی وجہ سے گندم کے دانوں میں نمی کا تناسب انتہائی کم ہوتا ہے۔کم نمی والی گندم کو کافی عرصہ تک ذخیرہ

کیا جا سکتا ہے اور اس کی غذائیت میں کمی نہیں آتی۔ترقی یافتہ ممالک غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے گندم کو پانچ سال سے زیادہ عرصہ تک ذخیرہ کرتے ہیں۔

(ہ) فیصل آباد شہر کے گودام ہائے دوران سال 10-2009 کے اخراجات مبلغ 2890403.00 روپے اور 11-2010 کے اخراجات مبلغ 3027282.00 روپے کئے گئے ہیں۔اخراجات کی تفصیل کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(و) فیصل آباد شہر میں کسی گودام کی عمارت خستہ نہ ہے بلکہ تمام گودام ہائے ذخیرہ کاری کے لئے موزوں ہیں۔

ضلع بہاولنگر: محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ و دیگر تفصیلات

*9994: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع بہاولنگر میں محکمہ خوراک کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے مذکورہ محکمہ عوام کی بھلائی کے لئے کیا سہولیات فراہم کر رہا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

محکمہ خوراک ضلع بہاولنگر کا انتظامی ڈھانچہ حسب ذیل ہے:۔

ضلعی سربراہ	ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر	1
دفتری عملہ	ہیڈ کلرک	1
	سینئر کلرک	3
	جونیئر کلرک	5
	ڈرائیور	1
	نائب قاصد	5
فیلڈ عملہ	سٹوریج آفیسر	1
	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر	8
	فوڈ گرین انسپکٹر	24
	فوڈ گرین سپروائزر	14
	چوکیدار	60
	خاکروب/بیلدار	19

محکمہ خوراک عوام کی بھلائی کے لئے مندرجہ ذیل امور سرانجام دے رہا ہے:۔

1. حکومت کے مقررہ نرخ پر کاشتکاران سے گندم خرید کرنا تاکہ وہ بیوپاریوں کی لوٹ کھسوٹ سے بچے رہیں اوران کو اپنی گندم کا بہتر معاوضہ مل سکے۔
2. سرکاری گوداموں سے رعایتی نرخوں پر گندم جاری کر کے مارکیٹ میں گندم کے نرخوں کو مستحکم سطح پر برقرار رکھنا۔
3. عوام کی بھلائی کے لئے مارکیٹ میں آٹے کی فراہمی کو یقینی بنانا تاکہ مارکیٹ میں آٹے کے نرخ مناسب رہیں۔
4. صوبہ میں گندم کے محفوظ ذخائر (wheat security) برقرار رکھنا۔

ضلع بہاولنگر: گندم سٹور کرنے والے گوداموں کی تفصیلات

*9998: چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں گندم سٹور کرنے کے کتنے گودام ہیں اوران میں کتنی گندم سٹور کی جا سکتی ہے؟

(ب) اس وقت ان گوداموں میں کتنی کتنی گندم موجود ہے، کیا یہ گندم ضلع کی ضرورت کے لئے کافی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس ضلع میں مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ خوراک اور ضلع کونسل کے کارآمد گوداموں کی تفصیل اور گنجائش ذخیرہ کاری حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	قسم گودام	تعداد گودام	معیاری گنجائش ذخیرہ کاری (میٹرک ٹن)	انتہائی گنجائش ذخیرہ کاری (میٹرک ٹن)
1	محکمہ خوراک کے گودام	106عدد	94800.000	142200.000
2	محکمہ خوراک کے بنز	28عدد	1000.000	1000.000
3	ضلع کونسل گودام	5عدد	2500.000	3750.000
		میزان	98300.000	146950.000

(ب) اس وقت ضلع بہاولنگر میں 141888.190 میٹرک ٹن گندم گوداموں میں اور 264768.285 میٹرک ٹن اوپن ذخیرہ ہے کل 406656.475 میٹرک ٹن گندم موجود ہے جو ضلع کی ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔

(ج) ضلع بہاولنگر میں پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت دو مرحلوں میں 1,00,000 میٹرک ٹن گنجائش کے سائیلوز بنانے کے منصوبے کو انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن نے موزوں قرار دیا ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین:۔بجٹ کی فراہمی واستعمال کی تفصیلات

*10022: میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2009-10 کے دوران محکمہ خوراک ضلع منڈی بہاؤالدین کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین مورخہ 01-03-10 کو معرض وجود میں آیا اور ضلعی مختار خوراک نے 09-03-10 کو چارج سنبھال کر کام کا آغاز کیا۔انتظامی امور کے لئے فنڈز کی فراہمی کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	رقم روپے
2009-10	14,04,000/- روپے
2010-11	38,54,820/- روپے

سال 2010-11 میں منڈی بہاؤالدین میں گندم کی خریداری کے لئے مبلغ 1,429,500,000/- روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔

(ب) گندم کی خریداری پر مبلغ 1,383,400,000/- روپے کی رقم خرچ ہوئی۔

انتظامی امور پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	تنخواہ روپے	ٹی اے، ڈی اے روپے
2009-10	51,709/-	17,000/-
2010-11	407,839/-	45,615/-

(ج) ضلعی مختار خوراک، گجرات و منڈی بہاؤالدین کو کوئی سرکاری گاڑی نہ دی گئی تھی اس لئے گاڑی کی مرمت اور پٹرول پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، گندم خرید کے مراکز و دیگر تفصیلات

*10023: میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں گندم خرید کے کل کتنے مراکز ہیں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں سال 2009–10 کے دوران کتنی گندم خرید کی گئی؟

(ج) اس ضلع میں کتنے مستقل و عارضی مراکز خرید گندم ہیں؟

(د) اس ضلع میں سال 2009–10 کے دوران کتنی گندم کس کس جگہ کس کس بناء پر خراب ہوئی اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوئی، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں گندم خرید کے کل چھ مراکز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- پی آر منڈی بہاؤالدین
2- پی آر جانو چک
3- پی آر ملکوال
4- فلیگ سنٹر گوجرہ
5- فلیگ سنٹر قادر آباد
6- فلیگ سنٹر بھیر و وال

(ب) سال 2009-10 میں ضلع ہذا میں 87437.900 میٹرک ٹن گندم خرید ہوئی۔

(ج) تین عدد مستقل اور تین عدد عارضی، تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	مستقل مراکز	عارضی مراکز
1	پی آر منڈی بہاؤالدین	گوجرہ
2	پی آر جانو چک	قادر آباد
3	پی آر ملکوال	بھیر و وال

(د) اس ضلع میں سال 2009-10 کے دوران کسی بھی سنٹر پر گندم خراب نہ ہوئی۔

گندم سٹور کرنے کے گوداموں کی تفصیلات

*10221: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ، گوجرانوالہ قصور اور اوکاڑہ میں گندم سٹور کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں ان میں گندم سٹور کرنے کی کتنی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ اضلاع میں گندم سٹور کرنے کے لئے مزید گوداموں کی ضرورت ہے، اگر ہاں تو کیا حکومت نئے گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) شیخوپورہ، گوجرانوالہ، قصور اور اوکاڑہ کے اضلاع میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گوداموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد گودام	معیاری ذخیرہ کاری گنجائش (میٹرک ٹن)
1	شیخوپورہ	63	78,000
2	گوجرانوالہ	97 اور 140 بنز	1,14,500
3	قصور	51	63,600
4	اوکاڑہ	83	95,600

مندرجہ بالا گوداموں میں ڈھانکیں بڑھانے سے ذخیرہ کار کی گنجائش میں تقریباً 25 فیصد تک اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت گندم ذخیرہ کرنے کے لئے مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حکومت پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کے تحت ضلع گوجرانوالہ اور اوکاڑہ میں 50,000، 50,000 میٹرک ٹن کے سائیلوز بنانے کا ارادہ ہے۔جبکہ انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن ان منصوبوں کا جائزہ لے رہی ہے۔ضلع شیخوپورہ اور قصور میں دستیاب گودام شہری آبادی کی گندم کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہیں تاہم زیادہ خرید گندم ہونے کی صورت میں پرائیویٹ گودام بھی دستیاب ہیں لہذا ان اضلاع میں نئے گودام سرکاری سطح پر فی الحال بنانے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: شوگر سیس فنڈز کی تفصیلات

*10222: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں شوگر سیس فنڈ کی مد میں سال09۔2008تا10۔2009 میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) مذکورہ سیس فنڈز سے کون کون سے ترقیاتی منصوبے شروع کئے گئے ان کا تخمینہ لاگت اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب کی چٹھی نمبری F&C(Food)1-10/2009 مورخہ 09-07-14 ضلع گوجرانوالہ کے لئے مالی سال 09-2008 میں شوگر سیس فنڈز کی مد سے -/1,32,600 روپے مختص ہوئے مگر ان کا اندراج ڈی سی او، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گوجرانوالہ کے پرسنل لیجر اکاؤنٹ (PLA) میں مناسب وقت پر نہ ہو سکا جس کی وجہ سے یہ رقم lapsed ہو گئی۔ ڈی سی او گوجرانوالہ نے اس رقم کی reauthorization کے لئے سیکرٹری فنانس لاہور کو چٹھی نمبری B/5654 مورخہ 11-10-31 لکھ دی ہے۔

فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب کی چٹھی نمبری F&C(Food)1-27/2010 مورخہ 11-07-29 ضلع گوجرانوالہ کے لئے شوگر سیس 10-2009 کے فنڈز کی مد سے /81411 روپے مختص ہوئے جو کہ ڈی سی او گوجرانوالہ کے پرسنل لیجر اکاؤنٹ (PLA) میں جمع ہو چکے ہیں۔

(ب) مالی سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں کوئی ترقیاتی کام شروع نہ ہو سکا۔

رمضان پیکج 2011 کے تحت صوبہ میں سستا آٹا فراہم کرنے کی تفصیلات

*10517: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے رمضان پیکج 2011 کے تحت سستا آٹا فراہم کرنے کے لئے صوبے کی مختلف فلور ملوں سے گندم کی پسائی کروائی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملوں کے نام کیا ہیں اور ان میں سے ہر ایک سے کتنی کتنی گندم کی پسائی کروائی گئی؟

(ج) سستا آٹے کی فراہمی پر کتنی سبسڈی دی گئی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) درست ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں رمضان المبارک کے دوران گندم پسائی کرنے والی فلور ملوں کے نام اور تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ خوراک، پنجاب نے 2,576,613,000 روپے کی سبسڈی رمضان المبارک میں سستے آٹے کی فراہمی پر جاری کی۔

جوہرآباد شوگر مل کا شوگر سیس فنڈ و استعمال کی تفصیلات

*10547: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جوہرآباد شوگر مل سے 2007 تا 2011 شوگر سیس کی مد میں کتنی رقم جمع ہوئی اور اس سے کون کون سی سڑک تعمیر کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں شوگر سیس کی رقم سے زیادہ گنا اگانے والے علاقوں میں کوئی سڑک تعمیر نہ کی گئی ہے بلکہ اس رقم سے ایسے علاقوں میں سڑکیں تعمیر ہوئی ہیں جہاں گنا کاشت ہی نہیں کیا جاتا یا پھر بہت کم کاشت کیا جاتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شوگر سیس فنڈ سے زیادہ گنا کاشت کرنے والے علاقوں میں سڑکیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 2007 سے لے کر 2011 تک شوگر سیس کی مد میں مبلغ -/6,97,04,300 روپے موصول ہوئے اور ان سے جو سڑکیں تعمیر ہوئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1. مرمت سڑک بنک کینال لنک چینل تا موضع اترا
2. مرمت سڑک کوہ نور شوگر ملز تا سہگل پل (لمبائی 2 کلومیٹر)
3. پائپ برابطہ مٹھاٹوانہ تا بجر گاؤں (لمبائی 6 فٹ 18 انچ)
4. تعمیر سڑک چک نمبر 26.27/M B تا ہیدا اینو (لمبائی 2.70 کلومیٹر)
5. مرمت سڑک پک کویت ملز تا اینگر و یا بھان بھٹیاں (لمبائی 9.60 کلومیٹر)
6. تعمیر سڑک سکیسر روڈ ڈیرہ بیرون دالا تا بندیال شمالی (لمبائی 3.69 کلومیٹر)
7. مرمت سڑک پاک کویٹ ملز تا اینگر و یا بھان بھٹیاں براستہ بولاڈرین (لمبائی 3.63 کلومیٹر)

8. تعمیر سڑک خوشاب میانوالی روڈتا ڈیرہ جوگیانوالہ مٹھاٹوانہ (لمبائی 2.30 کلومیٹر)
9. تعمیر سڑک چک نمبر MB/27-26 تا ہیڈ اینو مائنز تا روڈ (لمبائی 4.00 کلومیٹر)

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ شوگر سیس فنڈز کی رقم سے زیادہ گنا اگانے والے علاقوں میں ہی سڑکیں تعمیر کی جاتی ہیں۔مثال کے طور پر حال ہی میں جو سڑکیں تعمیر ہوئی ہیں ان سڑکوں کے نام حصہ (الف) میں دیئے گئے ہیں۔

(ج) شوگر سیس فنڈز کی رقم سے زیادہ گنا اگانے والے علاقوں میں ہی سڑکیں تعمیر کی جاتی ہیں۔

ضلع راولپنڈی: فلور ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10781: محترمہ نرگس فیض ملک: کیاوزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنی فلور ملز ہیں، ان کے نام اور ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کا گندم کا ماہانہ کوٹا کتنا ہے؟

(ج) ان فلور ملز کو سال 10-2009 اور 2011 کے دوران کتنی گندم سرکاری گوداموں سے فراہم کی گئی، تفصیل ملزوار بتائیں؟

(د) کس مل کو اس کے کوٹا سے زیادہ گندم فراہم کی گئی؟

(ہ) اس وقت کون کون سی مل چالو حالت میں ہے اور کون کون سی کب سے بند پڑی ہے؟

(و) ان فلور ملز کو گندم کس طریق کار کے تحت فراہم کی جارہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع راولپنڈی/اسلام آباد میں اس وقت 105 فلور ملز موجود ہیں ان کے اور ان کے مالکان کے نام فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) ان فلور ملز کا گندم کا ماہانہ کوٹا بحساب حالیہ 25 بوری فی باڈی کل کوٹا 75075.000 میٹرک ٹن (750750 بوری) بند ہے۔

(ج) ان فلور ملز کو جتنی گندم فراہم کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	برائے سال	ریگولر کوٹا (بوری)	تنور کوٹا (بوری)	میزان (بوری)
1	2009	4534681	188479	4723160
2	2010	3708054	429063	4137117
3	2011	3379944	60451	3440395
	میزان	11622679	677993	12300672

ملز وار تفصیل بر فلیگ (ب) اور (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی بھی فلور ملز کو اس کے کوٹا سے زائد گندم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(ہ) اس وقت جو فلوز ملز کام کر رہی ہیں ان کی تفصیل بر فلیگ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ان فلور ملز کو گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق گندم فراہم کی جا رہی ہے۔

ضلع راولپنڈی: محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*10839: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ خوراک کے دفاتر اور گودام کہاں کہاں موجود ہیں؟

(ب) اس وقت ان پر کتنے ملازم کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس وقت اس ضلع میں کتنی گندم کس کس جگہ پڑی ہوئی ہے، یہ کس کس سیزن کی ہے؟

(د) کتنی گندم ترپالوں میں کہاں کہاں پڑی ہوئی ہے؟

(ہ) کتنی گندم کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے؟

(و) اس گندم کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، ان ملازمین پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہو رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تفصیل جز (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل جز (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ترپالوں کے نیچے کوئی گندم ذخیرہ نہ ہے۔

(ہ) کھلے آسمان کے نیچے کوئی سٹاک گندم ذخیرہ نہ ہے۔

(و) کھلے آسمان کے نیچے سٹاک گندم ذخیرہ نہ ہے لہذا اس کی دیکھ بھال کے لئے ملازمین کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع گجرات: گوداموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*12004: میاں طارق محمود: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کتنے گودام موجود ہیں کیاان میں ایک سال کی گندم ذخیرہ ہو سکتی ہے؟

(ب) اگر سال کی گندم ذخیرہ نہیں ہو سکتی تو حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گجرات میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے معیاری ذخیرہ کاری گنجائش کے 8000 میٹرک ٹن کے 16 گودام ہیں۔ان گوداموں میں 12000 میٹرک ٹن گندم ذخیرہ ہو سکتی ہے۔

(ب) ضلع گجرات کا زیادہ تر رقبہ بارانی ہے۔اس ضلع کی گندم کی پیداوار ضروریات سے کم ہے۔ بنیادی طور پر محکمہ خوراک شہری آبادی کی گندم کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔سالانہ شہری آبادی کی ضرورت 80860 میٹرک ٹن ہے۔ محکمہ خوراک آٹھ ماہ گندم شہری آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے فلور ملوں کو جاری کرتا ہے جو کہ 53911 بنتی ہے۔ ضلع ہذا میں اوسط 20181 میٹرک ٹن گندم خرید ہوتی ہے کیونکہ خرید کردہ گندم شہری آبادی کی ضروریات سے کم ہے جس کی وجہ سے گندم فاضل پیدا کرنے والے اضلاع سے ضرورت کے مطابق سال بھر ترسیل ہوتی رہتی ہے لہذا حکومت ضلع میں مزید گودام بنانے کا کوئی ارادہ نہ رکھتی ہے۔

محکمہ میں فیلڈ سٹاف کی پروموشن کے لئے کوٹا مختص کرنے کی تفصیلات

*12031: سردار کامل گجر: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کی طرح محکمہ خوراک، پنجاب میں تعینات منسٹریل سٹاف کے اہلکاران کے لئے بذریعہ پروموشن فیلڈ سٹاف کے لئے کوئی کوٹا مخصوص نہ ہے؟

(ب) اگر جواب نہیں میں ہے تو کیا حکومت فیلڈ سٹاف کی پروموشن کے سلسلے میں کوئی کوٹا مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) وضاحت کی جاتی ہے کہ صوبہ پنجاب میں محکمہ خوراک میں ایگزیکٹو اور منسٹریل سٹاف کی پروموشن قوانین The Punjab Food Department (Executive and Ministerial Posts) Recruitment Rules, 1993 منسلکہ (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کے مطابق اپنے اپنے کیڈر میں ہوتی ہے جس کا سرسری جائزہ حسب ذیل ہے:۔

منسٹریل سٹاف

1	جونیئر کلرک	I) 80 فیصد اسامیاں بذریعہ ابتدائی تقرری II) 20 فیصد سکیل نمبر 1 تا 4 کے ملازمین میں سے جو میٹرک ہو بذریعہ پروموشن
2	سینئر کلرک	100 فیصد بذریعہ پروموشن جونیئر کلرک سے
3	اسسٹنٹ	I) 33 فیصد اسامیاں بذریعہ ابتدائی تقرری II) 67 فیصد بذریعہ پروموشن سینئر کلرک سے
4	سپرنٹنڈنٹ	100 فیصد بذریعہ پروموشن اسسٹنٹ اور سینئر سکیل سٹینوگرافر سے

فیلڈ سٹاف

1	فوڈ گرینز سپروائزر	I) 90 فیصد بذریعہ ابتدائی تقرری II) 10 فیصد بذریعہ پروموشن پی آر چوکیداران سے جو میٹرک پاس ہو
2	فوڈ گرینز انسپکٹر	I) 25 فیصد بذریعہ ابتدائی تقرری II) 75 فیصد بذریعہ پروموشن فوڈ گرینز سپروائزر سے
3	اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر	I) 25 فیصد بذریعہ ابتدائی تقرری II) 75 فیصد بذریعہ پروموشن فوڈ گرینز انسپکٹر سے
4	سٹوریج آفیسر	I) 25 فیصد بذریعہ ابتدائی تقرری II) 75 فیصد بذریعہ پروموشن اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر سے

تاہم منسٹریل سٹاف کے لئے بذریعہ پروموشن فیلڈ سٹاف کے لئے کوئی کوٹا مختص نہ ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کے پاس منسٹریل اہلکاران کے لئے فیلڈ اسامیوں پر پروموشن کا کوٹا مخصوص کرنے کا کوئی معاملہ زیر غور ہے اور نہ ہی منسٹریل سٹاف یا ان کی نمائندہ ایسوسی ایشن کی جانب سے اس طرح کا کوئی مطالبہ ہنوز سامنے آیا ہے۔

ننکانہ صاحب: شوگر سیس فنڈ کی رقم واستعمال کی تفصیلات

*12223: جناب شاہجہان احمد بھٹی: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک ننکانہ صاحب میں کتنا شوگر سیس فنڈ سال وار جمع ہوا؟
(ب) کتنا فنڈ ان سالوں کے دوران کس کس مد میں خرچ ہوا؟
(ج) کیا اس ضلع میں کوئی کمیٹی شوگر سیس فنڈ کے خرچ کے لئے بنائی گئی ہے تو اس کے چیئرمین اور ممبران کے نام کیا ہیں؟
(د) اس کمیٹی کی کتنی میٹنگ یکم جنوری 2009 سے آج تک کس کس تاریخ کو ہوئی ہیں؟
(ہ) اس عرصہ کے دوران پی پی۔172 میں شوگر سیس فنڈ سے کون کون سے منصوبے مکمل کئے گئے ہیں، ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟
(و) یہ منصوبے کس کی recommendation پر شروع کئے گئے تھے کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یکم جنوری 2009 سے آج تک ننکانہ صاحب میں مندرجہ ذیل سال وار شوگر سیس فنڈ جمع ہوا:

سال	رقم (روپے ملین میں)
2008-09	13.394
2009-10	18.120
2010-11	7.84
2011-12	26.857
میزان	66.211

(ب) یکم جنوری 2009 سے لے کر آج تک 27.406 ملین روپے کی رقم مندرجہ ذیل سکیموں پر خرچ ہوئی۔

1- بحالی روڈ از ریلوے کراسنگ مڑھ بلوچاں سے پنڈی بھٹیاں روڈ ڈسٹرکٹ بونڈری تک لمبائی 10 کلو میٹر منظور شدہ تخمینہ لاگت 5.676 خرچہ 4.570

2- بحالی روڈ از بائی پاس سے چک نمبر RB/45 سے سانگلہ ہل مڑھ بلوچاں روڈ لمبائی 3.00 کلو میٹر منظور شدہ تخمینہ لاگت 2.882 خرچہ 2.739

3- بحال روڈ از سانگلہ ہل سے گھلے باجوہ روڈ لمبائی 2.70 کلو میٹر منظور شدہ تخمینہ لاگت 8.108 خرچہ 7.418

4- بحال روڈ از چوک کوٹ رحمت سے میس جنوبی لمبائی 2.75 کلو میٹر منظور شدہ تخمینہ لاگت 8.108 خرچہ 7.418

5- بحالی روڈاز مانگٹانوالہ سے کریاں والہ لمبائی 2.00 کلو میٹر منظور شدہ تخمینہ لاگت 5.356 خرچہ 5.328

6- بحالی روڈاز ولگن سہیل سے سیم نالہ پل مجرالہ لمبائی 2.10 کلو میٹر منظور شدہ تخمینہ لاگت 6.041 خرچہ 5.739

(ج) سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبر SOF(Sugar)13-2/98، مورخہ 08-12-31 کے مطابق درج ذیل چیئرمین اور اس کے ممبران ہیں۔

(District Coordination, Officer, Nankana Sahib (Chairman)

i. Executive District Officer (Agriculture) Nankana Sahib (Member)

ii. Deputy Director Food, Faisalabad (Member)

iii. District Food Controller, Nankana Sahib (Member)

iv. Executive District Officer (Finance & Planning) Nankana Sahib (Member)

v. Representative of P&D Department (Member)

vi. Executive District Officer (W&S) Nankana Sahib (Member/ Secretary)

vii. Any other member to be co-opted by the DCO for technical reasons

Representatives of Sugarcane Growers/ Farmers

1. Brig (Rt.) Jehanzeb Ahmed Khan Bhatti, (Member) S/O Bashir Ahmad R/O Kot Hussain, Tehsil & District Nankana Sahib, Haseeb Waqas Sugar Mills.

2. Mr. Muhammad Tayyab Dogar S/O Khan Bahadar, (Member) R/O Mouza Naroki, District Nankana Sahib (Huda Sugar Mills)

(د) اس دوران تین میٹنگ 10-10-20، 10-11-15 اور 11-10-18 کو ہوئیں۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران پی پی۔172 میں کوئی بھی منصوبہ شوگر سیس فنڈ سے شروع نہ ہوا تھا۔

(و) ضلع کے تمام منصوبہ جات شوگر سیس ڈویلپمنٹ کمیٹی کی recommendation پر شروع کئے اور مکمل ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جہانیاں میں گندم کی بیس ہزار بوریاں خراب ہو چکی ہیں۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چونکہ تحاریک استحقاق نہیں ہے لہذا اب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں بڑی اہم بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جہانیاں میں گندم کی بیس ہزار بوریاں خراب ہو چکی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! نوٹ فرمائیں۔ ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جہانیاں میں گندم کی بیس ہزار بوریاں خراب ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! جہانیاں میں گندم کی بیس ہزار بوریاں خراب ہو چکی ہیں اور محکمہ مل والوں کو زبردستی سو سو بوری کر کے یہ گندم اُٹھوا رہا ہے حالانکہ یہ گندم لوگوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس معاملے کو ذرا چیک کرایا جائے کیونکہ وہاں پر لوگوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس معاملے کو فوری طور پر چیک کرایا جائے اگر یہ گندم صحت کے لئے نقصان دہ ہے تو آپ اسے کہیں اور dispose of کرائیں۔ سیکرٹری محکمہ خوراک کو اس بارے میں ہدایات دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (جناب محمد سعید مغل): جی، ٹھیک ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس کے دوران یہاں پر ایک واقعہ رونما ہوا جس میں مجھ پر حملہ کرایا گیا تھا اس کے لئے میں نے آپ سے استدعا کی تھی، آپ کو ایک درخواست دی تھی اور اس حوالے سے تحریک استحقاق بھی جمع کرائی تھی۔ میں نے اپنی درخواست میں یہ کہا تھا کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس واقعے کی انکوائری کرے۔ آپ نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ایسا ہی ہوگا لیکن میرے بار بار یاد دہانی کرانے کے باوجود وہ تحریک ایجنڈے پر نہیں لائی جا رہی۔ اس کی کیا وجہ ہے، کیا اس معاملے میں وزیر قانون ملوث ہیں اس لئے اسے ایجنڈے پر نہیں لایا جا رہا؟

جناب سپیکر: محترمہ! پتا کرنا پڑے گا کہ کہیں آپ کی یہ تحریک kill تو نہیں ہو چکی، اگر یہ kill ہو چکی ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہوگا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے وہ دوبارہ جمع کرادی تھی۔ آپ تھوڑے سے حوصلے کے ساتھ میری پوری بات تو سُن لیں۔ جب بھی اس ایوان میں ممبران کے درمیان کوئی لڑائی جھگڑا ہوا ہے تو آپ نے قصوروار کو سزا دی ہے چاہے اس کا تعلق حزب اختلاف سے تھا یا حزب اقتدار سے لیکن میری تحریک استحقاق پر کوئی توجہ نہیں دی جارہی۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں اس کو چیک کرلوں پھر آپ کو بتانے کی positionمیں ہوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: کیا اس معاملے میں وزیر قانون involve ہیں اس لئے یہ تحریک ایجنڈے پر نہیں آ رہی؟

جناب سپیکر: میں اس کو چیک کرنے کے بعد ہی آپ کو کچھ بتاسکوں گا۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! مجھے بہت ہی اہم بات کرنی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ وہی خاتون ہے جس نے مجھے زخمی کیا تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ دونوں تشریف رکھیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بات کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ہر اجلاس میں میرے ساتھ یہی ہوتا ہے کہ میرے جتنے بھی سوالات ہوتے ہیں وہ آخر میں رکھے جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی باری نہیں آتی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ آپ کے ساتھی وقت ضائع کرتے ہیں تو پھر میں اس میں کیا کرسکتا ہوں؟

(اس مرحلہ پر جناب چیئر مین ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ طلعت یعقوب: جناب چیئر مین! ہمارے سوالات کی باری نہیں آتی جو کہ انتہائی زیادتی والی بات ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب چیئرمین! میرے سوالات اس لئے آخر میں رکھے جاتے ہیں تاکہ وہ take up نہ ہوں اوران کی چور بازاریاں سامنے نہ آسکیں۔

جناب چیئرمین: دیکھیں! معزز ممبران کو یہ چاہئے کہ ایوان کا وقت ضائع نہ کریں اور دوسرے ممبران کے سوالات کی باری بھی آنے دیں کیونکہ انہوں نے محنت کر کے سوالات دیئے ہوتے ہیں۔ معزز ممبران کو صرف concerned questions تک محدود رہنا چاہئے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں نے ضلع راولپنڈی کے حوالے سے اہم سوالات دیئے ہیں جن کی باری نہیں آسکی کیونکہ ان کو آخر میں رکھا گیا ہے۔ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت میرے سوالات نہیں آنے دیئے جارہے تاکہ ان کی چور بازاریاں سامنے نہ آسکیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! معزز ممبر کو اس طرح سے کیچڑ نہیں اُچھالنا چاہئے۔ یہ جھوٹی شہرت حاصل کرنے کے لئے اس طرح کر رہی ہیں۔ یہ غیر مناسب بات ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار take up کر رہے ہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: ان کو شاہ کی وفاداریاں دکھانے کا بڑا شوق ہے۔ آپ اپنی مرضی سے ہر چیز چلانا چاہتے ہیں۔ یہاں پر one man show ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ بھی بیٹھ جائیں۔ ماحول خراب نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور نوجوانان، کھیلیں، آثار قدیمہ و سیاحت(رانا محمد ارشد): سب کو پتا ہے کہ ان کے وزیر کن کن cases میں ملوث ہیں۔ یہ آج ہمیں کیا سبق سکھاتے ہیں؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ ماحول خراب نہ کریں۔ محترمہ! آپ مجھے مخاطب کر کے بات کریں۔ آپ Chair سے بات کریں۔ دیکھیں! میں نے رانا صاحب سے کہا ہے کہ بیٹھ جائیں اور ماحول خراب نہ کریں اور میری آپ سے بھی یہی گزارش ہے کہ آپ ماحول خراب نہ کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب چیئرمین! ہم تو ہمیشہ ماحول کو اچھا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ایسے پیار سے ہی بات کرنی چاہئے۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ آمنہ الفت اور محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 1039/12 ہے۔جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین! میری بات سُن لیں۔ لکشمی مینشن کے حوالے سے میری ایک تحریک التوائے کار جو کہ valid بھی ہے وہ ایجنڈے پر نہیں آئی۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! پہلے ایوان کو in order کریں۔اتنے لوگ کھڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے مجھے کچھ سنائی نہیں دے رہا۔

جناب چیئرمین: ساجدہ میر! آپ کی ایک معزز ساتھی تحریک التوائے کار پیش کر رہی ہیں لہذا پہلے ان کو اپنی تحریک پڑھنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! اگر آپ ان کو ایک ایک منٹ بات کرنے کا موقع دے دیتے تو یہ اپنے دل کی بات کرنے کے بعد بیٹھ جاتیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

وفاقی حکومت کے ملازمین کی طرح صوبائی ملازمین کے کنوینس الاؤنس میں اضافے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر فیڈرل گورنمنٹ نے سرکاری ملازموں کو ریلیف دینے کے لئے ان کو دیئے جانے والے کنوینس الاؤنس میں جولائی 2012 سے سو فیصد اضافہ کرنے کا اعلان کیا جسے تمام صوبوں نے اپناتے ہوئے اپنے صوبائی سرکاری ملازمین کے کنوینس الاؤنس میں بھی اسی تناسب سے اضافہ کر دیا ہے لیکن پنجاب گورنمنٹ نے اپنے صوبائی سرکاری ملازمین کو اس سے محروم رکھا ہوا ہے۔یہ امر قابل تشویش ہے کہ چند دن پہلے پٹرول اور ڈیزل کی قیمت میں 5 روپے کا اضافہ ہوا ہے اور دوبارہ پھر پٹرول کی قیمت میں 7 روپے 77 پیسے کا اضافہ ہوا جس سے بسوں اور ویگنوں کے تمام ترکرایہ جات میں بھاری بھر کم اضافہ ہوا ہے جس سے عوام الناس اور بالخصوص ملازم طبقہ کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی

ہے۔ ان حالات میں پنجاب حکومت کا کنوینس الاؤنس منجمد کرنا سرکاری ملازموں کے زخم پر نمک چھڑکنے کے مترادف ہے جبکہ پنجاب حکومت اپنے آپ کو عوامی حکومت اور عوام کا خادم ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ پنجاب حکومت کا مرکزی حکومت اور باقی تمام صوبوں کی طرز پر کنوینس الاؤنس نہ بڑھانے سے صوبہ بھر کے سرکاری ملازموں میں انتہائی غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئر مین! پنجاب اسمبلی کے 1997 Rules of Procedure کے Rule 83(c) کے تحت صرف وہ تحریک التوائے کار admissible ہو سکتی ہے جس کا تعلق فوری نوعیت کے واقعہ سے ہو۔ چونکہ زیر غور تحریک التوائے کار کا تعلق فوری نوعیت کے کسی واقعہ سے نہیں بلکہ ملازمین کے ایک مطالبہ سے ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ چونکہ اس تحریک کا فوری واقعہ سے تعلق نہ ہے لہذا اس کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب چیئر مین! پنجاب حکومت نے اپنے ملازمین کے لئے ابھی مذکورہ الاؤنس adopt نہیں کیا ہے۔ حکومت پنجاب اپنے دائرہ کار میں خود مختار ہے اور وفاقی حکومت یا دیگر صوبائی حکومتوں کے تمام اقدامات پر من و عن عملدرآمد کرنے کی پابند نہیں ہے بہر حال معاملہ زیر غور ہے اور حکومت اپنے وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر جلد فیصلہ کرے گی۔ مزید برآں محکمہ خزانہ نے اپنا موقف وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو بھجوا دیا ہے۔

جناب چیئر مین: زیر غور تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ دوسری تحریک التوائے کار نمبر 1050/12۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب چیئر مین! میں اپنی تحریک پر short statement دینا چاہتی ہوں۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ نے اپنی تحریک کا جواب سُن لیا ہے اور تحریک التوائے کار پر short statement نہیں ہو سکتی۔ جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

لاہور میں مقبرہ مہابت خان آثار قدیمہ کی عدم توجہی کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "محکمہ آثار قدیمہ مہابت خان کے مقبرہ کو بھول گیا، قبر پر کتبہ نہ کوئی معلوماتی تختی"۔ مغل شہنشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں کی فوج کے جنرل "مہابت خان" کا مقبرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار، چوکیدار بھی غائب۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ محکمہ آثار قدیمہ کی غفلت کے باعث مغل شہنشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں کی فوج کے جنرل مہابت خان کا مقبرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی تاریخی پہچان دم توڑنے کے قریب ہے۔ 1634 میں تعمیر کئے گئے مہابت خان کے مقبرہ کی عمارت کو محفوظ بنانے کے لئے عرصہ دراز سے محکمہ کی جانب سے کوئی اقدام نہیں کیا جا سکا۔ جس کے باعث لاہور کے علاقے باغبانپورہ کے ایک پارک "باغیچی سیٹھاں" میں مہابت خان کی قبر اور مقبرہ کی دیوار کا رنگ و روغن خراب ہونے کے علاوہ متعدد جگہ سے اینٹیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جبکہ دیواروں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں۔ تاریخی ماہرین کے مطابق مہابت خان نے باغبانپورہ میں پارک خود تعمیر کروایا تھا اور 1634 میں ان کی وفات کے بعد انہیں وہاں پر سپرد خاک کر دیا گیا جن کا حقیقی نام زمانہ بیگ تھا لیکن موجودہ دور میں بیشتر مقامی رہائشیوں کو ان کے دونوں ناموں کا علم نہیں ہے کیونکہ محکمہ آثار قدیمہ کی جانب سے وہاں مقبرہ کی تاریخ سے متعلق کوئی معلوماتی تختی یا ان کی قبر پر کتبہ آویزاں نہیں کیا گیا۔ مقامی رہائشیوں کے مطابق اکثر محکمہ کی طرف سے تعینات چوکیدار بھی غائب رہتے ہیں۔ "باغیچہ سیٹھاں" میں واقع مہابت خان کے مقبرہ کی مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے مقامی رہائشیوں میں بالخصوص اور صوبہ کی عوام میں تاریخی مقامات کا اس طرح ناپید ہونے کی وجہ سے بالعموم شدید غم و غصہ اور اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! مہابت خان کی قبر ایک مربع چبوترے پر بنائی گئی تھی اور اس کے گرد ایک خوبصورت باغ بھی بنایا گیا تھا

جس کے آثار جنوب اور مغرب کی طرف دیکھے جا سکتے ہیں۔اس باغ میں اور ملحقہ زمین کے اکثر حصے پر شمال مشرق کی جانب پرائیویٹ لوگوں نے گھر بنا رکھے ہیں اور شمالی حصے میں ضلعی حکومت کے دفاتر ہیں۔اس باغ کا کچھ حصہ خالی پڑا ہے جس پر پی ایچ اے نے ایک چھوٹا سا باغیچہ بنا رکھا ہے اور اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ مقبرہ حکومت پنجاب کے حوالے کر دیا گیا ہے اور اب اس کی دیکھ بھال کی ذمہ داری نظامت اعلیٰ آثار قدیمہ حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے۔بہت جلد مہابت خان کی قبر اور اس کے گردونواح کی مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔محکمہ کو عملہ کی شدید کمی کا سامنا ہے جہاں تک چوکیدار کا تعلق ہے تو یہاں محکمہ آثار قدیمہ کا ایک چوکیدار تعینات ہے جو مہابت خان کے مقبرہ کے علاوہ پورے علاقہ کے تاریخی مقامات مثلاً گلابی باغ، مقبرہ علی مردان خان اور مقبرہ نواب بہادر خان کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے۔

جناب چیئرمین! مہابت خان کی قبر کا تعویذ اور چبوترہ سادہ اینٹوں سے بنایا گیا تھا اور اس پر کسی قسم کا نقش و نگار نہ بنائے گئے تھے البتہ بارہ دری کی دیواروں پر چند نقش و نگار کے نشانات نظر آتے ہیں۔ تمام تر مالیاتی کمی کے باوجود رواں مالی سال اس مقبرہ کی مرمت کا ضروری کام کرنے کے لئے تمام تر انتظامات کر لئے گئے ہیں۔اس مقبرہ کے بارے میں کئی مرتبہ معلوماتی بورڈ نصب کیا گیا مگر ہر مرتبہ نامعلوم عناصر نے اس بورڈ کو کسی نہ کسی وجہ سے ہٹا دیا اور دوبارہ نصب نہیں کیا۔بہت شکریہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب چیئرمین! مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ مقامات ہمارا تاریخی ورثہ ہیں اور یہ خود مان بھی رہے ہیں کہ یہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اس پر توجہ بھی نہیں دی جا رہی ہے تو میں صرف اتنی گزارش کروں گی کہ ان آثار قدیمہ پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ جو اقوام اپنی تاریخ سے رابطہ ختم کر لیتی ہیں اُن کی ترقی ذرا مشکل ہی ہو جاتی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کی بات حکومت کے نوٹس میں آ گئی ہے انشاء اللہ وہ اس پر ایکشن لے گی۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔جی، محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر میری تحریک التوائے کار رولز کے مطابق نہیں تھی تو پھر اُسے ایوان میں آنے کی اجازت کیوں دی گئی، پھر کیوں اُس پر وقت ضائع کیا گیا اور پھر مجھ سے کیوں پڑھوائی گئی؟ یہ رول تحریک التوائے کار کے لئے نہیں ہوتا بلکہ یہ رول توجہ دلاؤ نوٹس کے لئے ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ!آپ نے ایک اچھے مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے اور یہ بات حکومت کے نوٹس میں آ گئی ہے تو حکومت اس پر ایکشن لے گی۔ یہ تحریک dispose of ہو چکی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12 / 1057۔ محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین!میں سب سے پہلے Chair کے اس attitude کو strongly condemn کرتی ہوں کہ اگر قواعد انضباط کار ہیں تو وہ پورے ایوان کے لئے ایک جیسے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی،ایسے ہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین!ایک ممبر جس کا تعلق اپوزیشن سے ہے وہ short statement نہیں دے سکتا،اس کے لئے ایک apply rule ہوتا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری خود آپ کو inform کرتے ہیں کہ اس پر short statement نہیں دی جا سکتی تو پھر حکومتی ممبر کیسے اس پر short statement دے سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: یہاں کسی کو short statement کی اجازت نہیں دی گئی۔ جیسے یہ بول رہی تھیں ویسے ہی وہ continuously بول رہی تھیں۔ انہیں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ short statement نہیں دی جا سکتی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین!میں آپ کے علم میں ایک بات لے کر آئی ہوں جو floor پر ہوا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود آپ کو inform کیا ہے کہ تحریک التوائے کار کے بعد short statement نہیں دی جا سکتی۔ اگر ایک ممبر کے لئے ایک apply rule ہوتا ہے تو وہ rules سارے ممبران کے لئے across the board ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی،یہ بالکل ٹھیک ہے۔ان کو short statement کا کوئی موقع دیا گیا ہے اور نہ ہی انہوں نے کوئی short statement دی ہے۔انہوں نے اپنی بات کی وضاحت کرنی تھی جس پر Chair نے یہ بات کہی کہ گورنمنٹ کے علم میں یہ بات آ گئی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب چیئرمین!مجھے floor ملا ہے تو میرا mike on ہو گیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے floor مل گیا ہے۔اسی طرح جب محترمہ کی تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی تھی تو پھر ان کا mike on ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو floor دیا گیا۔ میں اپنا protest record کراتی

ہوں اور میرا یہ protest صرف Chair سے ہے کسی معزز ممبر سے نہیں ہے۔ یہ protest بطور ممبر میرا حق ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! اب آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

رزلٹ کارڈ میں کسی مضمون میں سٹار لگنے کی بناء پر داخلہ نہ ملنے پر طلباء و طالبات کو پریشانی کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" لاہور مورخہ 27۔ستمبر 2012 کی خبر کے مطابق حکومت کی ناکام پالیسیوں نے عام شہری کے لئے تعلیم انتہائی مشکل کر دی ہے۔ کالجوں کی انتظامیہ نے سٹار لگے رزلٹ کارڈ پر داخلہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اگر داخلہ نہیں دینا تھا تو پھر پراسپکٹس کیوں بیچے گئے۔ وزیر تعلیم داخلے نہ روکنے کے احکامات جاری کریں۔ ان خیالات کا اظہار مختلف کالجوں کے باہر بی اے اور بی ایس سی کی داخلہ لسٹیں دیکھنے کے لئے آئی ہوئی طالبات اور ان کے والدین نے بتایا کہ گزشتہ روز کوئین میری گرلز کالج لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی باغبانپورہ خواتین کالج اور دیگر خواتین کالجوں میں ایف اے، ایف ایس سی کے رزلٹ میں سٹارز لگے مضامین پاس کرنے کے بعد بی اے، بی ایس سی کے داخلوں کے لئے آئی ہوئی طالبات اور ان کے والدین کو شدید تکلیف کا سامنا رہا۔ رزلٹ میں رعائتی نمبروں سے پاس کئے جانے والے مضامین کے ساتھ سٹار (ستارہ کا نشان) لگایا۔ سٹار لگے مضامین کو پاس ہی تصور کیا جاتا ہے لہذا طالبات نے اسی بنیاد پر داخلوں کے لئے سٹارز لگے ہوئے رزلٹ کارڈ جمع کروا دیئے۔ اچھے نمبروں کی وجہ سے لسٹوں میں نام بھی آ گئے لیکن جب ہم داخلہ فیس جمع کرانے آئے ہیں تو یہاں پر کلرک اور ایڈمیشن انچارج نے ہمیں داخلہ دینے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتائی کہ ہمارے رزلٹ کارڈ میں ایک مضمون پر سٹار لگا کر رعائتی پاس کیا گیا ہے۔ طالبات نے کہا کہ اگر ہمیں داخلہ ہی نہیں دینا تو پھر ہمیں پراسپکٹس کیوں دیئے اور اگر منسٹر ایجوکیشن نے خود یہ قانون پاس کیا ہے کہ سٹار لگے ہوئے رزلٹ کارڈ پر داخلہ نہیں دیا جائے گا تو پھر رعائتی نمبر زدے کر اور سٹارز لگا کر ہمیں پاس کرنے کی بھی کیا ضرورت تھی۔ ہمیں فیل ہی کر دیا جاتا۔ طالبات اور ان کے والدین نے مشترکہ طور پر حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ غریب اور پسے ہوئے عوام کے لئے عوامی پالیسیاں مرتب کریں۔ بالخصوص طالبات کے لئے خصوصی

طور پر داخلوں میں رعایت کی جائے کیونکہ خواتین کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے مواقع کم ہوتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1065/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

ہر بنس پورہ لاہور میں ریونیو عملہ کی ملی بھگت سے سرکاری زمینوں کی ناجائز خرید و فروخت میں اضافہ

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "موضع ہر بنس پورہ، پٹواریوں کے لئے جنت بن گیا، جعلی طریقے سے پلاٹوں کی خرید و فروخت "متعلقہ اعلیٰ افسران کو شکایات کرنے کے باوجود ایکشن نہیں لیا جاتا، شہریوں کا اعلیٰ اقتدار سے پُرزور مطالبہ۔ راجاؤں کے شہر موضع ہر بنس پورہ لاہور میں ریونیو عملے کی بدنیتی اور محکمہ مال کے اعلیٰ افسران کی عدم توجہ کے باعث لینڈ مافیا کے ساتھ ساتھ ہر بنس پورہ میں تعینات رہنے والے پٹواریوں کے لئے جنت بن چکا ہے۔ محکمہ مال کا واحد موضع ہر بنس پورہ ہے جہاں سرکاری زمینوں کا اوپن کاروبار پٹواریوں اور ریونیو افسران کی ملی بھگت سے کیا جا رہا ہے۔ تفصیلات کے مطابق یوں تو محکمہ مال میں موجود ہر موضع جات میں ریونیو ریکارڈ سے لے کر اراضی کے معاملات تک کوئی نہ کوئی سقم موجود ضرور ہے لیکن محکمہ کی تحصیل شالامار کی حدود میں آنے والا موضع ہر بنس پورہ اس لحاظ سے ضلع لاہور میں بے حد مشہور ہے جہاں سرکاری زمینوں پر قبضے سرعام کئے جا رہے اور سرکاری زمینوں کو بیچنے کا بھی اوپن کاروبار کیا جا رہا ہے۔ موضع ہر بنس پورہ میں مجموعی طور پر رقبہ تعدادی 2738 ایکڑ موجود ہے جس میں سے 3 فیصد اراضی سرکاری اور ایک فیصد اراضی کا شمار ملکیت میں کیا جاتا ہے اور موضع ہر بنس پورہ میں موجود سرکاری اراضی کو محفوظ کرنے کی بجائے مختلف اوقات میں اعلیٰ افسران و پرائیویٹ صاحبان کے نام الاٹمنٹ کر دی گئی اس

موضع ہر بنس پورہ میں پنجاب کے پہلے وزیراعلیٰ افتخار ممدوٹ کے نام سینکڑوں کنال اراضی الاٹ کی گئی ہے۔ 2004 میں ہر بنس پورہ میں ہونے والی زیادہ تر الاٹمنٹ کو جعلی پی ٹی ڈی کی بنیاد پر خارج کرتے ہوئے رقبہ بحق سرکار ضبط کر لیا گیا تاہم 2004 میں جس وقت الاٹمنٹس خارج کی گئیں اس وقت سرکاری اراضی کو بحق سرکار ضبط کر لیا گیا یہی صورتحال آج بھی سرکاری زمینوں پر عالم ٹاؤن، ہجویری سکیم نزد گارڈن، تاج باغ سکیم، علی ٹاؤن، آصف ٹاؤن، جناح پارک سمیت دیگر ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنالی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ریلوے لائنوں کے ساتھ ساتھ اور ڈیرہ حکیماں ہر بنس پورہ فیڈامریکن سکول کی بیک سائیڈ اور ٹورازم کی سینکڑوں کنال اراضی سمیت ریونیو اکیڈمی کے لئے مختص کی جانے والے 700 کنال اراضی پر بھی سرعام تعمیرات کی جارہی ہیں۔ ہر بنس پورہ میں تعینات ہونے والے پٹواری صرف پختہ تعمیرات کروانے میں مصروف ہیں اور سرکاری زمینوں پر قبضے کروانے میں پیش پیش ہیں۔ ریونیو افسران کی عدم توجہ کے باعث سال 86-1985 سے آگے کی تمام زمینیں ریکارڈ سے غائب ہیں اور ان کی کہیں بھی تصدیق یا تردید نہیں ہو سکی اور موضع ہر بنس پورہ میں جان بوجھ کر ہزاروں انتقالات زائد بیعہ حصہ جات کے درج کئے جا چکے ہیں۔ پٹواریوں کی جعلی قراردات تیار کرنا اور اشٹام پیپرز پر سرکاری زمینوں کو اوپن کاروبار کے نام پر دے کر فروخت کرنا معمول بن چکا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1066/12 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

زیر زمین پانی کی سطح نیچے جانے کی وجہ سے واسا کو اربوں روپے کا نقصان اور صارفین کو پریشانی کا سامنا

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ واسا پلاننگ میں ناکام، زیر زمین پانی کی گہرائی میں اضافہ، کروڑوں کے اخراجات بڑھ گئے۔ 2020 میں

1400فٹ بور کرنا پڑے گا۔3لاکھ صارفین پانی چور، افسروں، عملے کی ملی بھگت سے جنریٹروں سے ڈیزل بھی غائب ہو رہا ہے۔ ریونیو افسران ریکوری میں ناکام۔واسا کے لانگ، شارٹ ٹرم منصوبے تیار، مالیت 30۔ارب 60کروڑ، خسارے سے بچنے کے لئے زیر زمین پانی کا ضیاع روکنا ہوگا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ 2012 واسا کی سروے رپورٹ کے مطابق ضلع لاہور میں واسا کے کنٹرول ایریا میں 7۔ارب روپے کی مد سے خریدے جانے والے 478ٹیوب ویلوں کی مدد سے 60لاکھ صارفین کو 400کروڑ گیلن پانی کی بلاتعطل فراہم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔3لاکھ صارفین 200کروڑ گیلن پرائیویٹ طور پر پانی استعمال کر رہے ہیں جبکہ 2001 میں 2۔ارب کی لاگت سے 300ٹیوب ویلوں کی مدد سے 40لاکھ صارفین کو پانی فراہم کیا جاتا تھا جہاں مہنگائی سے واسا کو کروڑوں روپے کا خسارہ پہنچا۔ وہاں واسا 60لاکھ صارفین سے صاف پانی اور سیوریج کے بلوں کی مد میں سود وارب روپے اکٹھے کر رہا ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے مطابق زیر زمین حاصل کئے جانے والے صاف پانی کو 285سے 300فٹ کی گہرائی سے حاصل کیا جاتا تھا۔ بارشوں کی کمی کے باعث قدرتی چھپڑوں اور ڈونگی گراؤنڈوں کو پر کرنے کے باعث 2012 میں زیر زمین صاف پانی کو حاصل کرنے کے لئے 800سے 900فٹ کی گہرائی سے ڈبلیو ایچ او کے معیار کے مطابق پانی حاصل کیا جارہا ہے۔ کوہ ہمالیہ سے آنے والے پانی کی رفتار کم جبکہ استعمال ہونے والے پانی کی رفتار زیادہ ہونا سیاسی اور بیوروکریسی انتظامیہ کے آگے لمحہ فکریہ ہے۔اس ضمن میں نہ تو سیکرٹری ہاؤسنگ نے کسی قسم کا کوئی سٹرکچر تیار کیا اور نہ ہی بیوروکریسی اس پیدا ہونے والے سوالیہ نشان کو ختم کرنے کی کوشش میں موثر ثابت ہو رہی ہے۔ واسا کی ایک خفیہ رپورٹ کے مطابق اگر اسی طرح زیر زمین پانی کو بے دریغ ضائع ہونے سے نہ بچایا گیا تو 2020تک زیر زمین پانی حاصل کرنے کے لئے 1400فٹ گہرا بور کیا جائے گا جس سے زیر زمین پانی کو حاصل کرنے کے لئے بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بجلی اور ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی مد میں بجٹ 30۔ارب تک پہنچ جائے گا اور اتنے اخراجات واسا کی پہنچ سے باہر ہیں۔

جناب سپیکر! ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ محکمہ واسا کے ریونیو افسران کی ملی بھگت کی وجہ سے تقریباً تین لاکھ صارفین پانی چوری کر رہے ہیں جہاں واسا پانی کی چوری کو روکنے میں بُری طرح ناکام ہے اس وقت ضلعی حکومت کے نظام میں شہری اور دیہی علاقوں کی تقسیم ختم ہونے سے لاہور کی حدود 1770مربع کلومیٹر ہو گئی ہے جبکہ واسا صرف 350مربع کلومیٹر کے علاقے میں 478ٹیوب ویلوں اور 3200کلومیٹر لمبی سپلائی لائنوں کے ذریعے ساڑھے پانچ لاکھ کنکشن استعمال کرنے والے گھرانوں

اور کاروباری اداروں کو پانی فراہم کر رہا ہے۔ تاہم ضلع کی تقریباً 90لاکھ آبادی کا بڑا حصہ اس کی حدود کار سے باہر مقیم ہے۔ واسا نے لاہور بھر میں فراہمی و نکاسی آب کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر شارٹ و مڈ ٹرم منصوبے تو بنا رکھے ہیں مگر ان لانگ ٹرم منصوبوں کی تکمیل کے لئے کل مالیت 30۔ارب 60 کروڑ روپے بتائی جاتی ہے۔ اس وقت محکمہ واسا جہاں شدید دشواریوں کا شکار ہے وہاں کچھ افسران پلاننگ کرنے میں بری طرح ناکام ہوگئے ہیں۔ ان میں ریونیو کا شعبہ سب سے اہم ہے۔ بجٹ خسارے کے ذمہ داران ریونیو افسران ہیں، پانی کی چوری ہو یا ڈیزل کی چوری سب کے ذمہ داران ریونیو افسران ہیں۔ اس وقت اس سال کا پانی کے بلوں کی مد میں ریونیو ٹارگٹ پورا نہیں کیا گیا مگر اس وقت خاص ضرورت پانی کی بچت ہے جس کے لئے پلاننگ بہت ضروری ہے۔ 2012 کے اواخر تک پانی کے بور کی گہرائی 800 سے 900 فٹ ہے اور اگلے سال اس سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ اس سال 4 کیوسک کے ٹیوب ویل کا تخمینہ 76 لاکھ روپے ہے اور 2020 میں پانی کا لیول کم ہونے کی وجہ بجٹ کا تخمینہ اور پانی کی سطح زمین سے گہرائی ایک بیوروکریسی کے آگے ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر محکمہ ریونیو اور واسا نے پانی کی چوری کو روکنے اور پانی کے بہتر سے بہتر استعمال کی دوررس پالیسی جلد سے جلد مرتب نہ کی تو وہ دن دور نہیں جب ہم سب پانی کی ایک ایک بوند کو ترسیں گے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب چیئرمین! اس کا ابھی جواب نہیں آیا لہذا میری گزارش ہے کہ اس کو اگلے ہفتے کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب چیئرمین! مجھے یہ بتائیں کہ پونے گھنٹے سے تحاریک التوائے کار پڑھی جا رہی ہیں اور صرف ایک سیکنڈ میں جواب دیا جاتا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب چیئرمین! یہاں کوئی وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہیں اور اس ایوان میں کوئی serious ہی نہیں ہے کہ کام کریں اس لئے میں احتجاجاً کورم point out کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔۔۔اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! گنتی کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے مجھے گنتی کرکے ہی بتایا ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! دوبارہ گنتی کروائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ نے کہا ہے کہ دوبارہ گنتی کروادیں لہذا ان کی تسلی کے لئے دوبارہ گنتی کریں۔

(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

محترمہ کورم پورا ہے۔

سرکاری کارروائی

MR SPEAKER: Now, we start the Govt. Business. We have following Govt. business on our agenda:

(a) Laying of Reports

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم

جناب سپیکر: آپ کو کیا تکلیف ہوئی ہے؟ یہ ان کا حق ہے اور وہ پوچھ سکتے ہیں۔

(b) Introduction of Bills

(c) Introduction, consideration and passage of Bill

(a) Laying of Reports

Now, we take up the Laying of the Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the year 2006-07. Minister for Law!

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت

سال 07-2006 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the year 2006-07.

MR SPEAKER: The Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the Year 2006-07 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No.1 for report up to 8th April 2013.

Now, we take up the Laying of the Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the year 2007-08. Minister for Law!

رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت

سال 08-2007 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the year 2007-08.

MR SPEAKER: The Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the year 2007-08 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No.2 for report up to 8th April 2013."

Now, we take up the Laying of the Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the year 2010-11. Minister for Law!

رپورٹ مدبندی حسابات برائے محکمہ جنگلات بابت

سال 11۔2010 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the year 2010-11.

MR SPEAKER: The Report of Appropriation of Accounts for Forest Department for the year 2010-11 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No.1 for report up to 8th April 2013.

Now, we take up the Laying of the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts for the Audit year 2011-12. Minister for Law!

آڈٹ رپورٹ بابت حسابات مالیہ وصولی برائے آڈٹ

سال 12۔2011 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts for the Audit year 2011-12.

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Revenue Receipts for the Audit year 2011-12 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No.2 for report up to 8th April 2013.

Now, we take up the Laying of the Audit Report on the Accounts for the Audit year 2011-12. Minister for Law!

آڈٹ رپورٹ بابت حسابات برائے آڈٹ

سال 12۔2011 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report on the Accounts for the Audit year 2011-12.

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts for the Audit year 2011-12 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No.2 for report up to 8th April 2013."

مسودات قانون
(جو متعارف ہوئے)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation for report within one month.

Now, we take up the Punjab Livestock Breeding Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون لائیوسٹاک بریڈنگ پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Livestock Breeding Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Livestock Breeding Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Livestock and Dairy Development for report within one month.

Now, we take up the Punjab Private Education Commission Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون پرائیویٹ ایجوکیشن کمیشن پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Private Education Commission Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Private Education Commission Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, we take up the Punjab Building Control & Housing Schemes Regulatory Authority Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون بلڈنگ کنٹرول اینڈ ہاؤسنگ سکیمز ریگولیٹری اتھارٹی
پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Building Control & Housing Schemes Regulatory Authority Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Building Control & Housing Schemes Regulatory Authority Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Local Government & Rural Development for report within one month.

Now, we take up the Punjab Protection against Harassment of Women at the Workplace (Amendment) Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) کام کی جگہ پر خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ، پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Protection against Harassment of Women at the Workplace (Amendment) Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Protection against Harassment of Women at the Workplace (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Social Welfare Women Development & Bait ul Mal for report within one month.

Now, we take up the Punjab Partition of Immovable Property Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون تقسیم غیر منقولہ جائیداد، پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Partition of Immovable Property Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Partition of Immovable Property Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Revenue, Relief & Consolidation for report within one month.

Now, we take up the Lahore Canal Heritage Park Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون کینال ہیریٹیج پارک لاہور مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Lahore Canal Heritage Park Bill 2012.

MR SPEAKER: The Lahore Canal Heritage Park Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Housing, Urban Development & Public Health Engineering for report within one month.

Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012. Minister for Law!

مسودہ قانون کو فوری زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the requirements of Rules 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 ibid, for immediate consideration of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of Rules 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 ibid, for immediate consideration of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: انہوں نے اس کو oppose کیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر نے Rules کو suspend کر کے Provincial Vehicles Ordinance 1965 پر بحث کرنے کی استدعا کی ہے اور اس کو پاس کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: پہلے مجھے پڑھنے دیں۔ آپ نے oppose کیا ہے لیکن پہلے مجھے پڑھنے تو دیں۔ جب میں put question کروں گا پھر آپ بات کریں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے Rules suspend کرنے کو ہی oppose کیا ہے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! پہلے مجھے repeat کرنے دیں پھر آپ oppose کریں گے۔

The motion moved is:

"That the requirements of Rules 94 and 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under Rule 234 ibid, for immediate consideration of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جو بل کو oppose کروں گا وہ تو اِس کے بعد کروں گا ابھی تو میں اس بات کو oppose کر رہا ہوں کہ لاء منسٹر Rules کو suspend کر کے اتنی hasty manner میں پورے کے پورے process کو bulldoze کر کے، سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجے بغیر اور اس کو gazette کے اندر درج کئے بغیر کیوں اتنی جلدی میں یہاں لانا چاہتے ہیں؟ میں ان کے Rules کو suspend کرنے کے act کو oppose کر رہا ہوں۔ یہ Rules of the Procedure کا 234 Rule ہے جس کے تحت محترم لاء منسٹر نے یہ استدعا کی ہے کہ Rules

کوsuspend کر کے مجھے یہ اجازت دی جائے کہ اس ترمیم کو سامنے لایا جائے۔ 234 کی کچھ requirementsہیں۔

> Suspension of Rules: Whenever any inconsistency or difficulty arises in the application of these Rules

جب ان Rules پر عمل کرنے کے سلسلے میں جو تضادات یا مشکلات درپیش ہوں تو محترم لاء منسٹر کو وہ مشکلات اور تضادات ایوان کو بتانے چاہئیں اور ایوان کو اعتماد میں لینا چاہئے کہ یہ یہ مسائل ہیں۔ اگر procedure کے تحت اس کو پاس کیا جائے تو بہتر ہے۔ یہ استدعا کرتے ہیں کہ procedure کوbulldoze کر کے سارے کے سارےprocedure کو ختم کر کے پہلے مجھے یہ Motor Vehicles Ordinance کے اندرamendment کی اجازت دی جائے۔

> A member may with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended in its application to a particular motion before the Assembly, and if the motion is carried the rule in question shall stand so suspended.

جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر کو وہ تضادات اور مشکلات کا تذکرہ کرنا چاہئے۔ یقیناً honourable Chair کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اس بحث کو سننے کے بعد وہ اپوزیشن کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے یہ اجازت نہ دیں یا گورنمنٹ کی رائے کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے ان کو یہ اجازت دے دیں کہ میںRules کوsuspend کرتا ہوں۔ آج تک جب بھیlegislation ہوئی ہے محترم لاء منسٹر دو لفظوں کے اندر صرف ایک بات کرتے ہیں کہ اسRule کو پاس کر دیا جانا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ان کے پاسsufficient دلائل موجود نہیں ہیں، ان کے پاس sufficient وہ causes موجود نہیں ہیں، ان کے پاسinconsistency اور difficulty کی وہ measures موجود نہیں ہیں یا ان کے پاس کوئی جواز موجود نہیں ہے کہ Rules کوsuspend کیا جائے۔ جب تک یہ Rules کوsuspend کرنی کی اپنی تمام مجبوریاں، اپنی مصیبتیں، اپنے تضادات یا اپنی تکالیف نہیں بتائیں گے اُس وقت تک ہم محترم لاء منسٹر کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ اسمبلی کے ان Rules کوsuspend کیا جائے۔ دوسری طرف محترم لاء منسٹر نے استدعا کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہquestionتوChair put کرے گی اور یہ ایوان کو اختیار ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!Chair کوfeedback دینا میرا فرض بنتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر یہ فرماتے ہیں کہ Rules 94 and 95 کو بھی suspend کیا جائے۔ان میں یہ کہا گیا ہے کہ:

94. Reference of Bills to Standing Committees.– Upon introduction, a Bill other than a Finance Bill, shall be referred by the Speaker to the appropriate Standing Committee with directions to submit its report by a date fixed by him in this behalf:

Provided that the member-in-charge may move that the requirements of this rule may be dispensed with, and if the motion is carried, the provisions of rule 95 shall apply to the Bill as if the report of the Standing Committee on the Bill were presented on the day on which the motion is carried but it shall not be necessary again to supply copies of such Bills to the members.

جناب سپیکر! یہ اگرچہ honourable Chair کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان کو Rules suspend کرنے کا اختیار دے اور یہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجے بغیر اس قانون کو پاس کرنے یا ترمیم کرنے کا اختیار رکھتے ہیں لیکن وہ مجبوریاں واضح کرنا انتہائی ضروری ہے جن کی وجہ سے محترم لاء منسٹر کو اس بل کو پاس کرنے کی اتنی جلدی ہے کہ یہ تمام 234 Rule کے تحت اسمبلی کے Rule کو suspend کریں اور 94 and 95 کے تحت اس کی پوری requirements جس میں سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیج کر ان پر discussion ہونا ضروری تھی اس کو dispose of کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی explanation کے اندر Rules میں لکھا ہے کہ

Explanation. In this sub-rule, "Finance Bill" means the Bill introduced each year to give effect to the financial proposals of the Government for the next following financial year and includes a Bill to give effect to the supplementary financial proposals for any period during the financial year.

جناب سپیکر!اختیار ضرور حاصل ہے لیکن procedure کو adopt کرنے کے ساتھ عوام الناس کوپتاچلتاہے کہ ہماری حکومت کیاترمیم کرناچاہتی ہے۔یہ ایوان کے معزز ممبران کو بھی نہیں بتاناچاہتے کہ ہم کیاترمیم کرناچاہتے ہیں اور یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے معزز ممبران کو بھی نہیں بتاناچاہتے کہ ہم کیاترامیم کرناچاہتے ہیں۔وہ کیا مجبوریاں ہیں جن کے تحت انہوں نے یہ فیصلہ کیاہے کہ میٹرو بس کے روٹس کو روٹ پرمٹ کی اجازت سے مستثنیٰ قرار دیاجائے۔۔۔

جناب سپیکر:اس نے سڑک پر چلناہے کسی کے اوپر تو نہیں چلناہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!اگر اس بات کااٹک کی عوام کوپتاچل جائے،اگر اس بات کاراجن پور کی عوام کوپتاچل جائے،اگر اس بات کامظفر گڑھ اور قصور کی عوام کوپتاچل جائے کہ معزز لامنسٹرلاہور کے لوگوں کوروٹ پرمٹ سے مستثنیٰ قرار دیناچاہتے تو یہprocessصرف ایک مہینے میں ہوسکتاہےاس کا مطلب ہے کہ میٹرو بس کے تحت یہ موٹروہیکل آرڈیننس کےاندر روٹ پرمٹ کو ختم کرکے چھوٹے علاقوں کے حقوق کو غصب کرناچاہتے ہیں۔یہ صرف لاہور اور تخت لاہور کو promoteکرنا چاہتے ہیں۔ یہ کام procedure کے ساتھ بھی تو کرسکتے ہیں۔ انہوں نے procedureکوbulldozeکیوں کیاہے؟یہ(95) Rule جس کے تحت ہمارے معززلاءمنسٹراس کو bulldozeکرکے۔۔۔(شوروغل)

MR SPEAKER: Order please.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!Rule(95) کو بھی ہمارے معزز لاءمنسٹر suspendکرناچاہتے ہیں۔میں ان سے یہ پوچھتاہوں کہ شاید ان کی خواہش تو یہ ہے کہ یہ سارے قوانین کوsuspendکردیں۔(شوروغل)

MR SPEAKER: Order please, order. Let him speak.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!Rule(95)یہ ہے کہTime of consideration of Bills.یہ اس کے وقت کو کم کرکے انتہائی جلدی میں اس کو پاس کرناچاہتے ہیں اور اس کے اندر لکھاگیاہے کہ:

> After the report of the Standing Committee on the Bill has been presented to the House or the report is deemed to have been presented as a result of suspension of requirement of rule:

(a) cause the copies of the Bill as introduced, together with modifications if any, recommended by the Standing Committee, to be supplied to each member, as soon as may be, after the receipt of the report and

(b) Shall set down the Bill on the List of the Business for a day…..

جناب سپیکر: کیاآپ اس کو چھ چھ دفعہ پڑھیں گے ؟اب آپ تشریف رکھیں، مہربانی کریں۔ مجھے ادھر سے بھی جواب لینے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتاہوں کہ ---

جناب سپیکر: مجھے کہیں، میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھوں گاآپ نہ پوچھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!---

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!انہیں بات توکرنے دیں---

جناب سپیکر: نہیں،oppose آپ نے کیاہے They have not opposed it only you have opposed.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں نے oppose کیاہے---

MR SPEAKER: No. You have not opposed it.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ڈاکٹر سامیہ امجد نے oppose کیا تھا---

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!انہوں نے oppose کیاہے---

جناب سپیکر: انہوں نے اس کو oppose نہیں کیاآپ نے اس کو oppose کیاہے you have a right. میں نے آپ کو چانس دیاہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: نہیں،آپ تشریف رکھیں۔ایسے آپ کی بات ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!ہم نے oppose کیاہے---

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر Honourable Chair معزز ممبران کو وقت دینا چاہے تو میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے پوچھ کر تو اجازت نہیں دینی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مت بولیں، آپ اپنی بات کریں اس کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے oppose نہیں کیا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے بھی کہہ دیا ہے کہ ٹائم دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں ان کے کہنے پر آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو پھر چانس دوں گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ہم نے oppose نہیں کیا لیکن انہوں نے oppose کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، چودھری صاحب! آپ کو میں دیکھ رہا ہوں، میں نے آپ کو سامنے سے دیکھا ہے کہ آپ نے اس کو oppose کیا ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہم نے بھی oppose کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ہمیں اجازت دیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب اجازت نہیں دوں گا۔ آپ بیٹھیں، پھر آپ کو اجازت دوں گا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس استثنیٰ کا ذکر محترم نولاٹیا صاحب نے کیا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی inconsistency پیدا ہو رہی ہو تو پھر ان Rules کے تحت اجازت دی جا سکتی ہے۔ اگر ہم اس amendment کو نہ لائیں اور

اس کے بعد ایوان میٹروبس کا Bill جس کو ہم legislate کرنے جا رہے ہیں اس کو پاس کر دے تو inconsistency پیدا ہو گی جو کہ مشکلات پیدا کرے گی اس لئے amendment موٹر وہیکل آرڈیننس پہلے اس ایوان سے منظور ہونا ضروری ہے اس کے بعد میٹروبس سروس بل پیش کیا جائے اور اسے پاس کیا جائے۔

MR.SPEAKER: Thank you. The motion moved and the question is:

> "That requirements of Rule 94 & 95 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 ibid. for immediate consideration of the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012."

(The motion was carried.)

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012.

MR SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles(Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

First reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012 be taken into consideration at once."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose it.

جناب سپیکر: جی، Opposed.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! I oppose it.

جناب سپیکر: آپ تمام خواتین oppose کر رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ مجبوریاں جو معزز لاء منسٹر صاحب نے بتائی ہیں وہ عوام کا نمائندہ ہوتے ہوئے ہمارے نزدیک اس قابل نہیں کہ جن کی بنیاد پر اسمبلی کے rules کو suspend کیا جائے، Standing Committee کو بھی نہ بھیجا جائے اور اس کا notification کرنے سے بھی پہلے اس کو پاس کیا جائے۔ یہ مجبوریاں انتہائی ناکافی ہیں اس کے باوجود معزز ایوان نے۔۔۔

جناب سپیکر: میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ Rule 98(1) بھی پڑھ لیں اور اس کے بعد بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! میں آپ سے ہی مخاطب ہوں۔ آپ Rule 98 کلاز (1) پڑھیں پھر میرے ساتھ بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اس پر یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

کوئی مجبوریاں نہیں ہوتیں
لوگ یوں ہی وفا نہیں کرتے

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس Rule کے تحت معزز لاء منسٹر صاحب میٹرو بس سروس کو جو سہولت دینا چاہتے ہیں۔ وہ Provincial Motor Vehicles Ordinance 1965,

(XIX of 1965) کے section 14 کے اندر ترمیم کرنا چاہتے ہیں۔ بڑی عجیب بات ہے کہ روٹ پرمٹ پر جو تھوڑی سی رقم لگتی ہے وہ اٹک کے لوگ تو ادا کریں، جہلم کے لوگ تو ادا کریں، راجن پور اور مظفر گڑھ کے لوگ تو ادا کریں لیکن لاہور جیسے غریب علاقہ کو روٹ پرمٹ کی payment سے مستثنیٰ کرنے کے لئے ہمارے Hon' able Law Minister اور [******] جو 36 اضلاع کی رقم کو لاہور پر خرچ کرتے ہیں، میں ان کو [****] زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا جو 36 اضلاع کے بجٹ کو لاہور پر خرچ کر کے ترقی کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ آپ نے اس ایوان کی توہین کی ہے۔ یہ توہین کے مترادف ہے وہ elected Chief Minister ہیں، آپ کو سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کاش! ان کے اعمال بھی بتائیں کہ وہ وزیراعلیٰ ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سیکشن 44 جس کے اندر میرے معزز لاء منسٹر کسی کے حکم پر ترمیم کرنا چاہتے ہیں میں ان کو سیکشن 44 پڑھ دیتا ہوں۔

Transport Vehicle not to be used or driven without permit…

جناب سپیکر: یہ تو آپ پڑھ رہے ہیں جو میں نے آپ کو گزارش کی ہے وہ آپ کیوں نہیں پڑھتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کون سی گزارش کی ہے؟

جناب سپیکر: Rule 98(1) کو ذرا پڑھ کر دیکھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں اس کو پہلے پڑھ دیتا ہوں۔ میں نے یہ بات کی ہے کہ Hon' able Chair کو Rules suspend کرنے کا اختیار ہے لیکن یہ اختیار ہر روز استعمال کرنے کا نہیں ہوا کرتا اور جو مجبوریاں بتائی جاتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں جو کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اسی لئے تو میں اس بات کو چھوڑ بیٹھا تھا۔

کوئی مجبوریاں نہیں ہوتیں
لوگ یونہی وفا نہیں کرتے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہمارے لاء منسٹر سیکشن 44 میں جو ترمیم کرنا چاہتے ہیں یہ میں ان کو پڑھ دیتا ہوں کہ:

> **Transport vehicles not to be used or driven without permit.** (1) No owner of a transport vehicle shall use or permit the use of, and no driver of a transport vehicle shall drive or cause or permit to be driven, the vehicle in any public place, save in accordance with the conditions of a permit authorizing the use or driving of the vehicle in such place granted or countersigned by a Regional or Provincial Transport Authority:

اس کے اندر بتایا یہ گیا ہے کہ Regional Transport Authority یا Provincial Authority ان گاڑیوں کا اندراج کرے گی اور ان کو روٹ پرمٹ دیا جائے گا سوائے ان گاڑیوں کے، اب یہ وہ لسٹ دی گئی ہے جس کے اندر بتایا گیا ہے کہ ان گاڑیوں کو روٹ پرمٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں انہوں نے جو ترمیم کرنے کی خواہش کی ہے اس کی ایک شق یہ ہے کہ any to bus school یعنی سکول بس کو روٹ پرمٹ منظور کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

> To any trailer used for any purpose other than the carriage of goods for hire or reward when drawn by a motor vehicle constructed for the carriage of not more than six passengers excluding the driver.

اس میں ہماری گورنمنٹ ایک نئی بات شامل کرنا چاہتی ہے یعنی سکول بسوں کو رعایت دی جائے کہ روٹ پرمٹ کے ذریعے ان کو جو ٹیکس دینا پڑتا ہے اس سے چھوٹ مل جائے وہاں پر ٹیکس نہ لگے۔ لاہور کی غریب عوام کے لئے وہ ٹیکس جو راجن پور، ڈی جی خان، مظفر گڑھ کے لوگ دیتے ہیں لاہوریوں کو اس کی رعایت دینے کے لئے ہمارے معزز لاء منسٹر نے یہاں پر یہ ترمیم دی ہے bus to a operated under the Punjab Metro Bus Authority یہ ایک بس نہیں ہے اس کے اندر سینکڑوں کے حساب سے بسیں ہیں جن کے روٹ پرمٹ منظور کرانے کی شکل میں گورنمنٹ

آف دی پنجاب کو finances آنے تھے اب ایک طرف حالت یہ ہے کہ 26۔ارب روپے کا یہ پراجیکٹ جو بجٹ June 2012 میں پاس کیا گیا ہے مگر اس پر چار پانچ مہینے پہلے لاہور میں کام شروع کر دیا گیا تھا۔ جب یہ مکمل ہو گا تو کلمہ چوک سے قصور روڈ کی طرف لوگوں کا تعلق، رابطہ، آنا جانا دوسری طرف کے لوگوں سے disconnect کر دیا جائے گا اور چند ہی مہینوں بعد یہ ضرورت پیش آئے گی کہ دو دو، تین تین کلو میٹر پر فلائی اوور بنائے جائیں یا انڈر پاسز بنائے جائیں تاکہ دونوں طرف کی آبادی کو ملنے میں سہولت رہے جب یہ ساری چیزیں اس کی cost میں شامل ہوں گی تو یہ پراجیکٹ ستر، اسی ارب روپے کے قریب چلا جائے گا۔ حالت یہ ہے کہ ستر، اسّی ارب روپے والے اس پراجیکٹ کے لئے تو ہمارے [****] اور معزز لاء منسٹر نے اسمبلی کی منظوری سے پہلے کام شروع کر دیا اور آج انہی بسوں کو جو ابھی شاید دو سال بعد چلنی ہیں، دو سال پہلے ہی ان کے روٹ پرمٹ کے استثنیٰ کی ترمیم اسمبلی میں لے آئے ہیں۔ جب جنوبی پنجاب سے خطہ لاہور کو تخت لاہور اور ظلمات لاہور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تو اس کے پیچھے یہی بات ہوتی ہے۔ جب لاہور کا پراجیکٹ ہو، کلمہ چوک فلائی اوور بنانا ہو تو 135 دنوں میں مکمل ہو جاتا ہے ۔پورے جنوبی پنجاب کے اندر کوئی ایک پراجیکٹ بتادیں جو انہوں نے اس hasty manner میں بنایا ہو؟

جناب سپیکر: جی، آپ اب amendment پر بات کریں۔آپ پتا نہیں کس پراجیکٹ پر پہنچ گئے ہیں؟ یہ بات ٹھیک نہیں ہے، آپ relevant ہو جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں relevant بات کر رہا ہوں۔ کیا یہ میٹرو بس سے concerned نہیں ہے، کیا یہ relevant نہیں ہے؟ یہ میٹرو بس کے لئے رعایت لینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نہ بیٹھنا، لوگوں کو تو بیٹھنے دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ irrelevant بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز! بیٹھ جائیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: یہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کے حقوق کو غصب کرتے ہیں ۔ جنوبی پنجاب کے لوگوں کے حقوق کو غصب کرنے کے لئے، سرائیکیوں کو علیحدگی پر مجبور کرنے کے لئے رانا ثناء اللہ چند روپوں کی رعایت بھیک کی شکل میں کیوں لینا چاہتے ہیں؟ یہ چند روپے کی بھیک ہے اور وہ

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 279 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بھیک ہم ان کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ جس کے لئے انہوں نے یہ بل یہاں اتنے hasty انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ Standing Committee میں پیش ہوا ہے، پبلک کو پرنٹ کر کے اس پر بحث کی اجازت دی گئی ہے، اس کو Select Committee کے اندر بھیجا گیا ہے اور نہ ہی اس کو گزٹ کے اندر notify کرنے دیا گیا ہے۔ کوئی ایک فائدہ بتادیں جواب تک چکوال یا جنوبی پنجاب کے غرباء کے لئے انہوں نے اتنی جلدی Rules کو suspend کر کے کیا ہو، کیا پنجاب کے اندر صرف لاہوریوں کو جینے کا حق ہے اور کیا ان غریب اضلاع کو، پسماندہ اضلاع کو پنجاب کے finances پر کوئی حق حاصل نہیں ہے؟ میں وہ باتیں بتانا چاہتا ہوں کہ معزز وزیر اعلیٰ نے یہ کہا کہ سیلاب کے دنوں میں، میں 35 دفعہ کوٹ ادو گیا ہوں اور جو انہوں نے amount وہاں دی ہے یہ اس کا استعمال لاہور کے ایک پراجیکٹ میں کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: سیاسی تقریر کی اجازت نہیں ہے۔ براہ مہربانی ان کا mike بند کریں۔ یہ سب irrelevant ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا یہ میٹرو بس سے relevant نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، محترمہ ساجدہ میر!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! گورنمنٹ کے پاس ایک محکمہ G.T.S تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس amendment کے حوالے سے بات کریں۔ میں irrelevant بات نہیں سنوں گا۔ This I tell you.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اسی بل اور اسی amendment پر بات کر رہی ہوں۔ آپ کی میٹرو بس کی اتنی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ دو کروڑ روپے کی بس میں بیس روپے اکٹھے کرنے کے لئے کون سا investor ہے جو اپنی بسیں ڈالے گا؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ یہ Bus Rapid Transit System بنا رہے ہیں اچھا کام ہے، میں اس کی تعریف کرتی ہوں لیکن آپ یہ دیکھیں کہ آپ کے پاس وہ کون سا investor ہے جو 2 کروڑ روپے کی بس بیس روپے اکٹھے کرنے کے لئے آپ کے rapid system میں ڈالے گا۔ آپ کے پاس G.T.S کا محکمہ تھا، آپ کے پاس پورا ڈھانچہ تھا آپ نے اس کو ختم کیا یا تو گورنمنٹ خود چلائے، اس کی ذمہ داری لے یا پھر پورے پنجاب کے لئے یہ سسٹم بنائے، long routes کے لئے ہوتا تو اس کا فائدہ ہوتا لیکن short route کے لئے یہ پنجاب کی عوام سے سراسر

زیادتی ہے اور یہ پیسے کا ضیاع ہے۔ لوگ آپ سے پوچھیں گے جس طرح آپ کی روٹی فیل ہوئی ہے اسی طرح rapid system بھی فیل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ اس میں بیٹھیں گے تو پھر میں آپ سے پوچھوں گا کہ آپ اس بس میں کیوں بیٹھے ہیں؟ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! relevant بات کیجئے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ مجھے اس ترمیم پر تمام معزز ممبران کی بھرپور توجہ چاہئے۔ اس بل کی Clause 2(h) میں لکھا ہے کہ:

To a bus operated under Punjab Metro Bus Authority

میں نے صرف اس سلسلے میں یہ کہنا ہے کہ اس وقت، اس لمحے آپ بے شک ٹائم نوٹ کر لیں، سیکنڈ نوٹ کر لیں اور مجھے صرف ایک بات بتا دیں کہ کیا اس وقت پنجاب میٹرو بس اتھارٹی exist کرتی ہے اور جب یہ exist ہی نہیں کرتی تو پھر آپ کس بس کے لئے یہ بل پاس کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ آپ کو اس کا جواب دیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ سب کچھ illegal ہے کیونکہ اس کی ابھی authority pass ہونی ہے آپ کا بل ابھی آنا ہے اتھارٹی موجود ہی نہیں ہے پھر آپ اس بس کے بل کو کیسے پاس کر سکتے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ کا یہ پوائنٹ غلط اور invalid ہے اس لئے میں اسے reject کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: میرا point غلط ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! گورنمنٹ کا پوائنٹ غلط ہے۔ میری آپ سے صرف یہ اپیل ہے کہ آپ ان سے پوچھیں کہ ایک اتھارٹی جب exist ہی نہیں کرتی آپ اس کی بس کو define کر کے اس کے ٹیکس معاف کر رہے ہیں، یہ آپ کیسے کر رہے ہیں جب ایک چیز exist ہی نہیں کرتی۔ چوزہ پہلے آیا یا انڈہ، یہ تو اس قسم کا circle question ہے لہذا یہ اس لمحے This page is invalid, this sentence is invalid آپ ایک invalid چیز ممبران اسمبلی سے کیسے پاس کرانے لگے ہیں؟ You cannot even put the question. This is illegal, invalid, and illegitimate یہ سارا کچھ غلط ہو رہا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ اس کو disallow کریں۔ ایک چیز exist ہی نہیں کرتی اور آپ اسے پاس کرا رہے ہیں اور وہ بھی معزز ممبران اسمبلی

سے،legislators سے اور میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر اس چیز کی legislation کیسے ہو رہی ہے جو یہاں پر exist ہی نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: آگے چلیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! آپ نے اس کے objects and reasons میں یہ لکھا ہے کہ There is an urgent need میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس میں کیا urgency ہے ایک rapid bus کو چلانے کے لئے آپ نے لاکھوں روپے کی سڑکیں توڑ دیں۔ آپ نے کم از کم چالیس سڑکیں non functional کیں اس کے علاوہ وہاں پر ملبہ پڑا ہوا ہے جس کی وجہ گزرنے کے لئے گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں، گیس اور پٹرول کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں اس میں کیا urgent ہے کہ کیا کوئی جنگ لگی ہوئی ہے اور کیا آپ نے end of this transit system ہسپتال بنا دینے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں جب یہ بن جائے گی اور آپ اس میں بیٹھیں گی تو پھر پتا چلے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر urgent لفظ کا کیا مطلب ہے؟ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کون سی ایسی ایمرجنسی ہے لہذا یہ لفظ بھی غلط ہے۔ اب لفظ urgent کو define کریں کہ What is the urgent need میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہی urgent need ہے؟ تیسرا point میرا یہ ہے کہ انہوں نے اس بل میں لکھا ہے کہ ٹرانسپورٹ سسٹم آف لاہور کو modernize, safe, affordable and more comfortable بنا رہے ہیں۔ آپ کس ٹرانسپورٹ سسٹم کو comfortable کر رہے ہیں؟ آپ ایک سڑک کو نہیں بلکہ ٹرانسپورٹ سسٹم کو comfortable کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ ٹرانسپورٹ سسٹم ایک سڑک پر مبنی ہے؟ اس سے آپ نے تو باقی ٹرانسپورٹ سسٹم کا بھی بھٹا بٹھا دیا ہے، پورے لاہور کی تو آپ نے سڑکیں بند کر دیں لوگوں کے vehicles ٹوٹ گئے۔ میں آج آپ کو چیلنج کرتی ہوں، آپ ہسپتالوں میں جا کر پوچھیں کہ کیسے گاڑیاں اور ریڑھے آپس میں ٹکرا رہے ہیں، roadside accidents کم از کم چار سو فیصد تک بڑھ چکے ہیں۔ آپ نے کبھی اس پر بھی غور کیا یا لاہور کے سسٹم کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اس وقت پورا لاہور آپ کو بد دعائیں دے رہا ہے، اس گورنمنٹ کو صبح سے لے کر شام تک لوگ بد دعائیں دے رہے ہیں اور صرف اس لئے کہ accident rate بہت بڑھ گیا ہے۔ اس وقت کوئی گھر ایسا نہیں جس میں کسی کا سر fracture نہیں ہوا ہے یا ٹانگ ٹوٹی ہوئی نہیں ہے یا کوئی roadside accident

نہیں ہوا ہر بندہ وہاں پر کسی نہ کسی چیز سے ٹکراتا ہے۔ ہم مائیں اپنے بچوں کو اس خوف سے سکول نہیں بھیج سکتیں۔ وہ سسٹم جس کو آپ کہہ رہے ہیں There is an urgent need to modernize the system آپ نے اس کو کیا modernize کیا ہے؟ road side accidents کے اتنے incident ہوئے ہیں، آپ مجھے بتائیں میں نے تین الفاظ اس میں سے نکال کر آپ کو بتائے ہیں کہ یہ تینوں الفاظ غلط ہیں illegitimate ہیں، illegal ہیں اور آپ لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ آپ کو بددعائیں دے رہے ہیں۔ اب آپ کو ووٹ نہیں ملیں گے۔

جناب سپیکر: آپ سے کون ووٹ مانگتا ہے، میں تو نہیں مانگتا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! مجھ سے کوئی ووٹ مانگ کر تو دیکھے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: اسی سے relevant بات ہو گی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب والا! اسی سے relevant بات ہو گی اور اس وقت اس سے زیادہ اہم بات کون سی ہے؟

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ 100۔ارب روپے کا اتنا بڑا منصوبہ ۔۔۔

جناب سپیکر: کتنے ارب روپے کا منصوبہ ہے ان سے پوچھ لیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہو گی کہ پہلے میری بات سن لیں۔ آپ مانیں نہ مانیں وہ آپ کا right ہے بات کرنا میرا حق ہے۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ آپ step by step اس کو increase کریں گے میں اسی لئے 100۔ارب روپے کا کہہ رہی ہوں۔ جس صوبے میں حالات یہ ہوں کہ مائیں بچے بیچ رہی ہوں اس صوبے میں آپ ایسے پراجیکٹ شروع کر رہے ہیں جس سے صرف رائیونڈ کے لوگوں کو فائدہ پہنچے، رائیونڈ کی سڑکیں سیدھی کرنے کے لئے یا رائیونڈ کے لوگوں کو lease پر دینے کے لئے کر رہے ہیں یا پھر اپنے پیاروں کو نوازنے کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اس صوبے میں نئی انڈسٹری کتنی لگائی گئی ہے؟ جو صوبہ overdraft پر چل رہا ہو اور جس کے اپنے حالات معاشی

طور پر اس قدر خراب ہیں کہ وہ تنخواہیں دینے سے بھی قاصر ہیں لیکن وہ اتنے مہنگے اور ایک سے ایک بڑھ کر چور بازاری والے منصوبے شروع کر رہے ہیں۔ چاہے لیپ ٹاپ والا منصوبہ ہو، چاہے تنور والا منصوبہ ہو، جعلی دوائیوں والا منصوبہ ہو، ڈینگی وائرس ہو کوئی ایک منصوبہ بتادیں جو پنجاب حکومت نے شروع کیا ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو، کوئی ایک ایسا منصوبہ بتادیں جس کو عوام نے سراہا ہو۔ آپ کے منصوبے سراسر بے بنیاد جھوٹے ہوتے ہیں اور وہ صرف اور صرف کمیشن کی خاطر ہوتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ صرف کمیشن کی خاطر عوام کے ساتھ زیادتی کیوں کی جارہی ہے، لوگوں کے حقوق پر کیوں دن دہاڑے ڈاکا ڈالا جارہا ہے؟ 64 فیصد آبادی کا یہ صوبہ ہے دور دراز کے علاقوں جہاں سے 99 فیصد اناج آتا ہے کیا ان کو یہ facilities نہیں چاہئیں؟ لاہور کون سا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جس میں تمام facilities چاہئیں، صوبے کے باقی حصے یا اضلاع اس سے کیوں محروم رہیں؟ آپ اگر کوئی اچھا کام کرتے تو ہم بھی آپ کا ساتھ دیتے، آپ کو ہم اپنی تنخواہیں بھی دیتے ہیں آپ ہمیں بجلی فراہم کریں، آپ لوگوں کو یہاں پر بجلی کے منصوبے بنا کر دیں اور اب NFC Award کے بعد آپ کے پاس right ہے آپ نے خود مختاری حاصل کی ہے جس کی وجہ سے آپ کو صوبے کی مشکلات کا اندازہ کرنا چاہئے تھا جس سے ہم اس وقت گزر رہے ہیں لیکن آپ سستی شہرت کے لئے ،one man show کے لئے اور اپنی ذات کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ اب آپ irrelevant باتیں کر رہی ہیں، تشریف رکھیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ مجھے شدید افسوس اور حیرت کا سامنا ہے کہ اتنی جلدی کیوں دکھائی جارہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: repetition نہیں ہونی چاہئے۔ جلدی کی باتیں انہوں نے کر لی ہیں اب آپ repeat نہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! آپ کو جو repetition لگتی جارہی ہے آپ اس کی لسٹ بنالیں بعد میں ان الفاظ کو واپس لے لوں گی۔

جناب سپیکر: آپ points نکال کر ان پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں اپنی طرف سے بات کر رہی ہوں میں نے کسی کی cheating کی ہے اور نہ ہی میرے پاس کوئی لکھا ہوا نوٹ ہے، میں نے جو بولنا ہے اپنے پاس سے بولنا ہے۔ موجودہ حکومت شیر کی مانند ہے اور شیر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے یہ ایک جنگل کے بادشاہ کی طرح چاہے انڈے دیں یا بچے دیں یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: کبھی شیر نے آج تک انڈے دئیے ہیں، کبھی آپ نے سنا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ لوگ دینے کی کوشش تو کرتے ہیں بے شک ناکام ہو جاتے ہیں۔ جیسے سستی روٹی سکیم ناکام ہو گئی اسی طرح سے انہوں نے یہ منصوبہ بھی فیل کرانا ہے۔ اگر ہر چیز کو systematic طریقے سے کیا جائے تو بہتر ہو گا، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ ایوان پھر کس لئے ہے، سٹینڈنگ کمیٹیاں کس لئے ہیں، بجٹ پر بحث کرنے کے لئے ہمیں کیوں کہا جاتا ہے اور ہم سے پھر pre-budget تجاویز کیوں لی جاتی ہیں؟ ایک huge project کو شروع کرنے سے پہلے کسی سے مشورہ کیوں نہیں کیا گیا؟ اس منصوبے میں پورے صوبے کا خزانہ جھونک دیا گیا ہے اور ساری آبادی کو متاثر کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ سب اداروں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، سب کو bypass کرتے ہوئے رات کے اندھیرے میں شب خون مارنے کی کیا ضرورت تھی؟ تمام Rules کو suspend کر کے اور ہر چیز کو bulldoze کرتے ہوئے اس بل کو اسمبلی میں لانے کے پیچھے کون سی ایسی مجبوریاں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتائیں گے، ساری بات بتائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: میں ان سے پوچھتی ہوں کہ کون سی ان کی کمزوریاں یا مجبوریاں ہیں جس کی پردہ پوشی ہے اور جسے رات کی تاریکی میں چھپانے کی کوشش کی جارہی ہے، سب کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی جارہی ہے، ہمیں بحث کرنے کا موقع ہی نہیں دیا جارہا، اسے اسمبلی میں نہیں لایا جا رہا اور سٹینڈنگ کمیٹی کو نہیں دیا جارہا یہ لمحہ فکریہ ہے اور سوچنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے میرا مائیک بند کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے بند کر دیا ہے؟ ٹائم ختم ہو گیا ہو گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس میں ٹائم کب ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ relevant ہو کر کوئی point بتائیں اور بات ختم کریں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ان کو کیا جلدی ہے کیا ان کا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے ؟

جناب سپیکر: کھانا کھالیں گے ان کی مرضی ہے مجھے کیا اعتراض ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں ویسے بھی کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔ دیکھیں کہ کتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو چاہئے کہ وہ بیٹھیں اور ہماری ساری کی ساری debate سنیں۔

جناب سپیکر: آپ میرے ساتھ بات کریں ان کے ساتھ نہیں۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: آپ نے ان کو یہاں کس لئے بلایا ہے ؟ میں کورم کی نشاندہی کیوں کر رہی ہوں اس لئے تاکہ سب لوگ یہاں بیٹھ کر بات سنیں ؟

جناب سپیکر: آپ نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے ؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے کورم point out کیا ہے۔ سب کو بلائیں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ اگر کھانا کھانا ہے تو آپ بھی کھالیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو خود ادھر نہیں کھاتا۔ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب! انہوں نے جو باتیں کی ہیں ان پر wind up کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: کنٹین بھی بند کرا دی ہے۔ میری شوگر low ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ میرے آفس میں جا کر چائے پی لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں لاء منسٹر صاحب کا جواب سن کر جاؤں گی۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2012
(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم rules suspend کر کے جو amendment لا رہے ہیں اس کے متعلق معزز ممبران نے بحث کرتے ہوئے صرف دو باتیں کی ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے کہا ہے کہ میٹرو بس منصوبہ ابھی ہے ہی نہیں تو آپ اس کے متعلق یہ amendment کیوں کر رہے ہیں۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ futuristic legislation یہ ایوان کرتا ہے۔وہ پراجیکٹ وہ ڈیپارٹمنٹ جس کا کوئی وجود نہیں ہوتا اس کے متعلق یہ funding ڈیپارٹمنٹ legislation کرتا ہے اور funds allocate کرتا ہے اس لئے یہ House futuristic funds allocation and legislation کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! محترم نولاٹیا صاحب نے جو point raise کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ amendment کر کے اسے روٹ پرمٹ سے مستثنیٰ کیوں کیا جا رہا ہے۔اس سے پہلے جو وہیکلز مستثنیٰ ہیں میں ان کی لسٹ پڑھ دیتا ہوں اس کے بعد پورے ایوان کی سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہو رہی جو بالکل out of contest ہو۔

Any transport vehicles on by or on behalf of the Central or Provincial Government

یعنی صوبائی اور قومی حکومتوں کے تمام وہیکلز already یہ سہولت enjoy کر رہے ہیں۔اسی طرح سے جو لوکل اتھارٹیز ہیں وہ بھی اس سہولت کو already enjoy کر رہی ہیں۔ اب اسے renumber کرنے کے لئے جو سکول بس ہے اس کا amendment میں ذکر کیا گیا ہے، انہوں نے اس پر بھی بحث فرمادی ہے حالانکہ سکول بس اس استثنیٰ میں پہلے سے موجود ہے لیکن انہوں نے اس پر بھی بحث فرمادی ہے ۔ اس طرح سے تمام وہیکلز یعنی any transport vehicles used for any public purpose. وہ already اس میں ہیں لیکن صرف وضاحت کے لئے میٹرو بس سروس کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔باقی انہوں نے پوری کی پوری بحث میں میٹرو بس سروس کے منصوبے کو hit کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے کوئی سولہ اٹھارہ سال پہلے جب میاں محمد نواز شریف نے موٹروے کا منصوبہ شروع کیا تھا تو اُس وقت وہ تمام عقل کے اندھے، ملک کو لوٹنے والے، جیبیں بھرنے والے اور کرپشن کرنے والے سب کے سب یہ کہہ رہے تھے کہ یہ کیوں شروع کر دیا ہے؟ اس کی

ضرورت ہی نہیں ہے اور یہ تو بالکل پیسے ضائع کئے جارہے ہیں۔اُس وقت یہ کہتے تھے کہ قوم آپ کو بددعائیں دے گی۔جناب!آج پوری قوم جھولیاں اُٹھا کر میاں محمد نواز شریف کو دعائیں دے رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میٹرو بس والے منصوبے پر بھی انشاءاللہ تعالیٰ پورا پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو جھولیاں اُٹھا کر دعائیں دے گا۔میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ یہ وہی طبقہ ہے جو قومی ترقی کے شعور سے نابلد ہے اور انہیں پتا ہی نہیں کہ اس قوم کو آگے بڑھنے کے لئے کن projects کی ضرورت ہے۔یہ پہلے موٹروے کے منصوبے پر تنقید کرتے تھے لیکن اب جب یہ موٹروے پر سفر کرتے ہیں،میں نے خود ان کو گاڑیوں میں موٹروے پر سفر کرتے دیکھا ہے۔میں بھی گاڑی میں سفر کر رہا ہوتا ہوں اور آپ بھی سفر کر رہے ہوتے ہیں جب ان لوگوں میں سے،اس مخصوص طبقے میں سے کسی کی گاڑی آپ کے پاس سے گزرے تو آپ ذرا کان لگا کر غور سے سنیں ان کا ضمیر ان کو جوتیاں مار رہا ہوتا ہے کہ اتنے اچھے منصوبے کے اُوپر تم تنقید کرتے رہے ہو۔میں ان سے یہی کہوں گا کہ میٹرو بس سروس کا منصوبہ انشاءاللہ تعالیٰ پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں چلے گا لہذا اس کی مخالفت نہ کریں ورنہ کل کو ان کا ضمیر ان کے ساتھ وہی کرے گا جو موٹروے پر کرتا ہے۔

MR SPEAKER: Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012 be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 f the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012 (Bill No.27 of 2012). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from: Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Moonis Elahi, Ch Abdullah Yousaf, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Khurram Nawab, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mr Ehsan-ul-Haque Ch, Mrs Samina Khawar Hayat, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Humaira Awais Shahid, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mr Zafar Zulkarnain Sahi, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Lt. Col.(Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shahjahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr. Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq,

Mr Qaiser Iqbal Sindhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Asif Bashir Bhagat, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr. Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungriyal, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col.(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javid Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Mrs Nargis Faiz Malik, Mrs Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed Advocate, Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Any mover may move it.

MRS AMNA ULFAT: Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th November 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th November 2012."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! ایک اتنا بڑا پراجیکٹ جس سے آج پورے کا پورا لاہور شدید پریشان ہے کیونکہ پورا لاہور کُھدا پڑا ہے۔ لوگ across the road نہیں آ جا سکتے۔ لاکھوں لوگوں کے کاروبار متاثر ہو چکے ہیں، ٹریفک روزانہ گھنٹوں stuck رہتی ہے اور اس پراجیکٹ کا بجٹ وقت کے ساتھ ساتھ اربوں روپے میں بڑھ رہا ہے اور مجھے لگتا ہے کہ اب اس کا بجٹ اربوں روپے سے کھربوں روپے میں convert ہونے والا ہے۔ اگر ہم نے اس پراجیکٹ کے لئے یہ رائے دی ہے کہ اس کو public opinion کے لئے مشتہر کر دیا جائے تو کیا غلط کہا ہے؟ ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے اُس پر رائے لینا اور پھر جمہوریت میں رہتے ہوئے جمہوری ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اور جس عوام کے ووٹوں سے یہ حکومت بنی ہے ہم اتنا بڑا پراجیکٹ شروع کرنے سے پہلے اُس عوام سے رائے لینا بھی پسند نہیں کر رہے۔ کیا یہ اُس mandate کی توہین نہیں ہے جو عوام نے دیا ہے، کیا یہ اُن کے ساتھ صریحاً ظلم اور زیادتی نہیں ہے؟ آج کا دور میڈیا کا دور ہے اور اس وقت more than hundred channels, electronic media پر دن رات چل رہے ہیں۔ جہاں حکومت کی اپنی مرضی ہوتی ہے وہاں پر تو اتنے بڑے بڑے اشتہارات چل رہے ہوتے ہیں۔ اخباروں کو نوازا جا رہا ہوتا ہے جو حکومت کی من پسند خبریں لگاتے ہیں وہاں پر عوام سے رائے لینا کون سا مشکل تھا؟ کیا ان تمام ذرائع کو عوام سے رائے لینے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا اور کیا اس چیز کے لئے عوام کو اتنا غیر اہم سمجھ لیا گیا؟ آپ ایریا میں جائیں جہاں لوگوں کے چلتے ہوئے کاروبار ختم کر دیئے گئے۔ کسی انسان کا کاروبار، اُس کی ایک دکان، اُس کی ایک ہٹی یا اُس کا ایک پوائنٹ زندگی بھر کا اثاثہ ہوتا ہے۔ کیا اُس کو معاوضہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ملا تو اگر معاوضہ دیا بھی تو کیا اُس کی credibility کسی اور جگہ پر بن سکتی ہے، اُس کا کاروبار جو اس روڈ پر اُس انداز سے ہو سکتا تھا کیا کہیں اور جا کر اس طرح سے ہو سکتا ہے، کیا اُنہیں متبادل مناسب جگہیں دی گئیں ہیں اور اُن لوگوں کو کیسے compensate کیا گیا ہے؟ ان کو زندگی بھر کے اثاثہ سے محروم کرنے سے پہلے اُن کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے یہ ہم سب جاننا چاہتے ہیں، یہ پوری عوام جاننا چاہتی ہے اور اس سب کچھ سے سب بے بہرہ ہیں۔ کسی کو ان چیزوں کا نہیں پتا، صرف اُس شخص کو پتا ہے جس کا اس سے direct concern ہے جو دھکے کھا رہا ہے اور اپنے کاروبار کے لئے نئی جگہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہے اور پھر سب

سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس پراجیکٹ کو شروع کرنے سے پہلے کے تمام تقاضے پورے کئے گئے؟ کیا وہ متبادل راستے متعین کئے گئے جن پر ٹریفک پورے flow کے ساتھ چل سکے تاکہ لوگوں کو کوئی hurdle درپیش ہو اور نہ کہیں پر ٹریفک stuck ہو کیا اُس کے لئے مناسب انتظامات کئے گئے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا قطعاً نہیں کیا گیا بلکہ ہمیں حیرت ہے کہ ہم ممبران اسمبلی تک کو نہیں پتا کہ وہ پراجیکٹ کہاں سے شروع ہوگا، کتنے کلو میٹر کا ہوگا، اُس میں کتنے پُل بنیں گے، اُس کے اوپر کتنا پیسا خرچ ہوگا اور وہ پیسا کہاں سے آرہا ہے؟ کسی پراجیکٹ کو شروع کرنے سے پہلے اُس کے کچھ طریق کار ہوتے ہیں۔ الحمدللہ آج بہت باشعور ہماری عوام ہے، یہاں پر پڑھی لکھی کلاس بھی موجود ہے جن کے اوپر ایک سوالیہ نشان ہے کہ pre feasibility study ہوتی ہے، محکمہ PC-1 بناتا ہے جس کو P&D سے منظوری کے لئے بھیجا جاتا ہے اور پھر اُسے بجٹ میں رکھا جاتا ہے جہاں سے فنڈز کی منظوری ہوتی ہے۔ ہم نے یہ سارا طریق کار نہیں دیکھا۔ صبح آنکھ کھلی تو ہم نے دیکھا کہ وہ پراجیکٹ شروع تھا۔ یہ لوگ رات کو خواب میں کچھ دیکھ لیتے ہیں اور صبح اُٹھ کر اُس کے اوپر کام شروع کر دیتے ہیں اور پھر بعد میں پچھتاتے ہیں جیسے یہ سستی روٹی کے اوپر پچھتائے۔ معزز وزیر قانون نے کہا کہ موٹروے بڑا کامیاب منصوبہ تھا، وہ کامیاب منصوبہ تھا لیکن غریب عوام کے لئے وہ آج بھی کامیاب منصوبہ نہیں ہے کیونکہ ریڑھے اور تانگے والے آج بھی جی ٹی روڈ پر جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں اور کہانیاں سُننے کو تیار نہیں ہوں۔ آپ مہربانی کریں اور اپنی amendment پر آئیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں اس بات کو بطور example پیش کر رہی ہوں اور یہ میرا right ہے کہ میں example دوں کیونکہ example دیئے بغیر آپ کسی بھی چیز کو سمجھا نہیں سکتے۔ یہ دستور ہے، یہ ایجوکیشن کا طریقہ ہے، یہ سمجھانے کا طریقہ ہے اور یہ نصیحت کرنے کا طریقہ ہے۔ میں example دے رہی ہوں کہ موٹروے سے کوئی رکشا والا مستفید نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر! جب کسی چیز کو شروع کرنا ہوتا ہے تو اُس کے نفع ونقصان کو سامنے رکھا جاتا ہے، اُس کے لئے رائے لی جاتی ہے اُس رائے کو لینے کے لئے عوام سے مشورہ کرنے کی ضرورت تھی یا نہیں تھی۔ یہ Mass Transit Train Project کی نقل میں یہ Metro Bus Project بنانے کی کوشش کی گئی اُس کے لئے عوام سے رائے تو لے لیتے۔ جہاں چودھری پرویز الٰہی نے ٹرین کا منصوبہ

منظور کروا کر شروع کروانا تھا وہاں اُس کی جگہ چھوٹی بس نے لے لی۔ کیا یہ ساری چیزیں اُس requirement کو پورا کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! ان کو سمجھائیں کہ یہ مشورہ لینا سیکھیں، انہیں سمجھائیں کہ یہ عوام سے رائے لیں۔ آج جس طریقے سے لوگ تکلیف میں مبتلا ہیں اگر یہ اس کو مشتہر کر دیتے، لوگوں سے مشورہ لے لیتے تو ہو سکتا ہے کہ ہم بھی آپ کو کوئی مشورہ دیتے، ہم بھی آپ کو کوئی alternative بتاتے۔ آپ اس چیز کے گواہ ہیں کہ جب جب اس ایوان نے ہم سے تجاویز مانگیں تو ہم نے آپ کو اپنی تجاویز زبانی بھی دیں اور written بھی دیں تو اگر اس بس کے حوالے سے بھی پوچھ لیا جاتا تو کیا ہم آپ کو مشورے نہ دیتے؟ اگر یہ منصوبہ مزید feasible بن جاتا تو عوام تکلیف کا شکار نہ ہوتی۔ آپ اسے ضرور بنائیں، عوام کے لئے سو پراجیکٹ شروع کریں لیکن کم از کم عوام سے تو پوچھیں کہ وہ اس پراجیکٹ سے مستفید ہوں گے یا مزید دُکھی ہوں گے۔ ہر چیز کو فطرت کے مطابق شروع کرنا چاہئے اور اس کے لئے مشورہ پہلی شرط ہے۔ مشورہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ اگر آپ کو مشورہ کے لئے کوئی انسان میسر نہیں تو آپ دیوار یا درخت سے مشورہ کر لیں۔ موجودہ حکومت اتنے بڑے ایوان کے ہوتے ہوئے چلیں کوئی pillar select کر لیتی۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بات تو کرتے ہیں کہ کروڑوں روپے ایک اجلاس پر لگ گئے لیکن اُس اجلاس میں جب حکومت کی طرف سے ایک مشورہ کے لئے بات نہیں لائی جائے گی، ایوان میں اُس پر بحث نہیں ہوگی اس پر ہم سے کوئی تجاویز نہیں لی جائیں گی، عوام سے پوشیدہ رکھا جائے گا تو پھر اس کے اوپر سوالیہ نشان اٹھے گا، لوگ کہیں گے کہ اسے خفیہ کیوں رکھا گیا تھا اور لوگ پوچھیں گے کہ یہ جنگلے اور سریا کس factory سے آ رہا ہے۔ عوام ضرور پوچھیں گے کہ کس کو نوازنے کے لئے یہ سارا کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس سوالیہ نشان سے بچنے کی ضرورت تھی اور اس کے لئے اس کو مشتہر کرنے کی ضرورت تھی۔ مجھے یہ بات کرنے دیں میں نے ان کی طرح جا کر ناشتے کئے ہیں اور نہ ہی کھانے کھائے ہیں۔ میں عوام کی نمائندہ ہوں اور میں بھوکے پیاسے کھڑے ہو کر یہ بات اس لئے کر رہی ہوں کہ اس اسمبلی سے مجھے جو پیسا ملتا ہے اسے حلال کر کے جاؤں، اپنی رائے دے کر جاؤں اور اپنا حصہ ڈال کر جاؤں۔ میں یہاں پر کچھ نہ کچھ سمجھا کر، کوئی نصیحت کر کے جاؤں تاکہ کل کو میرے ضمیر اور میرے دماغ پر کوئی بوجھ نہ ہو۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ انہیں حکومت تو اللہ تعالیٰ نے دی ہے لیکن انہیں اپنے اختیارات کا جائز استعمال کرنا چاہئے۔ انہیں چاہئے کہ یہ عوام کو اپنی آراء میں شامل کریں۔ ہم ممبران ہیں اور ہم سنجیدگی سے کام کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ ہمیں اس میں شامل کر لیں اور ایوان سے

ممبران کو شامل کر لیں یہ کیوں کوتاہیاں اور غفلت کرتے ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ جس چیز کو پوشیدہ رکھا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔اس وقت اس دال کے کالے کو نکال کر پھینکنے کی ضرورت ہے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی،نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب دلاؤں گا کہ مجھے جو ایجنڈا صبح دیا گیا تھا اس کے اندر تین Bills تھے جن کو انہوں نے آج pass کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ابھی اڑھائی بجے ایک نئی list آئی ہے جس میں آٹھ Bills آ گئے ہیں یعنی پانچ Bills آدھا دن گزرنے کے بعد اڑھائی بجے معزز وزیر قانون کو یاد آیا اور پانچ Bills کی ایک نئی list ہمیں دے دی گئی ہے۔مجھے یہ بتائیے کہ یہ ایجنڈا رات کو دیا جانا چاہئے تھا جس پر معزز ممبران تیاری کرتے۔آج بھی آدھے دن کی کارروائی گزر چکی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے rules suspend کرائے ہیں اب میں کیا کروں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ رات تین بجے صوبائی اسمبلی کا اجلاس بلایا جا سکتا ہے یا نہیں بلایا جا سکتا۔کیا آپ نے رات تین بجے کبھی اجلاس بلایا ہے؟

جناب سپیکر! Common sense یہ ہے کہ جب پانچ گھنٹے کارروائی ہو چکی ہو اور اس کے بعد معزز وزیر قانون کو یاد آئے کہ میں نے پانچ Bills اور دینے ہیں یہ کہاں کا precedent ہے یا یہ کہاں کے اصول ہیں اور کہاں کے ضابطے ہیں،ان پر یہاں کیا discussion ہو سکے گی۔پانچ گھنٹے کی کارروائی کے بعد یہ نئے پانچ Bills اڑھائی بجے آ کر پیش کر دیئے جائیں یعنی قواعد کو معطل کرنا ہے،bulldoze کرنا ہے، عوام کی رائے حاصل نہیں کرنی اور عوام کی رائے کو اس طرح سے bulldoze کرنا ہے تو یہ قانون سازی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ معزز وزیر قانون نے جس لہجے میں ضمیر کی بات کی ہے میرا معیار نہیں کہ میں ان کے لہجے میں یا ان کے معیار پر جا کر ان کی باتوں کا جواب دوں۔پاکستان کی 65 سالہ تاریخ کے اندر آج تک کسی وزیر قانون کی اتنی گفتگو کارروائی سے حذف نہیں ہوئی جتنی میرے محترم وزیر قانون کی ہوئی ہے۔یہ بھی تاریخ کا حصہ ہے۔ان کا یہی معیار ہے لیکن میرا معیار نہیں کہ میں ان کے لہجے میں بات کروں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ایک بات ترمیم کے متعلق کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ کا تصور یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسی فوری ضرورت پیدا ہو جائے جس کا حکومت کو قبل از وقت ادراک نہ ہو تو حکومت اس کے لئے کچھ پیسے رکھتی ہے کہ ہمارا اندازہ نہیں تھا کہ سیلاب آنے سے یہ پل ٹوٹ جائے گا اس لئے ہم نے یہ پیسے وہاں لگائے ہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ 70۔ارب روپے کا بڑا منصوبہ بھی کبھی کسی حکومت نے پوری تاریخ میں ضمنی بجٹ سے مکمل کیا ہو جو ان کے ساڑھے چار سالہ دور میں کیا جارہا ہے جو مکمل ہوتے ہوتے 100۔ارب روپے تک چلا جائے گا۔ اس منصوبے پر ایک بندے یعنی وزیراعلیٰ پنجاب کی سوچ کی بنیاد پر جنوری فروری میں کام کا آغاز کر دیا جائے اور پھر جون کے اندر یہ کہا جائے کہ اس کی ہم منظوری لے لیں گے اس سے بد ترین اور بدنام ترین ایوان کی کارروائی سے آٹھ نو کروڑ عوام اور 371 معزز ممبران کی بڑی توہین ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! جتنا بڑا منصوبہ ہو گا اتنا ہی اس کا procedure زیادہ رکھا جانا چاہئے۔ میٹرو بس پراجیکٹ ان کے ساڑھے چار سالہ دور اقتدار کا سب سے بڑا پراجیکٹ ہے اور سب سے بڑے پراجیکٹ کو انہیں عوام الناس میں بحث کے لئے کم از کم ایک سال مقرر کرنا چاہئے تھا۔ یہ ٹیلی ویژن چینلز پر جا کر اس منصوبے کو defend کرتے، اس پر آرٹیکل لکھے جاتے، دانشوروں کے سامنے اس کو پیش کیا جاتا اور Technical Town Planning کے انجینئرز جو ریٹائرڈ لوگ ہیں ان کی آراء لی جاتیں۔ اس کے بعد اگر یہ feasible ہوتا یا حکومت پھر بھی یہ سمجھتی کہ عوام الناس بے شک اس کو reject کر رہے ہیں ہم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے اس لئے اس کو لازمی چلائیں گے۔ معزز وزیر قانون اگر اس procedure کو adopt کر لیتے تو یہ سہولت ہوتی کہ آج ہم یہاں حوالہ دیتے کہ فلاں دانشور، فلاں Technical Expert، فلاں بڑی multi national company کے vision رکھنے والے Town Planner نے یا فلاں construction company نے اس پر جو تفصیلی بحث کی ہے اس کے یہ یہ حوالے ہیں اور ان کی صورت میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ میٹرو بس پراجیکٹ پاکستان کی عوام کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اس لئے ہماری استدعا ہے کہ خواہ جیسے بھی ہیں چونکہ وزیر قانون ہیں اس لئے میرے لئے معزز ہیں۔ یہ اس seat کا احترام ہے فرد کا نہیں۔ وزیر قانون کی seat کا احترام یہ ہے کہ ان

کو procedure adopt کرنا چاہئے۔ یہ میرے لئے جیسے بھی لفظ بولیں میں ان کو معزز وزیر قانون ہی کہتا رہوں گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہاں جو غلط لفظ بولیں گے وہ کارروائی سے حذف ہو جائیں گے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم نولاٹیا صاحب نے بار بار یہی بات کی ہے کہ 70۔ارب روپے اس کے بعد 100۔ارب روپے اور پھر کھربوں میں یہ منصوبہ چلا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر منادی کرادی جائے اور circulate کر دیا جائے تو پھر ہم یہ کہیں گے کہ فلاں دانشور یا انجینئر نے اس کی تفصیلات کو طے کیا ہے۔ اب محترم نولاٹیا صاحب اپنے بارے میں الفاظ کے حوالے سے بڑے حساس پائے گئے ہیں لیکن میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس منصوبے کی تفصیلات میں نہ صرف پاکستان کے بلکہ اسلامی دوست بھائی ملک ترکی کے انجینئروں کی تفصیلات اور ہر چیز موجود ہے۔ آپ ذرا تھوڑی سی ہمت کریں یا وقت نکالیں اور اس کی تفصیلات کو تو معلوم کر لیں۔ آپ ایسے ہی اس کو 70۔ارب روپے، 100۔ارب روپے اور کھربوں روپے میں لئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ بھی فرمارہے ہیں کہ سڑک کا حصہ صرف 26۔ارب روپے کا ہے اور باقی خرچہ جب پڑے گا تو یہ 70۔ارب روپے پر چلا جائے گا۔ اس سے پہلے ہمارے محترم ڈپٹی وزیراعظم نے بھی کہا کہ یہ 90۔ارب روپے کا منصوبہ ہے۔ اس سے پہلے ایک سونامی خان صاحب نے کہا تھا کہ یہ 72۔ارب روپے کا منصوبہ ہے۔ میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ اس منصوبے کی کل لاگت 26 بلین روپے ہے اور اس میں سے تقریباً 20 یا 21 بلین سڑک کا حصہ ہے، اس سے flyover اور باقی سارا کچھ بننا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے حصے میں تقریباً چار سے پانچ بلین بسوں اور Bus Stops کے لئے ہیں۔ اس میں ہر چیز موجود ہے۔ یہ منصوبہ 26 بلین میں مکمل ہو گا۔ اس کی مکمل تفصیلات موجود ہیں۔ اس کے اوپر کوئی Pajero نہیں چلے گی، کوئی Land Cruiser نہیں چلے گی۔ اس کے اوپر عام آدمی کی سواری چلے گی اس کے اوپر وہ آدمی سفر کرے گا جو اپنا موٹر سائیکل چھوڑ کر اس بس کے اوپر بیٹھے گا، جو ٹیکسی چھوڑ کر اس بس پر بیٹھے گا اور اس منصوبے سے اس شہر کا trend traveling ہی تبدیل ہو جائے گا۔ اس منصوبے سے تقریباً 30 فیصد ٹریفک offload ہو گی اور اس منصوبے سے busy hours میں ہر وہ آدمی جو میٹرو بس میں سفر کرے گا اور جو لوگ سفر نہیں کریں گے وہ بھی رَش کی کمی سے مستفید ہوں گے۔ باقی جہاں تک انہوں نے کہا کہ اس کو circulate کر دیا جائے تو آئین اور قانون میں عوامی رائے لینے کا طریق کار

یہی ہے کہ یہ ایوان 9 کروڑ لوگوں کے نمائندوں کا ایوان ہے لہذا اِن نمائندوں کی رائے پورے صوبے کے عوام کی رائے ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

میاں محمد رفیق: نظریہ ضرورت۔

جناب سپیکر: نہیں۔اب question put ہو رہا ہے لہذا تشریف رکھیں۔

The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 30th November 2012."

(The motion was lost.)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کورم پورا کروائیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جب question put ہو چکا ہو تو اُس سے پہلے آپ کہہ سکتی ہیں لیکن اب آپ کی motion lost ہو گئی ہے۔ اگر اب آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے otherwise I am proceeding further.

Now, second amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Moonis Elahi, Ch Abdullah Yousaf, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Khurram Nawab, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mr Ehsan-ul-Haque Ch, Mrs Samina Khawar Hayat, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Humaira Awais Shahid, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mr Zafar Zulkarnain Sahi, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Lt. Col (Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik,

Rana Munawar Hussain, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shahjahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr. Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mr Qaiser Iqbal Sandhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Asif Bashir Bhagat, Major (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr. Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col.(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam Advocate, Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javid Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Mrs Nargis Faiz Malik, Mrs Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed Advocate, Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Any mover except the one who has moved or discussed earlier motion may move it?

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

> "That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th November 2012:-
>
> 1. Ch Abdullah Yousaf, MPA
> 2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA

3. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms Zobia Rubab Malik, MPA
7. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
8. Ch Sarfraz Afzal, MPA
9. Mrs Amna Ulfat, MPA
10. Sardar Muhammad Khan Leghari, MPA"

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30 November 2012:-

1. Ch Abdullah Yousaf, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Ch Shaukat Mahmood Basra, Advocate, MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms Zobia Rubab Malik, MPA
7. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
8. Ch Sarfraz Afzal, MPA
9. Mrs Amna Ulfat, MPA
10. Sardar Muhammad Khan Leghari, MPA"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں تو خوش ہو گئی تھی کہ oppose نہیں ہوا تو ٹھیک ہے۔ Anyhow thank you so much for giving me this opportunity میں آپ کی توجہ آخری صفحہ کی طرف چاہوں گی جہاں statements of objects and reasons لکھا ہے۔ پہلے ہی جملے میں لکھا ہے The Government has decided to establish a Metro Bus System جب گورنمنٹ نے decide کر لیا تو پھر ساری کہانی اِسی کے گرد ہی گھومنے لگی۔ Ayes کی طرف بیٹھی گورنمنٹ ہے اور گورنمنٹ کا مطلب وزیراعلیٰ اس کے وزراء اور تمام سیکرٹریز وغیرہ ہیں یعنی اِن سات آٹھ لوگوں نے بیٹھ کر decide کر لیا ہے۔ میرے خیال میں میاں محمد شہباز شریف سمیت آٹھ وزراء ہیں جو سب مل کر گورنمنٹ کو compromise کرتے ہیں باقی سب نمائندگان ہیں۔ انہوں نے decide کر لیا، کسی سے پوچھا اور نہ کسی کو بتایا۔ ہماری طرف سے Select Committee کی درخواست اسی لئے کی جارہی ہے کہ اگر یہ اتنا بڑا مفید پراجیکٹ ہے تو پھر ڈر کس بات کا تھا؟ اگر آپ پورے Bill کو دیکھیں تو جگہ جگہ The Government, The Government تو لکھا ہوا ہے مثلاً اگر آپ Clause 3(4) پڑھیں کہ:

> The Authority shall not dispose of immovable property without prior permission in writing of the Government.

اسی طرح Clause 6 میں لکھا ہے کہ:

> The Authority shall consist of two members of the Provincial Assembly of the Punjab and two members of the National Assembly of Pakistan nominated by the Government.

یعنی اس میں سپیکر کی کوئی اتھارٹی ہے، اس میں قومی اسمبلی اور نہ ہی صوبائی اسمبلی کا سپیکر ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر اتھارٹی سپیکر لینا ہی نہ چاہے تو آپ زبردستی کیوں دیتی ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ کا یہ ایوان ہے اور آپ اس کی اتھارٹی ہیں، اسی طرح قومی اسمبلی ایک ایوان ہے جس کی اتھارٹی سپیکر ہے تو کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس حکومت کے اوپر ویسے ہی طرہ امتیاز ہے کہ یہ سیکرٹریز زدہ ہے۔ انہوں نے پہلی مرتبہ ایک منتخب لوکل گورنمنٹ کو بھی آؤٹ کیا اور representatives کو نکال کر ان کی جگہ بیوروکریٹس اور ڈی سی اوز کو appoint کر کے کہا کہ یہ اتھارٹی ہیں۔ آج بھی یہاں سے جو اٹھتا ہے سیکرٹری صاحب، سیکرٹری

صاحب ہی کی بات کرتا ہے یعنی انہوں نے political اور elected will کو جس بری طرح سے پامال کیا ہے یہ اس کا ایک اور ثبوت ہے۔ خود ہی فیصلہ کر کے حکومت یہ بل submit کر رہی ہے اور اب یہ سینہ تان کر کہہ رہے ہیں کہ we will do this کوئی سپیکر بیچ میں آئے، کوئی منتخب بندہ بیچ میں آئے اور عوام کی رائے کی ضرورت ہے، ایم پی ایز کی رائے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سپیکر کو وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ سپیکر تو non partisan ہوتا ہے وہ وہاں کیوں جائے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کہیں نہ جائیں لیکن Select Committee کو اپنے ممبر تو بھیج سکتے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر یہ closed رہا ہے تو اتنی criticism ہے۔ مجھے یقین ہے اس میں 100 اچھے points ہوں گے۔ مجھے یقین ہے اور میرا اس چیز پر ایمان ہے کہ جو بھی پارٹی اس طرف یعنی Ayes کی طرف بیٹھتی ہے وہ عوام کے بھلے کے لئے بیٹھتی ہے۔

I appreciate many things which this Government has done under the leadership of Shahbaz Sharif.

لیکن پردہ کیا ہے؟ اس میں ایسا کیا پردہ تھا کہ پورے پراجیکٹ کو توڑ چڑھانے کے بعد بھی اس اسمبلی کو نہیں بلایا جاتا اور legislation بھی بعد میں کی گئی ہے۔ میں اس میں ایک اور چیز point out کرنا چاہتی ہوں کہ Clause 19 میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

> An offence under this act shall be non cognizable and a court shall not assume jurisdiction for the offence unless an officer authorized by the authority submits a complaint to the court

مقصد خود ہی اپنی شکایت سنیں گے، یہ اتھارٹی خود ہی اپنا آفیسر مقرر کرے گی، کوئی بھی offence ہوگا، اگر وہ آفیسر کہے گا کہ offence ہے، تو ہے۔ بھئی آپ کسی کو جوابدہ بھی نہیں ہیں۔ اس قسم کا law pass کرنا either زیب نہیں دیتا۔ آپ کسی چیک اینڈ بیلنس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ ایک ایسی اتھارٹی بنا رہے ہیں جس میں آپ نے چیزیں خریدنی بھی ہیں اور فروخت بھی کرنی ہیں، آپ نے اس میں سے کرایہ بھی لینا ہے، اس کی تعمیر پر آج ہی یہاں پر تقاریر میں کہا جانا شروع ہو گیا کہ material کہاں سے آ رہا ہے تو ان ساری باتوں کا جواب دینے کے لئے کوئی مناسب چیک اینڈ بیلنس موجود نہیں ہے،

عوام کی عدالت نہیں ہے،اس ایوان کی کوئی ایسی عدالت نہیں ہے۔آپ خود ہی جوابدہ ہیں، خود ہی آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور خود ہی سنیں گے۔ان باتوں کو discuss کر لیتے تو repute بہتر ہو جاتی ہے۔ ہمیں آپ کی نیت پر کوئی شک نہیں ہے۔میں کہتی ہوں کہ ہاں آپ چاہتے ہیں کہ عوام کا بھلا ہو لیکن کاش!آپ Select Committee میں اس بل کو دوبارہ بھیجیں۔اس میں ایسی بیسیوں باریکیاں ہیں جو point out ہوں گی۔ میں اس وقت یہاں پر کھڑی ہو کر ایک بہت لمبی تقریر میں اور بھی points دے سکتی ہوں لیکن میں صرف sense communicate کرنا چاہ رہی ہوں کہ اگر مل جل کر،بیٹھ کر consensus کے ساتھ یہ سارا کچھ ہوتا تو شاید نیک نامی میں اضافہ ہوتا۔ نقل کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ میٹرو ٹرین کا سسٹم چودھری پرویز الٰہی صاحب نے دیا تھا اور ان کا ایک vision تھا لیکن ٹرین سسٹم کی کاپی تو کر لی مگر وہ ٹرین تو آپ نہ لا سکے اور ایک بس لا کر بٹھا دی۔ اللہ کرے یہ بہت کامیاب اور مقبول بھی ہو،اللہ کرے کہ اس سے لوگوں کو ریلیف بھی ملے لیکن میں یہ کہوں گی کہ یہ سستی شہرت نہیں بلکہ یہ مہنگی شہرت ہے جو آپ لوگوں نے حاصل کرنے کے لئے کیا ہے۔یہ عوام کی رائے ہے کہ اتنا پیسا خرچ کر کے بھی آپ مشہور نہیں ہوں گے اور میں پھر کہوں گی کہ نہیں سر!آپ مشہور نہیں ہوں گے،آپ کو ووٹ نہیں ملیں گے۔ شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: I have already read it out. Any mover except the one who has moved or discussed the earlier motion may move it.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!مجھے Rules بتا دیں کیونکہ جن کی طرف سے amendment جمع ہوتی ہے وہ سارے بحث کرتے ہیں۔اگر میرا نام نہیں تو پھر میں بات نہیں کر سکتا۔۔۔

جناب سپیکر:وہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔اس حد تک آپ جائز ہیں لیکن آپ پہلے کر چکے ہیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!لیکن میں نے کوئی move نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔آپ move کر چکے ہیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر!جن کے نام ہوں وہ سارے بات کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کا نام تو ضرور شامل ہے لیکن آپ پہلے کر چکے ہیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے کوئی بھی move نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے move کر چکے ہیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہر بل میں دو amendments ہر ممبر move کر سکتا ہے اور میں نے ابھی ایک بھی نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! just see the record, and tell me!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایک ممبر move کر سکتا ہے اور باقی اس پر بات کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے کر چکے ہیں میرے بھائی! اگر میرے پاس اتنی گنجائش ہوتی تو میں آپ کو کیوں زحمت دیتا کہ آپ نہ بولیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جس amendment میں ممبر کا نام ہو وہ بول سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نام تو آپ سب کے دیئے ہوئے ہیں۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: تو پھر مجھے بات کرنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں سے کوئی بھی بات کر سکتا ہے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں پھر۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! میں رولز کی خلاف ورزی نہیں ہونے دوں گا۔ No, I will not allow you. جی، نہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ پہلے بات کر چکے ہیں اور یہ ریکارڈ پر ہے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں نے ابھی تک ایک بھی amendment move نہیں کی۔ اور ہر ممبر ایک بل میں دو amendments move کر سکتا ہے لیکن ابھی تو میں نے ایک بھی move نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: میں اپنی طرف سے انہیں اجازت دے رہا ہوں گو آپ کے پاس اس کا اختیار نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ کو چیلنج تو نہیں کرتا لیکن میرا خیال ہے کہ اس میں غلط فہمی یہ ہوئی ہے کہ ایک ہی Clause میں اگر پہلی amendment پر جو ممبران speech کر لیں وہ اسی Clause میں second amendment پر بات نہیں کر سکتے، بات دراصل اس طرح سے ہے اور نولاٹیا صاحب یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے شاید move نہیں کی حالانکہ جو اسی Clause میں amendment move ہوئی ہے اس میں انہوں نے speech کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے انہیں اجازت دے دی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بل کا حل یہ ہے کہ علامہ اقبال نے ایک بات فرمائی ہے کہ:

مے خانہ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر

جناب سپیکر! جنوری میں اس پر کام شروع ہوا، جون میں اس کے لئے پیسے رکھے گئے اور اب نومبر میں ہم اس کی منظوری لے رہے ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ اگر کوئی چھوٹے سے چھوٹا پراجیکٹ اس طرح سے کر لیا جائے تو شاید اسے supplementary کے اندر شمار کیا جا سکتا ہے۔ ان کی دلیل مجھے بڑی حیرت انگیز لگی ہے کہ ہم نے ترکش لوگوں سے اس بارے میں رائے لی ہے۔ مجھے یہ بتائیے کہ اگر اسے Select Committee میں بھیج دیا جائے یا پبلک کی مزید opinion لے لی جائے تو مجھے صرف یہ بات بتا دیں کہ زیادہ سے زیادہ مشورے پر یہ کیوں خوف زدہ ہیں؟ ہمارا مطالبہ اسے ختم کرنے کا تو بعد میں پیدا ہوگا، ابھی تو یہ کہہ رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کی مشاورت کے احاطے کے اندر لایا جائے۔

جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کے نام میرا ایک پیغام ہے کہ:

جتنے بھی لفظ ہیں یہ مہکتے گلاب ہیں
لہجے کے فرق سے انہیں تلوار مت بنا
اور نہ رکھ دبا دبا کے انہیں دھڑکنوں تلے
بے چینیوں کے لطف کو آزار مت بنا

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! بس کریں، میں آپ سے شاعری علیحدگی میں سن لوں گا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ چلتی ہے۔

نہ رکھ کھلا اسے ہر ایک کے لئے
یہ دل ہے ایک گھر اسے بازار مت بنا
شکریہ

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th November 2012:

1. Ch Abdullah Yousaf, MPA
2. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
3. Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), MPA
4. Engineer Shahzad Elahi, MPA
5. Mr Muhammad Yar Hiraj, MPA
6. Ms Zobia Rubab Malik, MPA
7. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
8. Ch Sarfraz Afzal, MPA
9. Mrs Amna Ulfat, MPA
10. Sardar Muhammad Khan Leghari, MPA"

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are four amendments in it. They are from: Ch Zahir ud Din Khan, Ch Moonis Elahi, Ch Abdullah Yousaf, Ch Aamir Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Khurram Nawab, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj. Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mr Ehsan ul Haque Ch., Mrs Samina Khawar Hayat, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Humaira Awais Shahid, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mr Zafar Zulkarnain Sahi, Engineer Shahzad Elahi, Ch Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Lt: Col (Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shahjahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mr Qaiser Iqbal Sandhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Asif Bashir Bhagat, Major (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan,

Dr Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col (Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam (Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javid Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Mrs Nargis Faiz Malik, Mrs Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed(Advocate), Mr Pervez Rafique, Mr Tahir Naveed. Any member may move it.

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir, I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, for sub-Clause (4) the following be substituted:
>
> "(4) The Authority shall not dispose of any immovable property to the detriment of or causing inconvenience to the general public and without prior permission of the Government."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, for sub-Clause (4) the following be substituted:
>
> "(4) The Authority shall not dispose of any immovable property to the detriment of or causing inconvenience to the general public and without prior permission of the Government."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it, sir!

MR SPEAKER: Opposed.

اب یہ دیکھیں کہ یہ precedent نہیں بننا چاہئے۔ پہلے ہماری بات ہو گئی ہے کیونکہ

I have given you a chance for today only.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rules یہ ہیں کہ ایک بل کی دو amendments ایک ممبر پڑھ سکتا ہے اور اس کے بعد جن کے نام ہوتے ہیں وہ سارے اس پر بحث کر سکتے ہیں۔ یہ لاء منسٹر اور اپوزیشن لیڈر کی ایک private arrangement ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ہم بیٹھ کر اس پر بات کریں گے، اس کو precedent نہ بنائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ آپس میں طے کر لیتے ہیں، وہ طے کر لینا precedent نہیں بنتا۔

جناب سپیکر! اس میں محترم لاء منسٹر کی ضد کے علاوہ کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے کہ جس سے انکار کیا جائے۔ یہ میرے لئے بڑے محترم ہیں اور بڑے بھائی ہیں۔ اس میں صرف کہا یہ گیا ہے کہ ایسی کوئی زمین acquire نہ کی جائے جس سے عام پبلک کو کوئی نقصان پہنچتا ہو۔ میرا نہیں خیال کہ اس میں لاء منسٹر کوئی اختلافی بات رکھتے ہیں۔ میں ان سے اچھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ کوئی ایسی acquisition of land نہ کی جائے جس سے عام پبلک کو کوئی نقصان پہنچتا ہو۔ اگر یہ دو لفظ اس میں شامل کر دیئے جائیں تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا بلکہ ان کے قد میں اضافہ ہو گا کہ اپوزیشن کی طرف سے ایک positive amendment آئی تھی تو اس کو انہوں نے تسلیم کر لیا تھا۔ اگر یہ اس ترمیم کو پاس ہونے دیتے ہیں تو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا، کوئی گورنمنٹ کو زیادہ payment نہیں کرنا پڑتی سوائے اس کے کہ بیوروکریسی پر ایک check آ جائے گا کہ وہ کوئی ایسی زمین acquisition of land کے تحت illegally acquire نہ کریں جس سے عام پبلک کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہو۔ میں لاء منسٹر سے یہ اچھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ بھی public inconvenience والے ایکٹ کی مخالفت کریں گے۔ اگر وہ اس کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں اس ترمیم کو accept کر لینا چاہئے۔ محترم لاء منسٹر اس میں arrangement کر لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!اس ترمیم میں صرف جو addition کی گئی ہے اس سے حکومت کی مزید strengthen ہوتی ہے۔اس ترمیم کی جو اصل روح ہے، یہ صرف چند الفاظ نہیں ہیں اس میں یہ ہے کہ ایک اتھارٹی کو بے مہار نہ چھوڑا جائے۔ اس اتھارٹی کے پاس یہ اختیارات نہیں ہونے چاہئیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ایوان کا ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کوئی بھی Immovable property ہے اس کے لئے اسے dispose of کرنے کا right حکومت کے پاس ہونا چاہئے کہ in the favour of public کیا صحیح ہے کیا غلط ہے کیا اس کا عوام الناس کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچنے والا، یہ فیصلہ اتھارٹی کی بجائے گورنمنٹ زیادہ بہتر طریقے سے کر سکتی ہے کیونکہ گورنمنٹ کو لوگوں کے مسائل کا پتا ہوتا ہے، پتا نہیں کہ موجودہ گورنمنٹ کو پتا ہے کہ نہیں لیکن ہونا چاہئے۔ایک اتھارٹی جو اپنا پراجیکٹ بنا رہی ہے، اس نے تو اپنا پراجیکٹ مکمل کرنا ہے کیونکہ ان کے راستے میں جو چیز آئے گی تو اس کو اٹھا کر نگلتے چلے جائیں گے، اس قسم کے پراجیکٹ میں لوگوں اور کمپنیوں کے اپنے مفادات ہوتے ہیں، وہ اس میں لوگوں کی تکالیف کو کیوں مدنظر رکھیں گے کیونکہ یہ کام تو گورنمنٹ کا ہے۔ ہم اس میں اس کلاز کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بات ہے اگر اس کو وزیر قانون consider کر لیں تو میرا نہیں خیال کہ کوئی مضحکہ ہے باقی ان کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اختیار گورنمنٹ کے پاس ہی رہے گا اور inbuilt understood ہے کہ ایک گورنمنٹ عوامی مفادات کے خلاف وہ کسی پراپرٹی کو dispose of کر سکتی ہے اور نہ ہی کسی پراپرٹی کو acquire کر سکتی ہے۔ جن الفاظ کا یہ اضافہ کہہ رہے ہیں یہ accesses ہوں گے۔Otherwise ان کی اس legislations میں کوئی meaning نہیں ہوں گے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, for sub-Clause (4) the following be substituted:-

"(4) The Authority shall not dispose of any immovable property to the detriment of or causing inconvenience to the general public and without prior permission of the Government."

(The motion was lost.)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں second amendment میری طرف سے ہے۔

MR SPEAKER: Now, the second amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That in the said Bill in Clause 3 in sub Clause (vi) for paragraph (b) the following shall be substituted and remaining paragraphs shall be renumbered accordingly:

"(b) Vice-Chairman to be appointed by the Chairman on such terms and conditions as the Chairman may determine.

"(c) Minister for Transport of the Government."

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in the sub-Clause (vi) for paragraph (b), the following be substituted and remaining paragraphs be renumbered accordingly:

"(b) Vice-Chairman to be appointed by the Chairman on such terms and conditions as the Chairman may determine.

"(c) Minister for Transport of the Government."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ہم accept کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے oppose نہیں کیا آپ اس کا question put کر دیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in the sub-Clause (vi) for paragraph (b), the following be substituted and remaining paragraphs be renumbered accordingly:
>
> (b) Vice-Chairman to be appointed by the Chairman on such terms and conditions as the Chairman may determine.
>
> (c) Minister for Transport of the Government.

(The motion was unanimously carried.)

MR SPEAKER: Now, third amendment is from: Ch. Zaheer-ud-Din Khan, Ch Moonis Elahi, Ch. Abdullah Yousaf, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Khurram Nawab, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mr. Ehsan-ul-Haque Ch, Mrs. Samina Khawar Hayat, Dr. Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Humaira Awais Shahid, Mrs Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syed Majida Zaidi, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mr. Zafar Zulkarnain Sahi, Engineer Shahzad Elahi. Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Lt. Col.(Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr. Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shahjahan Khan, Mr. Qasim Zia,

Dr. Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mr. Qaiser Iqbal Sandhu, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Asif Bashir Bhagat, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr. Tariq Mehmood Alloana, Mr. Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr. Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr. Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr. Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Mr. Shah Rukh Malik, Mr. Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam(Advocate) Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javed Akbar Dhilloon, Mr. Javed Hassan Gujjar, Mrs Nargis Faiz Malik, Mrs. Najmi Saleem, Ms. Fouzia Behram, Mrs. Sajida Mir, Ms. Nargis Parveen Awan, Ms. Safina Saima Khar, Ms. Azma Zahid Bukhari, Ms. Faiza Ahmad Malik, Miss Samina Naveed(Advocate), Mr. Pervez Rafique, Mr. Tahir Naveed. Any mover may move it.

MRS. AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in Sub-Clause (vi), in Para (C), for the words "nominated by the Government", the words "to be nominated by the Speakers of the respective Assemblies" be substituted."

MR SPEAKER: The motion move is:

> "That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in Sub-Clause (vi), in Para (C), for the words "nominated by the Government",

the words "to be nominated by the Speakers of the respective Assemblies" be substituted.

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! I oppose it!

جناب سپیکر: محترمہ! carry on! ذرا جلدی جلدی کریں، آپ کی مہربانی، آپ تو کھاپی کر بھی آئے ہوں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم کر کیا سکتے ہیں، ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: ذرا ہمارا بھی خیال کریں۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سب کچھ تو حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ ہم تو صرف suggestion دے سکتے ہیں، debate کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی فرمائیں۔ Come to the point.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم بھی تو بھوکے پیاسے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ تو باہر جا جا کر کھا پی کر آرہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ ذرا جلدی بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں جلدی تب کروں گی جب بعد میں آپ کھانا کھلائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: نہیں کھلائیں گے؟ Ok Fine اب میں دیر لگاؤں گی۔ آپ نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نہیں کھانا کھانا چاہتا۔ آپ مہربانی کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کھانا کھلائیں گے بھی نہیں؟

جناب سپیکر: آپ oppose کریں، بعد میں آپ کو کھانا کھلا دیں گے۔ جب یہاں سے کارروائی ختم ہو جائے گی پھر کھلائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ جو amendment ہے اس کے اندر کوئی لمبی چوڑی rocket science نہیں تھی۔ ویسے لاء منسٹر صاحب کو ایک ہی لفظ کہنا آتا ہے oppose ان کو accept کا لفظ کسی نے سکھایا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پہلے آپ oppose کرتے ہیں بعد میں وہ کرتے ہیں۔(قہقہہ)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! نہیں۔ان کو accept کا لفظ سکھایا ہی نہیں گیا۔ان کی ڈکشنری میں صرف اور صرف ایک ہی لفظ ہے oppose اللہ کرے ان کو کوئی accept کا لفظ کہنا بھی سکھادے، ہماری دعائیں ہیں جو کہ ان کو لگنی نہیں ہیں۔ میں یہ بات کر رہی تھی کہ صوبائی اور قومی اسمبلی کے ممبران کی نامزدگی کرنے کا اختیار ہم چاہتے ہیں کہ respectable and Hon'able Speaker کے پاس ہو خواہ وہ قومی اسمبلی کا سپیکر ہو۔۔۔

جناب سپیکر: حزب اختلاف والے چاہتے ہیں، حزب اقتدار والے نہیں چاہتے۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟ ووٹ تو ان کے پاس ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہم بھی صرف آپ سے استدعا کر سکتے ہیں ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟ ہم تو خود بالکل لاچار ہیں جیسا آپ نے کہا ہم نے مان لیا۔ حکومت نے amendment دی انہوں نے ایک اور بیوروکریسی کو سر پر بٹھادیا ہم نے کہا accept، جب سارا کام بیوروکریسی نے چلانا ہے، select بھی انہوں نے کرنا ہے، سب کچھ انہوں نے کرنا ہے تو .Ok, fine۔ ان کے چیئر پرسن گورنمنٹ کے نمائندے نہیں بلکہ public servants ہونے چاہئیں۔ اب رہی بات اس amendment کی تو اس میں ہم حکومت کو کیوں کہہ رہے ہیں کہ ممبران کو select کرنے کا اختیار سپیکر صاحب کے پاس ہو کیونکہ آپ یہاں پر بیٹھے ہیں آپ کی نظر تمام ممبران پر ہے، آپ کو پتا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے، کس کی کیا قابلیت ہے، کون کیا کام کر سکتا ہے، کتنی سمجھ بوجھ رکھتا ہے۔ جتنا ایک سپیکر اپنی ٹیم کے بارے میں، اپنے ممبران کے بارے میں جان سکتا ہے گورنمنٹ نہیں جان سکتی۔ گورنمنٹ صرف اور صرف اپنے لوگوں کو oblige کرنے کی کوشش کرے گی پھر کہتے ہیں کہ نااہل لوگ آکر بیٹھ جاتے ہیں ان سے کام نہیں ہوتے ہیں اور پھر وہ صحیح deliver نہیں کر پاتے، صحیح رزلٹ نہیں دیتے اور اس کا نقصان کس کو ہوتا ہے، حکومت کو ہوتا ہے۔ آج اگر bad governance کا الزام پنجاب حکومت کے اوپر ہے تو اسی لئے ہے کہ انہوں نے وہ نااہل لوگ ایسی ایسی سیٹوں پر بٹھائے ہوئے ہیں جو deliver

کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔اگر آپ کو یہ اختیار دے دیا جائے تو آپ کو سب کی اہلیت کا پتا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ آمنہ الفت کیا کر سکتی ہے، آپ کو پتا ہے کہ ڈاکٹر سامیہ امجد میں کتنے guts ہیں، آپ کو پتا ہے کہ چودھری غفور صاحب کیا کام کر سکتے ہیں اور کتنی capacity رکھتے ہیں۔ بات صرف اس سوچ کی ہے، جب بھی کوئی چیز تیار کی جاتی ہے یا کوئی پراجیکٹ تیار کیا جاتا ہے تو relevant person کی بات کیوں کی جاتی ہے، کیوں کہا جاتا ہے کہ competent لوگ ہونے چاہئیں کیونکہ competent لوگ ہی مل کر صحیح فیصلے کر سکتے ہیں اور competent لوگ ہی مل کر صحیح طریقے سے کام چلا سکتے ہیں۔ باقی خانہ پوری کرنے کے لئے کورم پورا کرنے کے لئے آپ نے اسمبلی بھر رکھی ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! دیکھیں یہ کیا بات کر رہی ہیں۔

MR SPEAKER: No cross talk.

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔ اگر یہ مجھے disturb کریں گی تو پھر میں کورم کی نشاندہی کر رہی ہوں ان سے کہیں کہ پہلے کورم پورا کریں اور آکر میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشان دہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

مسودہ قانون میٹرو بس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012

(۔۔۔جاری)

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! جہاں سے میری تقریر کا سلسلہ منقطع ہوا تھا میں وہیں سے دوبارہ شروع کرتی ہوں۔ میں یہ بات کر رہی تھی کہ جتنا بہتر انداز میں آپ اپنے ممبران کے بارے میں جانتے ہیں، ان کی capability ان کی abilities کو بھی جانتے ہیں، ان کی working کے حوالے سے بھی آپ کو یقین ہے تو آپ ہی بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس ترمیم میں ہم نے یہ کہا ہے کہ اس کا اختیار

گورنمنٹ کے پاس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ گورنمنٹ ہمیشہ اپنے لوگوں کو oblige کرنے کے چکر میں نااہل لوگوں کو ایسی سیٹوں پر بٹھا لیتی ہے جس کے بعد حکومت کو خود نقصان اٹھانا پڑتا ہے، پریشانی کا شکار ہونا پڑتا ہے اور اس سے بعد میں suffer عوام کرتی ہے۔ پانچ سال کا mandate لینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ سیاہ سفید کریں اور عوام ہر حال میں بھگتیں گے۔ کچھ اخلاقی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں چونکہ سپیکر کی سیٹ غیر جانب دار ہوتی ہے وہ Custodian of the House ہیں انہوں نے ultimately ایک صحیح فیصلہ کرنا ہی ہوتا ہے۔ بے شک ان کی توجہ حکومتی بنچوں کی طرف ہی کیوں نہ ہو اس کے باوجود بھی وہ سمجھدار لوگوں پر یقین رکھتے ہیں، انہیں سمجھدار لوگوں کا پتا ہوتا ہے اور انہیں accommodate کرنے میں وہ ضرور آگے آتے ہیں اس لئے اس کے پیچھے سوائے اس Psyche کے اور کوئی بات نہیں۔ یہ ایک بڑی important بات ہے جس کا مجھے پتا ہے اور وزیر قانون صاحب اس پر بھی کہیں گے کہ I oppose.

جناب سپیکر: یہ بات وزیر قانون، آپ کے یا میرے اختیار کی نہیں ہے بلکہ یہ بات جمہوریت کی ہے۔ جمہوریت میں اکثریت جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے اور آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

Let me put the question now.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تو جمہوریت کو ماننے والوں میں سے ہوں اور میں سر تسلیم خم کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: جن کی اجارہ داری ہے وہ اب ڈنڈے کے زور پر سب کچھ کریں اور عوام کو کچھ بھی نہ سمجھیں تو پھر کیا کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اس میں صرف ایک ہی بات ہے، حالانکہ یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اگر معزز وزیر قانون اس کو مان لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس سے فرق کچھ نہیں پڑتا۔ Rules and Regulation میں لکھا ہوا ہے کہ پٹواری کی پوسٹنگ، ٹرانسفر اسسٹنٹ کمشنر کرے گا لیکن ہمارے معزز وزیر اعلیٰ already کر رہے ہیں اسی طرح ایس ایچ او کا ٹرانسفر Rules کے مطابق ڈی پی او کرتا ہے لیکن وہ بھی ہمارے وزیر اعلیٰ پہلے ہی کر رہے ہیں۔ یہاں پر

ہمارا موقف یہ ہے کہ اس اتھارٹی کے اندر جو ممبران بھیجے جائیں گے اس کا اختیار honourable Chair کے پاس ہونا چاہئے چونکہ معزز سپیکر Custodian of the House ہوتا ہے۔ سپیکر سے تو یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ اور اپوزیشن میں سے کسی بھی فرد کو اس میں بھیج سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے معزز وزیر قانون کو یہ بات بھی یاد رہنی چاہئے کہ یہ بھی جمہوریت کا حصہ ہے کہ اپوزیشن کے لوگ گورنمنٹ میں چلے جاتے ہیں اور گورنمنٹ کے لوگ اپوزیشن میں آ جاتے ہیں۔ اگر کل کو میری اسی سیٹ سے کھڑے ہو کر معزز وزیر قانون گفتگو کر رہے ہوں گے تو یقیناً اس وقت ان کو یہ فائدہ پہنچے گا کہ Chief Executive of the Province کی بجائے اگر honourable Speaker of the House کے پاس یہ اختیار ہوتا تو بہتر تھا۔ اس طرح کے انتخاب سے یہ حق حکومت کی بجائے اپوزیشن کے کسی ممبر کو بھی مل سکتا ہے یعنی اپوزیشن کے ممبر بھی وہاں پر جا سکتے ہیں۔ میں اس لئے یہ استدعا کرتا ہوں کہ معزز وزیر قانون اس کو oppose نہ کریں اور چونکہ ان کے اپوزیشن میں آنے کے چند ہی مہینے رہتے ہیں تو ان کی سہولت کے لئے ضروری ہے کہ یہ اختیار سپیکر کے پاس ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دونوں معزز ممبران نے amendment پر تو کوئی بات نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: خوش کرنے کے لئے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ کو پہلے بہکانے، پھر بہلانے اور اس کے بعد پھسلانے کی کوشش کی ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ ان کی باتوں میں بالکل نہیں آئیں گے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے صرف ایک ہی بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو ایوان کے سامنے question put کرنا ہے اگر ایوان نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا تو پھر آپ کیا کریں گے؟ کچھ بھی نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ دیکھیں! ان کی باتیں سن کر غلط فہمی ہو گئی ہے ناں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: چلیں، بس ٹھیک ہے۔ مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک بات اور واضح کرنا چاہتا ہوں جو کہ محترمہ نے یہاں پر کی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ جب میں oppose کرتا ہوں تو مجھے oppose Sir کہنا چاہئے۔ I never oppose Chair. تو اس لئے I always oppose amendment not Sir.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، مہربانی۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ مجھے oppose نہیں کرتے، ان کی یہ بات ٹھیک ہے۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub Clause (vi) in para (c) for the words "nominated by the Government" the words "to be nominated by the Speakers of the respective Assemblies" be substituted. "

(The motion was lost.)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پھر آپ ہار گئے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں سپیکر نہیں ہارا۔ جیت پتا ہے کس کی ہے؟ جیت جمہوریت کی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: آپ ہار گئے ہیں۔ آپ کی پارٹی کی جیت ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے، جیت جمہوریت کی ہے۔

جناب سپیکر: آدھ گھنٹہ کے لئے وقت اور بڑھایا جاتا ہے۔

The fourth amendment is from: Ch. Zaheer-ud-Din Khan, Ch Moonis Elahi, Ch. Abdullah Yousaf, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Khurram Nawab, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mr. Ehsan-ul-Haque Ch,

Mrs. Smaina Khawar Hayat, Dr. Samia Amjad, Mrs Amina Ultaf, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Humaira Awais Shahid, Mrs Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syed Majida Zaidi, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mr. Zafar Zulkarnain Sahi, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Lt. Col (R) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr. Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shahjahan Khan, Mr. Qasim Zia, Dr. Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mr. Qaiser Iqbal Sandhu, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Asif Bashir Bhagat, Major (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr. Tariq Mehmood Alloana, Mr. Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr. Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr. Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr. Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Mr. Shah Rukh Malik, Mr. Muhammad Tariq Amin Hotyana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col (Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javed Akbar Dhilloon, Mr. Javed Hassan Gujjar, Mrs Nargis Faiz Malik, Mrs. Najmi Sleem, Ms. Fouzia Behram, Mrs. Sajida Mir, Ms. Nargis Parveen Awan, Ms. Safina Saima Khar, Ms. Azma Zahid Bukhari, Ms. Faiza Ahmad Malik, Miss Samina Naveed (Advocate), Mr. Pervez Rafique, Mr. Tahir Naveed. Any mover may move it.

DR. SAMIA AMJAD: Sir, I move:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (vi) in Para (d) for the word "nominated" the words "to be nominated" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is;

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (vi) in Para (d) for the word "nominated" the words "to be nominated" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: .opposed جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ جو لفظوں کا سارا کھیل ہے، یہ جو مسودات لکھے جاتے ہیں اس میں ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ ہمیں سب سے پہلے گرائمر سکھائی جاتی ہے۔

Semicolon, colon, comma, fullstop, whereas, thereof, therefore, to be, shall be, may be

یہ تمام وہ الفاظ ہیں جو اس legislation کی بنیاد ہیں۔ٹیپو سلطان کے زمانے میں جب وہ لوگ بھاگ رہے تھے تو انگریزوں کو ایک پیغام communicate کیا گیا روکو، مت جانے دو۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جو لوگ بھاگ رہے ہیں، سپاہی کو اسے روکنا ہے، مت جانے دینا ہے۔ مگر چونکہ وہ سپاہی انڈین تھے انہوں نے ان کو جانے دیا اور سرزنش پر انہوں نے کہا کہ اس میں لکھا ہوا تھا کہ روکو مت، جانے دو۔ ایک comma کی غلطی کے بعد ایک historical event ہوا اور ٹیپو سلطان نے اس کے بعد انگریزوں کے خلاف ایک جنگ لڑی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک comma ایک fullstop ایک to be ایک whereof ایک shall be whereas, اور shall be not انتہائی important ہیں۔ یہ انگریزی ہے اس لئے ہمیں بار بار اس قسم کی amendment دینی پڑتی ہے کہ جن لوگوں کو انگریزی آتی ہے ان سے یہ لکھوایا جائے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

Three eminent persons from the corporate sector nominated by the government

اس کا مطلب ہے کہ nominated ہیں۔They are already nominated یہ to be nominated نہیں ہیں پھر اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ تین eminent scholars پھر وہی بات آئے گی کہ کہیں وہ پیاروں کے نام ہیں جو nominated ہیں- ہماری یہ استدعا ہے کہ grammatically یہ غلط ہےThey are to be nominated اگر وہ پہلے سے ہی nominated ہیں تو پھر اس میں بھی لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آپ نے گورنمنٹ کو کوئی اتھارٹی ہی نہیں دینی، آپ نے appointing authority کو اطمینان سے یہ کہہ دیا ہے کہ nominated پھر یہ کہانی تو کسی نے لکھ دی، بہت سارے سوال اٹھے، تاریخی غلطیاں اسی طرح جنم لیتی ہیں-اگر nominated ہیں تو کہاں سے ہوئے، کسی بند کمرے میں، کسی کے رشتے دار اور کسی کے پیارے، کسی کے ہر دلعزیز یہ nominated ہیں یا نہیں؟ اس میں رائے آ جاتی ہے-اس میں گرائمر کی چھوٹی سی mistake نہیں ہے بلکہ اس میں گورنمنٹ اقرار کر رہی ہے کہ ہم نے nominate کئے ہوئے ہیں- وہ لکھ کر دے رہی ہے اسے پاس کرائے گی، اس پر ووٹ کرائے گی ان تمام خواتین سے جو آپس میں باتیں کر رہی ہیں، ادھر سے جو لوگ سوئے ہوئے ہیں وہ راناصاحب کے ہاتھ کے اشارے پر "ہاں" یا "ناں" کریں گے-کاش اس وقت آپ اسے سوچیں اور سمجھیں اور راناصاحب اٹھ کر مجھے یہ بتادیں کہ وہ تین آدمی کون ہیں جو nominated ہیں ہم ان کے نام اس میں لکھ دیتے ہیں-اگر to be nominated ہیں تو پھر اس کا مطلب ہے کہ راناصاحب کو نیند آ رہی ہے اور جو سامنے اباسیاں لے رہے ہیں یہ جاگیں اور یہ بتائیں کہ to be nominated کون ہیں اور اگر nominated ہیں تو ان کے نام لکھ دیں تو اسمبلی ابھی خوشی خوشی اسے پاس کر دے گی-

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! دوبارہ پھر وہی بات کہ میں نہ مانوں کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے-اس میں صرف ایک بات ہے کہ معزز لاء منسٹر کے کمپیوٹر میں کسی نے feed کر دیا ہے کہ انہوں نے نہیں ماننا otherwise یہ بڑی سیدھی سی بات ہے اور آپ sequence of the stance دیکھ لیں؟ sequence of the stance یہ ہے کہ:

Three eminent persons from the corporate sector to be nominated by the government

اب to be لکھ دینے سے معزز وزیر قانون کے اختیارات curtail ہوتے ہیں اور نہ ہی لکھنے سے ان کے اختیارات بڑھتے ہیں۔میں ان سے ایک استدعا ضرور کروں گا کہ اگر کوئی بات reasonable ہو تو کبھی کبھی وہ بھی مان لیا کریں۔اگرچہ یہ ساری reasonable باتیں ماننے کے تو عادی بھی نہیں ہیں لیکن آج کے دن میں ایک بات مان لیں شاید ان کا نام بھی ماننے والوں میں آجائے انکار کرنے والوں میں نہ آئے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی اس بحث میں اپنا تھوڑا سا حصہ ڈال لوں؟

جناب سپیکر: اب آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: آپ کو مجھ سے اعتراض ہے باقی کسی پر نہیں ہے۔میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے؟

جناب سپیکر: جی،آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب! آپ مجھے دل سے اجازت دیں۔جناب! آپ کہیں کہ بات کریں۔

جناب سپیکر: کیا منگوا دوں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ ناراض ہو کر کہتے ہیں کہ اب آپ بھی آگئی ہیں۔اللہ کے لئے آپ ناراض نہ ہوا کریں۔جناب! اشاروں کی زبان مجھے نہیں آتی۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔اب ہماری یہ خوش قسمتی کہہ لیں یا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ Chair کے ساتھ اس طرح سے مذاق کرنا اور مسکرا مسکرا کر باتیں کرنا rules کے منافی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کا کتنا regard کرتی ہوں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کارروائی سے حذف کرائیں۔

جناب سپیکر: میں نے rule out کر دیا ہے، ruled out تشریف رکھیں۔جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ہماری بدقسمتی کہہ لیں کہ ہمارے ہاں جو laws ہیں وہ سارے کے سارے انگلش میں ہیں۔ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن ہم نے انگلش میں ہی لکھنا ہے اور انگلش میں ہی

پڑھنا ہے۔اب اس میں جو grammatical mistakes ہوتی ہیں جیسے کہ ڈاکٹر سامیہ امجد نے بتایا کہ پورے کے پورے جملے کا مفہوم تبدیل کر دیتی ہیں۔یہ بہت important ہے،انگریزی کی ذرا سی غلطی ہمارا تمسخر اڑوا سکتی ہے،پورے کا پورا مفہوم بدل سکتی ہے۔یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے لہذا کہہ دیں کہ to be لگانے سے کیا فرق پڑتا ہے۔کوئی فرق نہیں پڑے گا البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ لاء منسٹر صاحب پڑھے لکھے ہیں اور ان کو انگریزی آتی ہے۔شکریہ

جناب سپیکر:ان پر آپ کو شک ہوگا لیکن مجھے تو شک نہیں ہے اللہ کا شکر ہے۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!مجھے انگریزی بھی آتی ہے اور بھی بہت کچھ آتا ہے۔تینوں ممبران نے فرمایا ہے کہ to be nominated or nominated by the government سے کوئی فرق نہیں پڑتا،reasonable بات وہ ہوتی ہے جس سے کوئی فرق پڑے تو جس بات سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تو وہ بات reasonable نہیں ہے اور جو لوگ unreasonable بات پر خواہ مخواہ کی بحث کریں میں ان کے متعلق کوئی بات نہیں کرتا۔یہ expression جو nominated by the government ہے یہی صحیح legal language ہے۔

جناب سپیکر:چلیں،بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میں نے reasons بیان کی ہیں شاید راناثناء اللہ صاحب میری باتیں سُن نہیں سکے کیونکہ وہ اُس وقت سو رہے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں،انہوں نے آپ کی باتیں سنی ہیں۔وہ آپ کی بات نہیں کر رہے بلکہ وہ اپنے بھائیوں کی بات کر رہے ہیں۔وہ بھائیوں کی بات کر رہے ہیں بہنوں کی بات نہیں کر رہے۔آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (vi), in para (d), for the word "nominated", the words "to be nominated" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Moonis Elahi, Ch Abdullah Yousaf, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Khurram Nawab, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mr Ehsan-ul-Haque Ch, Mrs Samina Khawar Hayat, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Humaira Awais Shahid, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mr Zafar Zulkarnain Sahi, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Lt. Col (Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major(Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shahjahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr. Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mr Qaiser Iqbal Sandhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Asif Bashir Bhagat, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad

Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr. Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col.(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javid Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Mrs Nargis Faiz Malik, Mrs Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed (Advocate), Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Any member may move it.

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Mr. Speaker! I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (2), the following be added as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:-
>
> "(a) to acquire or dismantle privately owned immovable property for MBS against payment/compensation at market price thereof and resettlement of businessmen affected therewith."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (2), the

following be added as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:-

"(a) to acquire or dismantle privately owned immovable property for MBS against payment/compensation at market price thereof and resettlement of businessmen affected therewith."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس پورے Act کے اندر جو most important section ہے وہ یہی "Powers and Functions" والا ہے۔ اس کے اندر کہا گیا ہے کہ MBS اتھارٹی کے اختیارات کیا ہوں گے؟ ظاہر ہے کہ جہاں پر گورنمنٹ کے اختیارات ہوتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ عوام کے حقوق کا بھی خیال رکھا جانا چاہئے۔ انہوں نے اس کے اٹھارہ sub-sections بنائے ہیں جن میں اتھارٹی کے اختیارات کا تذکرہ کیا ہے۔ میری استدعا صرف یہ ہے کہ ان اٹھارہ اختیارات کے ساتھ عوام کے حقوق کے ایک sub-section کو بھی شامل کر لیا جائے۔ یہاں Powers and Functions میں لکھا ہے کہ:

5. Powers and Functions.- (1) Subject to the provisions of this Act and rules, the Authority may exercise such powers and perform such functions as may be necessary for carrying out the purposes of the Act.

جناب سپیکر! اتھارٹی کو exercise کرنے کے لئے اور اتھارٹی کے اختیارات کو بیان کرنے کے لئے انہوں نے یہ provisions دی ہیں۔ میری استدعا صرف عوام کے حقوق کو تحفظ دینے کی ہے اور میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس کے اندر ایک نیا sub-section شامل کر دیا جائے۔ وہ sub-section یہ ہے کہ:

"(a) to acquire or dismantle privately owned immovable property for MBS…."

آپ پرائیویٹ لوگوں کی زمین acquire کرنا چاہتے ہیں۔ظاہر ہے کہ پاکستان اور پنجاب کے قانون کے تحت حکومت اپنی ضرورت کے مطابق زمین acquire کر سکتی ہے لیکن میں اس کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ ان کو payment/compensation at market price دی جائے۔شہروں کے اندر جس rates کے حساب سے رجسٹریاں ہوئی ہوتی ہیں اس کے مطابق یہ لوگوں کو compensation کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ہوتا یہ ہے کہ رجسٹریوں کی payment میں کرپشن اس انداز سے ہے کہ ایک گھر اگر چار کروڑ روپے کا فروخت ہوتا ہے تو اس پر لگنے والے ٹیکس کو بچانے کے لئے لوگ اس کو پچاس لاکھ یا تیس لاکھ روپے کا لکھ لیتے ہیں۔اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جب اس زمین کو حکومت کی طرف سے acquire کیا جاتا ہے اور اس کی اوسط بیع نکالی جاتی ہے تو اس پانچ کروڑ روالی زمین کی اوسط بیع بمشکل چند لاکھ روپے نکلتی ہے۔اس طرح عوام الناس کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔میری اس میں صرف یہ استدعا ہے کہ جن لوگوں سے آپ زمینیں لے رہے ہیں ان کو market price کے حساب سے payment کریں۔ان کو compensation اوسط بیع کی بجائے market price کے حساب سے کی جائے۔میرا نہیں خیال کہ اس بات کو ماننے میں کوئی حرج ہے۔یہ بات مناسب نہیں ہے کہ جس آدمی کی چھ کروڑ روپے کی جائیداد ہے اس کو آپ وہاں سے اُٹھانے کے بعد اوسط بیع پر payment کر دیں۔

جناب سپیکر! اس amendment کے اندر میرا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ جو لوگ وہاں پر کمرشل پراپرٹی رکھتے ہیں اور اپنا business run کر رہے ہیں۔ظاہر ہے کہ آپ جب ان سے اس جگہ کا قبضہ لیں گے تو دوبارہ انہیں business run کرنے کے لئے شاید چھ ماہ یا ایک سال کا عرصہ لگ جائے تو ان کو دوبارہ business resettle کرنے کے لئے بھی compensation دی جائے۔ہوتا یہ ہے کہ جب اتھارٹی کے اندر each and every line clear نہ ہو تو اتھارٹی کے چیئرمین کا اختیار ہوتا ہے کہ کس فرد کو compensation and repayment کس طریق کار سے کرے۔میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر یہ بالکل each and every line clear ہو جائے گی تو اتھارٹی کا چیئرمین پابند ہو جائے گا کہ وہ compensation market price پر کرے بجائے اس کے کہ پسند و ناپسند کی بنیاد پر کسی کو بہت زیادہ دے دے اور کسی کو بہت کم دے دے۔اب ہوتا یہ ہے کہ جب ایک فرد کو پسند و ناپسند کی بنیاد پر اُس کی compensation and repayment دی جا رہی ہوتی ہے تو ایسا غریب آدمی جس کا مسلم لیگ (ن) کے کسی فرد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ بے چارہ اپنی کروڑوں روپے کی جائیداد چند لاکھوں روپے میں دینے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔میں یہاں پر اس کی ایک مثال دوں گا ہمارے اس ایوان

کے معزز ممبر کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد کا پٹرول پمپ جب رنگ روڈ پر آ رہا تھا تو اُنہیں اُس کی جو payment ملی ہے وہ market price کے نصف سے بھی کم ہے۔ اگر اُن کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہوتا یا جس طرح سے مسلم لیگ (ن) اُنہیں بلیک میل کرتی رہی یا جس طرح سے انہوں نے اُنہیں تنگ کیا اگر وہ مسلم لیگ (ن) میں شامل ہو جاتے تو اس حکومت نے اُنہیں 5/4 گنا زیادہ payment کر دینی تھی۔ چونکہ پاکستان پیپلز پارٹی پنجاب حکومت کے اس رویہ سے ڈسی ہوئی ہے اس لئے میں اس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جس طرح سے آپ نے رنگ روڈ اتھارٹی کے اندر اس فقرے کو شامل نہیں کیا اگر اس فقرے کو اُس کے اندر شامل کر دیا جاتا تو کرنل صاحب کو بھی 50 percent payment نہ ہوتی بلکہ payment market price پر ہو جاتی۔ میں اس amendment کے تحت یہ چاہتا ہوں کہ:

> Payment compensation at market price thereof and resettlement of business affected therewith.

اُس کے تحت اس کو اس ایکٹ کا حصہ بنا دیا جائے۔ اب legislation کی development کی strength اور مضبوطی اس بات پر ہے کہ زیادہ سے زیادہ چیزیں rules, regulation and Act کے اندر درج کر دی جائیں تاکہ ایگزیکٹو کی اتھارٹی minimize ہو جائے اور اگر یہ فقرہ رنگ روڈ اتھارٹی بل میں شامل ہوتا تو کرنل صاحب کسی بھی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتے تھے اور عدالت میں جا کر اپنا حق لے سکتے تھے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ایک فقرے کو شامل کر کے عوام کے حقوق کو محفوظ کر دیا جائے۔ میری استدعا بھی ہے، توقع بھی ہے اور میں اُمید بھی کرتا ہوں کہ جہاں پر وزیر قانون نے اس اتھارٹی کو ایک انتہا درجہ کا مقتدر اور بااختیار ادارہ بنانے کے لئے 18 sub section شامل کئے ہیں تو ایک 19^{th} sub section یہ بھی شامل کر دیں جو عوام کے حقوق کے متعلق ہو۔ یہ لکھتے ہیں کہ اتھارٹی کا اختیار کیا ہو گا کہ:

> To control, maintain and develop a corridor, station, bus repot and other ancillary facilities which are transferred to it by the government.

میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر سے حاکمیت کی بُو آتی ہے جبکہ public deliverance کا ایک لفظ اور ایک فقرہ بھی نظر نہیں آتا۔ میری یہ استدعا ہے کہ اگر یہ دو فقرے شامل کر دیئے جائیں تو پبلک کے حقوق کو بھی تحفظ دیا جا سکتا ہے اور ایگزیکٹو کی من مانی کرپشن اور غلط کام کو روکا جا سکتا ہے۔ میں ایک ہی

بات کر رہا ہوں کہ repayment and compensation اوسط بیع کی بجائے market price پر ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں انتہائی مختصر دوبارہ صرف نیک نامی کی ہی بات کروں گی، نیت کی بات کروں گی اور شفافیت کی بات کروں گی۔ بات transparency کی کروں گی، بات عزت کی کروں گی، بات credibility کی کروں گی کہ وہ تمام چیزیں جو عوام ہم منتخب نمائندوں سے expect کرتے ہیں۔ آج اگر ہم یہ قانون پاس کرتے ہیں اور لوگوں کے لئے اپنی credibility کو بہتر کرتے ہیں تو یہی ہماری جیت ہے۔ کون کل ہوگا اور کون کل نہیں ہوگا؟ اُس کے بعد کہانیاں رہ جائیں گی اور کئی کئی عرصہ کیس چلیں گے یا نہیں چلیں گے یہ اُس چیز کی fallout ہے جب ایک چیز کو واضح طور پر جرأت مندانہ طریقہ سے لکھا نہ جائے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ اسی رنگ روڈ کے روٹ کو مکمل کرنے کے لئے کم از کم تین ایسے موڑ کاٹے گئے ہیں جس میں private properties بھی dismantle ہوئیں، private properties خریدی بھی گئیں اور private properties کو گرایا بھی گیا۔ یہاں تک کہ حکومت کی اپنی سڑکوں کو بھی گرایا گیا اور اُن سڑکوں کی compensation کسی بھی طرح کسی محکمہ کی طرف سے نہ کی گئی۔ ہم اس وقت private property کے حوالہ سے amendment چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومتوں پر یہ جو الزام لگتا ہے کہ ایسے لوگ جو زمینوں پر قبضہ کر کے 8 اور 10 روپیہ سڑکیں گزارتے ہیں اور اُس کے بعد جنھوں نے وہ زمینیں dismantle کی ہوں اُنہیں منسٹر بنا دیا جاتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جس سے ہماری عزت خراب ہوتی ہے۔ یہ وہی وجہ ہے کہ اس وجہ سے عوام اپنے لیڈروں سے عقیدت اور اعتماد کرنے کی بجائے اُنہیں بدنامی کے گڑھے میں دھکا دیتے ہیں۔ ہمیں اس کو breach کرنا ہوگا کیونکہ اگر حکومت میں آتے ہیں تو اُن کے اعتماد پر آتے ہیں۔ اگر لوگوں کے لئے اس کلاز میں لکھ دیا جائے کہ اُن کی property کو market price پر خریدا جائے گا اور اُن کو dismantle کرنے کے charges ادا کرنے کے لئے حکومت قانونی طور پر bound ہوگی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ بہت زیادہ زیرک ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ بلڈوزر جب چلتے ہیں، یہ encroachment جب ہوتی ہے اور یہ لاقانونیت جب ہوتی ہے تو اُس کے بعد نیشنل کریکٹر کدھر جاتا ہے اُس نیشنل کریکٹر کو ہم ہی نے lead کرنا ہے۔ آج جب ہم یہاں بیٹھے ہیں تو ہمیں اس وقت یہ چیز لکھ کر قانون بنا دینی چاہئے کہ کوئی کسی کا حق غصب نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ نے بھی ایک سڑک کا رُخ موڑ دیا تھا جب ایک خاتون نے یہ کہا تھا کہ

میں اپنا گھر نہیں بیچوں گی۔ ان ساری باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں آپ سے اور تمام لوگوں سے یہ کہوں گی کہ آپ لوگ اس کو ووٹ کریں کہ اگر لوگوں کے لئے اس کلاز کو شامل کر دیا جائے گا تو اس وقت جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں وہ لوگوں کے ایک اچھے اعتماد اور اُن کے حق کی آواز کو اُٹھانے میں اپنا نام تاریخ میں لکھوائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ اُلفت!

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اگر ہم یہاں پر ہر کلاز کے اوپر debate کر رہے ہیں تو اُس کا مقصد صرف اتنا سا ہی ہے کہ کسی بھی منصوبے کو مکمل طور پر عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہر غلطی سے پاک کر دیا جائے۔ سب سے important issue یہ ہے کہ اس میٹرو بس پراجیکٹ کو مکمل کرنے میں جو properties درمیان میں آئیں جنہیں گرا دیا گیا، اُنہیں گورنمنٹ ریٹ پر خریدا گیا، نہیں خریدا گیا یہ ساری چیزیں کم از کم میرے لئے ایک question mark اس لئے ہیں کہ میں نے اپنی debate میں پہلے بھی یہی کہا تھا کہ اگر اسے مشتہر کر دیا جاتا یا اسے ایوان میں لے آیا جاتا تو اُس پر ہماری بھی رائے آ جاتی، ہمیں بھی پتا چلتا کہ حکومت اُن لوگوں کو وہاں سے کن terms and conditions پر فارغ کرے گی۔ مستقبل میں اُن بے چاروں کے کاروبار کا کیا بنے گا اور اُن کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں ہو گی۔ کیا معاوضہ ہی اس مسئلہ کا حل ہے، permanent source of income جس سے ایک انسان کا گھر چلتا ہے تو اُس کو کس طریقے سے compensate کیا جائے گا؟ یہ ایک بڑا باریک نکتہ ہے جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم اتنی باریکیوں سے عوام کے لئے نہیں سوچیں گے تو پھر عوام یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ انصاف نہیں ہوا۔ صرف عدالتوں نے انصاف نہیں کرنا ہوتا، ہم اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر بھی انصاف کرتے ہیں۔ انصاف کا ایک تقاضا اس طریقہ سے پورا ہو سکتا ہے اگر ہم کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے ان باریکیوں کو مدنظر رکھ لیں۔

جناب والا! میں نے اپنی debate میں ہر ممکن کوشش کی ہے کہ میں غیر پارلیمانی الفاظ نہ بولوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی کے لئے وقت مزید آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، محترمہ!

کورم کی نشاندہی

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ میں اپنے کسی بھائی یا بہن کی شان میں کبھی بھی کوئی گستاخی نہ کروں۔ میں مثبت تنقید کرتی ہوں، مثبت طریقے سے بات کرنے کی کوشش کرتی ہوں اور وزیر قانون کو بھی میں اپنے بھائی کی طرح سمجھتی ہوں۔ میں نے ان کو ایک تجویز دی تھی کہ اس طرح ان پر انگلی اٹھائی جا سکتی ہے تو انہوں نے اس کا جواب مجھے اتنا سخت دیا جس سے میں hurt ہوئی ہوں۔ انہوں نے مجھے یہ کہا ہے کہ میں اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔ ایک معزز ممبر کو on the floor of the House اس طریقے سے دھمکی دینا مناسب نہیں ہے۔ میں اس پر اپنا protest record کراتے ہوئے واک آؤٹ کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ کورم کی بھی نشاندہی کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف کورم کی نشاندہی
کے بعد واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین ڈاکٹر اسد اشرف کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودہ قانون میٹروبس اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2012

(۔۔۔جاری)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے استدعا کی تھی کہ انہوں نے جو تین Bills کل دیئے تھے ان پر تو ہم بات کریں گے۔ ابھی پہلا چل رہا ہے اور جو پانچ Bills آج اڑھائی بجے دیئے گئے ہیں ان کی کم از کم مجھے کاپیاں تو دے دیں۔ ان پانچ Bills کی کاپیاں ابھی تک میرے پاس نہیں آئیں۔ اس سے بڑی رنجیت سنگھی اور کیا ہو گی کہ یہ مجھے ان Bills کی کاپیاں بھی نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: آپ کو ابھی کاپیاں مل جاتی ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جو نئے پانچ Bills پاس کرنے کے لئے revise ایجنڈے پر رکھے گئے ہیں جن پر ابھی ہم نے بحث کرنی ہے اُن کی کاپیاں ابھی تک آپ ممبران کو دے ہی نہیں رہے۔ مجھے ان کی کاپیاں فراہم کی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو کاپیاں پہنچائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس ایوان کے وقار اور اس ایوان کے ممبران کی توہین سے بچانے کے لئے آج اڑھائی بجے جو پانچ Bills آئے ہیں اِن کو معزز لاء منسٹر صاحب واپس لے لیں، آج کے دن ایجنڈے میں داخل کریں اور کل ان پانچ Bills پر میں واضح طور پر بات کروں گا تو automatically جو اِس وقت بوجھ پڑا ہوا ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ 65 سالہ تاریخ میں اس ایوان نے اس قسم کی illegality نہیں دیکھی ہو گی کہ پانچ گھنٹے جب اسمبلی کا اجلاس چل چکا ہو اور باقی ماندہ وقت کے لئے پانچ Bills ایوان کی table پر رکھ دیئے جائیں۔ اس سے بڑی ایوان کی توہین، اس Chair کی توہین اور آٹھ نو کروڑ عوام کی توہین نہیں ہو سکتی کہ ایسے Bills جن کے ساتھ کروڑوں اربوں روپوں کا تعلق ہے بجائے اس کے کہ ایڈوائزری کمیٹی کے اندر طے کیا جائے، ایک دن پہلے ایجنڈا اپوزیشن کے حوالے کیا جائے یا دوسرے دن صبح دے دیا جائے لیکن پانچ گھنٹے کی کارروائی گزرنے کے بعد آپ ایوان کو پانچ Bills دے دیں تو یہ قطعاً مناسب نہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِن پانچ Bills کو واپس لے لیں اس کے بعد کوئی بھی اچھی settlement بھائیوں کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم معزز نولاٹیا صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ پہلی مرتبہ یا دوسری مرتبہ نہیں بلکہ یہ rules provide کرتے ہیں کہ گورنمنٹ جب چاہے ایجنڈے کو revise کیا جا سکتا ہے اور ایجنڈا revise ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ rule 28 پڑھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جن Bills کے متعلق یہ بات کر رہے ہیں کہ یہ Bills آج لے آئے ہیں بلکہ یہ Bills اس سے پہلے ایوان میں lay ہوئے جس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹیوں کے پاس گئے، سٹینڈنگ کمیٹیوں میں ان پر کئی

meetings ہوئیں، discussion ہوئی جس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹیوں کی رپورٹ lay ہوئے بھی کافی دن ہو چکے ہیں۔ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ آج ہم کوئی نئے Bill لے کر آ گئے ہیں۔

MR SPEAKER: Read out rule 28 and let me further proceed.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میرا یہ issue نہیں ہے بلکہ میں نے معزز لاء منسٹر سے یہ کہا ہے کہ واقعتاً یہ Bills lay ہوئے، واقعتاً سٹینڈنگ کمیٹیوں کو refer ہوئے اور واقعتاً وہاں سے پاس ہو کر ایوان میں آئے لیکن ایجنڈا تو ایوان کا ہوتا ہے جو ایک دن پہلے دینا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اب تو آپ کو کاپی مل گئی ہے اسے دیکھ لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کون سا ٹائم ہے کہ پانچ گھنٹے کی کارروائی کے بعد مجھے Bills دے دیں۔

جناب سپیکر: بس اب آپ بیٹھ جائیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اڑھائی بجے آپ ایجنڈا دیتے ہیں تو اب میں اِن Bills کو کیا پڑھوں گا؟

جناب سپیکر: جو آپ جواب دے سکتے ہیں وہ دے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آج ان Bills پر بحث کرنے کا کوئی وقت نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آمنہ الفت صاحبہ نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کیوں، اُن کو کیا ہوا؟ انہوں نے تو ویسے ہی کہا تھا کہ میں جا رہی ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! اندر تشریف لائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہیں کہ رانا ثناءاللہ صاحب اس طرح کہیں۔

جناب سپیکر: کوئی پرانی باتیں کہی ہوں گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے ابھی بھی کہا ہے۔

جناب سپیکر: اب میں نے نہیں سنا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آمنہ الفت صاحبہ کو بلوائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ انہیں جا کر لے آئیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر ذرا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے تو بات کر لی ہے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ آمنہ الفت واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

لاء منسٹر صاحب! مارکیٹ ریٹ کے بارے میں بتا دیں جو انہوں نے پوچھا ہے۔ انہوں نے جو اعتراض Clause 5 کے بارے کیا تھا اُس حوالے سے بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران نے جو بات کی ہے کہ پرائیویٹ پراپرٹی کو acquire کرنے کے لئے ان دو لائنوں کا فقرہ ڈال دیا جائے جس سے یہ purpose serve نہیں ہو گا بلکہ یہ اتھارٹی اس ambit سے باہر آ جائے گی کیونکہ کسی بھی پراپرٹی کو acquire کرنے کے لئے ایک full-fledged Land Acquisition Act ہے اور یہ اتھارٹی اس ایکٹ کی پابند ہے جو اس کے تحت کام کرے گی۔ اگر یہ فقرہ ڈال دیا جائے تو پھر اس کو اُس ایکٹ سے آزاد کرنے والی بات ہے۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (2), the following be added as para (a) and the subsequent paras be renumbered accordingly:-
>
> "(a) to acquire or dismantle privately owned immovable property for MBS against payment/compensation at market price thereof and resettlement of businessmen affected therewith."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch Zahir-ud-Din Khan, Ch Moonis Elahi, Ch Abdullah Yousaf, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr Khurram Nawab, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Munawar Hussain Munj, Mr Muhammad Yar Hiraj, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mr Ehsan-ul-Haque Ch, Mrs Samina Khawar Hayat, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Humaira Awais

Shahid, Mrs Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mr Zafar Zulkarnain Sahi, Engineer Shahzad Elahi, Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Lt. Col.(Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shahjahan Khan, Mr Qasim Zia, Dr. Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mr Qaiser Iqbal Sandhu, Mr Tanvir Ashraf Kaira, Mr Asif Bashir Bhagat, Major (Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr Tariq Mehmood Alloana, Mr Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr. Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Mr Shah Rukh Malik, Mr Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col.(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam (Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javid Akbar Dhilloon, Mr Javed Hassan Gujjar, Mrs Nargis Faiz Malik, Mrs Najmi Saleem, Ms Fouzia Behram, Mrs Sajida Mir, Ms Nargis Parveen Awan, Ms Safina Saima Khar, Ms Azma Zahid Bukhari, Ms Faiza Ahmed Malik, Miss Samina Naveed (Advocate), Mr Pervez Rafique and Mr Tahir Naveed. Who is to move it?

DR SAMIA AMJAD: I move:

> "That in Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (1), the following be added before the full stop:

"and shall submit an audit report to the Provincial Assembly of the Punjab for scrutiny by the Public Accounts Committee."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (1), the following be added before the full stop:

"and shall submit an audit report to the Provincial Assembly of the Punjab for scrutiny by the Public Accounts Committee."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

MR SPEAKER: Opposed. Please carry on now.

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔جناب سپیکر!

وہ جو پرے بیٹھے ہیں اور جو ان سے پرے بیٹھے ہیں
وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم ان سے لڑے بیٹھے ہیں
جو ان سے بھی پرے بیٹھے ہیں یہ سب ان سے سڑے بیٹھے ہیں
جو تین ادھر سب سے پرے بیٹھے ہیں

جناب سپیکر! آج ہم تینوں نے بہت کوشش کی ہے کہ ہم اس سحر انگیز discussion میں کچھ حصہ ڈالیں اور مجھے امید ہے کہ یہ تاریخ کا ایک حصہ بنے گا کہ یہاں سے اپوزیشن کی آواز اٹھتی رہی۔ اس وقت مجھے پنجاب اسمبلی کی عزت کو دوبارہ بلند کرنے کا ایک موقع ملا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پنجاب اسمبلی یا کوئی بھی صوبائی اسمبلی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے تینوں کا کہا ہے اور بھی دیکھ لیں کوئی اور بھی ہو گا۔ ذرا چیک کر لیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ میرے بھائی گورنمنٹ کے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کچھ encroachments ہیں لیکن کوئی بات نہیں۔ اگر اس طرف آ گئی ہیں تو ادھر گئیں اور ادھر واپس ہی آ جائیں گی اور ساری encroachments آ جائیں گی۔

جناب سپیکر: مہربانی کر کے جلدی کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ rightfully کہا جاتا ہے کہ The Parliament is the most supreme House پارلیمنٹ کی supremacy کا اس وقت دوبارہ آواز اٹھانے کا موقع ملا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پانچ سالوں میں جتنے بل آئے ہیں اس میں ہم نے بارہا یہ کہا ہے کہ پارلیمنٹ کو ادارے جوابدہ ہونے چاہئیں۔ آج آڈٹ رپورٹ کے لئے ہماری دوبارہ یہ suggestion ہے کہ اس amendment کو add کیا جائے کہ آڈٹ رپورٹ یا آڈیٹر جنرل کی رپورٹ اسمبلی میں submit کی جائے۔ میں مانتی ہوں کہ آڈیٹر جنرل کا بہت اونچا عہدہ ہے اور بہت ذمہ داری ہے لیکن ہم بھی اسی ذمہ داری کو مزید تقویت دینے کے لئے ان کی reports کو اسمبلی میں study کرنے اور یہاں پر submission اور discussion کے بعد اسے دیکھنے کے حق کے لئے دوبارہ بات کریں گے۔ اس بات کو اگر اس میں لکھ دیا جائے تو اس میں پارلیمنٹ کی ہی بالادستی ہو گی۔

جناب سپیکر! یہ پانچ سالوں میں بار بار دیکھا گیا ہے کہ ہمیں overrule کر کے ہماری opinion کو پیچھے رکھ کر اور پس پشت ڈال کر اس حکومت نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ بیوروکریسی، ان کی لکھی ہوئی reports، ان کی غلطیاں اور سب چیزوں کو cover کر کے انہیں اپنے اوڑھے ہوئے لبادے میں چھپا کر اپنے قد کو اونچا کیا ہے۔ یہ لوگ بیوروکریسی کے کندھوں پر کھڑے ہو کر اپنے قد کو اونچا کرتے ہوئے دکھائی دیئے ہیں۔ جب تک اس صوبے کا ہر فرد، ہر شخص اور ہر ادارہ اس اسمبلی کو جوابدہ نہ ہو گا تب تک بات نہیں بنے گی۔ یوں کہہ دینا ایسا ہی ہے تو یہ غلط ہے۔ ہمیں اسے لکھنا بھی ہے اور اسے کرنا بھی ہے اسی لئے اپوزیشن کی طرف سے یہ ہے کہ:

> Amendment "and shall submit an audit report to the Provincial Assembly of the Punjab for scrutiny by the Public Accounts Committee."

یہ چیک اینڈ بیلنس ہے جو تمام مہذب اقوام میں موجود ہے۔ چیک اینڈ بیلنس کے بغیر کوئی بھی چیز استقامت سے کامیاب یا اسے استحکام نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ موٹروے بغیر کسی opinion کے بنی ہے، بغیر کسی رائے کے بنی ہے، بغیر کسی اتا پتا کے بنی ہے اور پاس ہوئے بغیر اس کے جرمانے بھی معاف ہوئے

ہیں تو کم از کم اس کا حساب کتاب تو دیکھنے کے لئے اس اسمبلی کے تابع ہوں لیکن نہیں۔پتا نہیں یہ حکومت کیوں اس قدر خوف زدہ اور ڈرتی ہے اور اس اسمبلی کی transparency کی support میں انہیں کیوں mistrust ہے اور انہوں نے ان ممبران کے اوپر mistrust کرنے کا یہ ایک اور ثبوت دیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم اس ماس ٹرانزٹ بس سے کیا اتارلیں گے سوائے اس کے کہ ہم چاہتے ہیں کہ آڈٹ، اس کی انکم اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کہ کہاں سے یہ سریا اور لوہا آیا، تنخواہیں کہاں سے جا رہی ہیں اور اس میں جرمانے کیا ہوئے اور offences کیا ہوئے، کیا توڑ پھوڑ ہوئی؟ اس کے لئے جوابدہ ہوں گے، پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اور اس اسمبلی کے ممبران کو ہونے بھی چاہئیں۔ اگر آج محترم رانا ثناء اللہ صاحب میرا ایک تجسس دور کر دیں اور مجھے بتا دیں کہ آخر اس میں کیا حرج ہے کہ اگر اس اسمبلی کو اعتماد میں لے لیا جائے؟ آپ لوگوں نے خواب دیکھنے، ان کی تعبیر حاصل کرنے اور credibility وغیرہ سے تو ہمیں باہر رکھا، اپوزیشن کو ساتھ شامل کرنا آپ کی شان کے خلاف ہے اور ابھی ابھی آپ نے ایک Clause پاس کی ہے کہ اس کمیٹی کے ممبر ہونے کے لئے جو ایم پی ایز select ہوں گے وہ بھی حکومت کرے گی، سپیکر نہیں کریں گے۔ اگر آپ کو یہ ادارہ اتنا برا لگتا ہے تو آپ یہاں سے اپنے لوٹوں کو چھوڑیں اور استعفے دے کر جائیں لیکن نہیں۔ کہیں پر بھی نہیں اور again on record history میں یہ لکھا جائے گا کہ جب یہ ریپڈ ماس ٹرانزٹ ٹرین کی بات ہوئی تھی تو قدم قدم پر اس اسمبلی کے استحقاق، اس کی اتھارٹی اور اس کی موجودگی کو بری طرح سے shun کیا گیا تھا یا bulldoze کیا گیا تھا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق نولاٹیا شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں ایک بات پر محترم لاء منسٹر کو اعتراض ہو سکتا ہے باقی تو یہ شق اس کے اندر آنی چاہئے اور ہماری استدعا اس میں یہ ہے کہ:

> And shall submit an audit report to the Provincial Assembly of the Punjab for scrutiny by the Public Accounts Committee

محترم لاء منسٹر پی اے سی سے ذرا ڈرتے ہیں تو چلیں، ان کی آدھی بات میں مان لیتا ہوں کہ PAC میں نہ بھیجیں لیکن کم از کم یہ رپورٹ اسمبلی کو آنی چاہئے۔ اس بات پر تو میرے خیال میں ان کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ میری استدعا یہ ہے کہ محترم لاء منسٹر اس میں اگر ہماری ترمیم کے ساتھ، ہمارے ساتھ کوئی ایسی understanding کر لیں کہ آڈٹ رپورٹ within 6 months پنجاب

اسمبلی میں پیش کی جانی چاہئے اور اس پر PAC کے جو اعتراض ہیں ان کو پیش کیا جانا چاہئے۔ چونکہ PAC سے محترم لاء منسٹر بہت ڈرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت مزید آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: PAC چھ مہینے سے نامکمل ہے اس کا کوئی چیئرمین نہیں ہے۔ لاء منسٹر اس کو ایجنڈے پر لانے کی کوشش نہیں کرتے اور میری دو سال سے Privilege Motion استحقاق کمیٹی کے پاس ہے جس میں main ملزم ایک ہی ہیں اور وہ لاء منسٹر ہیں۔ میری ایوان سے استدعا ہے کہ اس کی بھی پیشی نکالی جائے کہ ملزم لاء منسٹر جوابدہ ہے کہ اُس نے اس ایوان کی honour کو decrease کیوں کیا ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: پہلی بات تو یہ ہے کہ معزز ممبر کے خلاف معزز ممبر Privilege Motion نہیں دے سکتے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں پندرہ سو precedents پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب وہ میرے پاس آئے گی پھر دیکھیں گے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!

اس خیال سے اسمبلی میں آ گئی ہوں واپس
کہیں میری غیر موجودگی میں وہ بل پاس نہ کرا لیں

(نعرہ ہائے تحسین)

ورنہ میں لاء منسٹر کی اس دھمکی پر protest کر کے باہر چلی گئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے اُن کی کوئی ایسی wording سنی نہیں ہے ورنہ میں اُن کو اسی وقت ٹوک دیتا۔ آپ یقین جانئیے I could not listen that

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے آپ کی بات پر پورا یقین ہے کہ آپ نے نہیں سنا ہو گا ورنہ آپ definitely۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کہیں ایسے لفظ ہیں تو ان کو حذف کر دیا جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! مجھے بالکل آپ کی بات پر یقین ہے اور آپ یقین کیجئے کہ میں صرف اس وجہ سے واپس آ گئی کہ اس اسمبلی میں وزیر قانون صاحب کا وتیرہ ہی یہ رہا ہے کہ انہوں نے دوسروں

کو insult کیا ہے تو میں کیا چیز ہوں؟ مجھے بھی وہ دھمکی دینے کا اختیار رکھتے ہیں اور وہ اپنی دھمکیاں نبھاتے جائیں لیکن جب اللہ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے تو کوئی کسی کا کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے ان کو پہلے بھی humble request کی تھی اور میں نے انتہائی عاجزی سے یہ کہا تھا کہ لاء منسٹر صاحب اگر انگریزی کی درستی فرمالیں گے تو کل کو کوئی یہ نہیں کہے گا کہ ان کو انگلش نہیں آتی جس کے جواب میں انہوں نے دھمکی دیتے ہوئے مجھے کہا کہ "مجھے انگلش بھی آتی ہے اور بھی مجھے بڑا کچھ کرنا آتا ہے۔"

جناب سپیکر: نہیں، میں "اور والی بات" سن نہیں پایا ہوں، انگریزی کی حد تک مجھے سنائی دیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ریکارڈ نکلوا لیجئے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، اب آپ relevant ہو جائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں بالکل relevant رہوں گی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اسمبلی سب سے زیادہ مقدس ہے اور یہاں پر ہر چیز کا احتساب ہو سکتا ہے۔ اوپر میڈیا بھی دیکھ رہا ہوتا ہے، ہم سب لوگ دور دراز پورے پنجاب کے حلقے کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ اگر یہ آڈٹ رپورٹ اسمبلی میں آجائے گی تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ضرور ہو گا۔ کسی کو بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کا موقع نہیں ملے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کوئی رات کے اندھیرے میں لین دین کرنے سے گھبرائے گا کیونکہ ہر چیز کھل کھلا کر سامنے آجائے گی۔ اس چیز کے لئے تو میں سمجھتی ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کو خود سے یہ فیصلہ کرنا چاہئے تھا۔ وہ ایک ترمیم پہلے لائے ہیں اور ایک ترمیم وہ یہ بھی لا سکتے تھے کہ یہ اسمبلی سپریم ہے۔ PAC میں جو چیز آجاتی ہے وہ بالکل دُھل دُھلا کر صاف ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں اپوزیشن بھی ہے، گورنمنٹ کے نمائندے موجود ہیں اور اس میں تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہوتی ہے اس لئے کوئی ہیرا پھیری کرنے کی کوشش کر بھی نہیں سکتا۔ وہ جو individual طور پر آڈٹ کرنے والی firms بنی ہوئی ہیں اُن کا حال آپ بھی جانتے ہیں اور ساری دنیا جانتی ہے۔ ایک بورڈ کے چند افراد کو، ایک اتھارٹی کے چند افراد کو approach کرنا بہت آسان ہے لیکن اتنی بڑی اسمبلی کے سامنے جب رپورٹ پیش ہو گی، PAC کو جائے گی تو اس کے اندر

گڑ بڑ کرنا بہت مشکل ہے۔ اسی چیز سے لوگ ڈرتے ہیں۔ جب ہم اسمبلی میں question raise کرتے ہیں تو محکموں کی جان اٹکی رہتی ہے، سولی پر ٹنگے رہتے ہیں اُس وقت تک جب تک کہ وہ سوال اسمبلی میں آ نہیں جاتا۔ وہ حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ اپنی غلطیوں کو درست کر کے اسمبلی میں

جواب دیں۔ ہم نے اس اسمبلی کو، میں کوئی ایسا لفظ بولنا نہیں چاہتی ہم نے اس کو بہت بڑا بنا دیا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ اس اسمبلی کا اتنا خوف اور تقدس ہے کہ اس سے محکمے کے لوگ ڈرتے ہیں۔ ہمارے سوالات سے محکمہ خوفزدہ ہوتا ہے، ہماری Adjournment Motions سے محکمہ خوفزدہ ہوتا ہے۔ جب آڈیٹر جنرل کی رپورٹ اسمبلی میں آئے گی تو اس کی وجہ سے کس قدر خوف ہو گا، کتنے قبلے درست ہوں گے؟ یہ کوئی اتنا لمبا چوڑا فلسفہ نہیں ہے بلکہ یہ سیدھی سیدھی بات ہے۔ ہماری لاء منسٹر صاحب سے humble request ہے بے شک وہ مجھے دھمکیاں دیتے رہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، لاء منسٹر کی بھی سن لیتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو کہتے ہیں کہ "ہم لڑے بیٹھے ہیں" دراصل یہ "عقل سے بالکل فارغ ہوئے بیٹھے ہیں" (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ (شور وغل)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بات مکمل ہونے دیں میں یہ ثابت کرتا ہوں۔ آپ صرف ایک منٹ دیں میں بات مکمل کرتا ہوں۔ (شور وغل)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لاء منسٹر معذرت کریں انہوں نے ایوان کی تذلیل کی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: انہیں معذرت کرنی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پہلے ان کی بات تو سننے دیں۔ جی، لاء منسٹر!

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں، نہیں۔ پہلے یہ معذرت کریں، ان کا یہی وتیرا ہے، ان کے الفاظ تو ٹھیک ہونے چاہئیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہیں بات سننی چاہئے، بات سننے کا حوصلہ کریں۔ ان کے عقل سے فارغ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان تینوں صاحبان، تینوں معزز ممبران نے۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ الفاظ کا چناؤ ذرا اچھا کر لیں، آپ کی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر سامیہ امجد کا جو شاعری کا شوق ہے میں نے ان کے جملے کا جواب دیا ہے کوئی الفاظ کی بات نہیں ہے۔ ان تینوں معزز ممبران نے کوئی تقریباً

آدھا گھنٹہ اس بات پر بحث کی ہے کہ یہ آڈٹ رپورٹ اسمبلی میں پیش ہونی چاہئے۔ یعنی اس بل کی Clause 15 ہے وہ یہ ہے کہ:

The Auditor General of Pakistan shall audit the Annual Accounts of the Authority.

اب اس اتھارٹی کا آڈٹ ہوگا اور اس کے بعد یہ بات آئین میں درج ہے کہ آڈٹ رپورٹ already اسمبلی میں پیش ہوتی ہے۔ یہ آدھے گھنٹے سے یہ بحث کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)
اگر یہ اس بات کو تھوڑا سمجھ لیتے کہ آڈیٹر جنرل جو بھی آڈٹ کرتا ہے وہ کسی اتھارٹی کا کرے، ڈیپارٹمنٹ کا کرے یا کسی کمپنی کا کرے تو Audit Report and Audit Paras already اسمبلی میں پیش ہوتے ہیں اور وہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں پیش ہوتے ہیں جو انہوں نے کہا ہے کہ جی for the purpose of scrutiny by the Public Accounts Committee۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو محترم نولاٹیا صاحب نے کی ہے کہ انہوں نے میرے خلاف Privilege Motion پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب میں خود دے دوں گا آپ اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں۔ بات یہ ہے کہ عبدالقادر گیلانی چونکہ ایم این اے elect ہو گئے ہیں اس لئے PAC میں اب ان کی جگہ خالی ہو گئی ہے۔ موصوف دو تین دفعہ میرے پاس تشریف لائے ہیں کہ ان کی جگہ پر مجھے ممبر بنا دیا جائے تو ان کا معاملہ under consideration ہے۔ میں نے ان کو انکار نہیں کیا اور یہ خواہ مخواہ اس بات پر personal ہو رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! انہوں نے مجھ پر ذاتی حملہ کیا ہے میں اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ایسی کوئی بات نہیں، آپ اس بات کو چھوڑیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے جواب دینے دیں۔۔۔

جناب سپیکر:چھوڑیں،اس بات کو رہنے دیں۔

Now, the amendment moved and the question is:

"That in Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transports in sub clause (1) the following be added before the fullstop:

"and shall submit an audit report to the Provincial Assembly of the Punjab for scrutiny by the Public Account Committee."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Ch. Zaheer-ud-Din

Khan, Ch Moonis Elahi, Ch. Abdullah Yousaf, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Mr. Khurram Nawab, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Col.(Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Munawar Hussain Munj, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Mr. Ehsan-ul-Haque Ch, Mrs. Samina Khawar Hayat, Dr. Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Humaira Awais Shahid, Mrs Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syed Majida Zaidi, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Mrs Embesat Hamid, Ms Zobia Rubab Malik, Mr. Zafar Zulkarnain Sahi, Engineer Shahzad Elahi. Ch. Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia, Lt. Col(Retd) Muhammad Shabbir Awan, Raja Tariq Kiani, Mr. Shahan Malik, Rana Munawar Hussain, Major (Retd) Abdul Rehman Rana, Rai Muhammad Shahjahan Khan, Mr. Qasim Zia, Dr. Asad Muazzam, Syed Hassan Murtaza, Haji Muhammad Ishaq, Mr. Qaiser Iqbal Sandhu, Mr. Tanvir Ashraf Kaira, Mr. Asif Bashir Bhagat, Major(Retd) Zulfiqar Ali Gondal, Mr. Tariq Mehmood Alloana, Mr. Shahjahan Ahmad Bhatti, Rai Muhammad Aslam Khan, Mr. Amjad Ali Mayo, Mrs Robina Shaheen Wattoo, Mr. Muhammad Ashraf Khan Sohna, Syed Nazim Hussain Shah, Mr. Ahmed Hussain Deharr, Malik Muhammad Abbas Raan, Dr. Muhammad Akhtar Malik, Syed Ahmed Mujtaba Gillani, Mian Muhammad Shafiq Arain, Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhary, Sardar Khalid Saleem Bhatti, Malik Nosher Khan Anjum Lungerial, Sardar Athar Hassan Khan Gorchani, Malik Bilal Ahmad Khar, Mr. Shah Rukh Malik, Mr. Muhammad Tariq Amin Hotiana, Mian Muhammad Ali Laleka, Ch. Shaukat Mahmood Basra(Advocate), Col(Retd) Naveed Iqbal Sajid, Mian Muhammad Aslam(Advocate), Makhdoom Muhammad Irtaza, Engineer Javed Akbar Dhilloon, Mr. Javed Hassan Gujjar, Mrs Nargis Faiz Malik, Mrs. Najmi

Saleem, Ms. Fouzia Behram, Mrs. Sajida Mir, Ms. Nargis Parveen Awan, Ms. Safina Saima Khar, Ms. Azma Zahid Bukhari, Ms. Faiza Ahmad Malik, Miss Samina Naveed(Advocate), Mr. Pervez Rafique and Mr. Tahir Naveed. Any mover may move it.

DR SAMIA AMJAD: I move:

> "That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (4), for the words "It shall", the words and comma "It shall, to start with" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (4), for the words "It shall", the words and comma "It shall, to start with" be substituted."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب سپیکر: جی، .carry on

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کی opposition کوئی اتنی حیران کن نہیں ہے کیونکہ تخت لاہور کی بات ہے۔ میں اس کو ذرا پڑھوں تو اس میں لکھا ہے کہ:

> It shall apply to the city of Lahore but the Government may, by notification, extend its application to any other city of the Punjab.

اب اس میں کہیں پر بھی یہ نہیں لکھا اگر اس کے آگے یہ لفظ لکھتے کہ "to start with" تو یہ لاہور میں تو apply ہوگا کیونکہ ویسے یہ قانون۔۔۔

جناب سپیکر: جی، Carry on کیا ہو گیا ہے، کوئی رکاوٹ آ گئی ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کچھ نہیں ہوا، assistance لے رہی تھیں۔
ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پانچ سال کے بعد میں assistance لے رہی ہوں؟ یہ اپنے نمبر لگا رہے ہیں چلیں ٹھیک ہے، یہ میرے بھائی ہیں۔(قہقہہ)
جناب سپیکر: چلیں! نمبر لگانے دیں کوئی بات نہیں۔ آپ کو فرق نہیں پڑتا، آپ کے ساتھی ہیں۔
ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہماری خواہش یہ ہے کہ اس میں یہ لفظ لکھ دیا جائے "to start with" تاکہ باقی شہروں میں بھی start کیا جا سکے۔ نولاٹیا صاحب! اب آپ takeover کر لیں۔
جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!
چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ جو amendment ہے اس میں لاء منسٹر نے rules کی clear violation کی ہے تو اس کی انہیں سزا دینی چاہئے۔[*********]
جناب سپیکر: یہ لفظ نکال دیں۔
چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! [**************] کہا ہے۔ وہ Privileges Committee کے فیصلے کے بعد بنیں گے۔
جناب سپیکر! کسی نے میرے کاغذ چوری کر لئے ہیں ان سے کہیں کہ واپس کریں۔ پہلے بھی ایک دفعہ کسی نے میرے کاغذ چوری کئے ہیں۔
جناب سپیکر: جی، کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے۔
چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جس نے میرے کاغذ اٹھائے ہیں اُن سے کہیں کہ مجھے دے دیں میں نے ابھی amendment پڑھنی ہے۔
جناب سپیکر: آپ کے کاغذ کدھر ہیں؟
چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کسی نے میرے کاغذ چوری کئے ہیں۔ اب میں اس میں کیا پڑھوں گا؟
جناب سپیکر: جو آپ کا دل چاہے وہ بول دیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر !انہوں نے پورے Act کو پاس کر کے آخری amendment پہلے سیکشن یادوسرے سیکشن کی دے دی ہے حالانکہ rule 107 میں یہ بالکل واضح ہے اگر معززلاء منسٹر نے نہیں پڑھاہواتو میں ان کو بتادوں کہ order of the amendments یہ ہیں:

> Amendments shall ordinarily be considered in the order of the Clauses of the Bill to which they respectively relate; and in respect of any such Clause a motion shall be deemed to have been made:
>
> "That this Clause do stand part of the Bill."

ان کو سب سے پہلے یہ amendment لے کرآنی چاہئے تھی اور باقی amendments اس کے بعد آنی تھیں۔اس بل میں جو amendment دی گئی ہے اس کو سنجیدگی سے دیکھنے والی بات ہے،ایوان اس کو سنجیدگی سے نہیں لے رہا۔ یہ Honourable Chair کا کام ہے کہ وہ ان کو یہ بتائے کہ یہ amendment جوانہوں نے یہاں دی ہے یہ Section(1) کا sub section(4) ہے۔

> It shall apply to the city of Lahore but the Government may, by notification, extend its application to any other city of the Punjab.

جب rule 107 یہ کہتا ہے کہ اس کو ترتیب کے ساتھ ہونا چاہئے۔Clause by Clause ایک Clause سے لے کرآخر تک جانا چاہئے مگر معززلاء منسٹرآج ہر کام اُلٹاکر رہے ہیں۔انہوں نے جنوری میں میٹروبس کا سسٹم لانچ کر دیا، جون میں اس کے پیسے پاس کر دیئے اور نومبر میں اس کا بل پاس کر رہے ہیں۔ان کی ہر چیزالٹی ہے۔میری یہ خواہش ہے کہ یہ سارابل اگر یہ اس Section(1) کو پاس کرانا چاہتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر:توآپ جاکران کو صرف یہ کہہ دیں کہ آپ میرانام اس میں نہ شامل کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:جناب سپیکر !میں نے لاء منسٹر کو کہا ہے ۔ اگر انہوں نے Section(1) پاس کرانا ہے تو اس کے بعد ترتیب سے باقی Acts بھی پاس کرائیں کیونکہ ترتیب غلط ہے۔اس کو ایک Act سے شروع کریں اور دوبارہ سے اس کوایوان سے پاس کرایاجائے چونکہ ایوان میں اگر ترتیب ٹھیک نہ ہوتو یہ rule 107 کی violation ہے۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا اس میں subject matter کیا ہے؟جس subject matter کے تحت ہم اس میں amendment چاہتے ہیں اس میں ہم نے ان کو یہ کہا ہے کہ:

> "That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (4), for the words "It shall", the words and comma "It shall, to start with" be substituted."

اب ہمارے ان مہمانوں کے چند مہینے رہتے ہیں تو اگر یہ اس بل میں یہ amendment کر دیں تو شاید جنوبی پنجاب کے کسی شہر کی قسمت میں بھی یہ چیزیں آ جائیں گی اس لئے میری ان سے استدعا ہے کہ اگر جنوبی پنجاب کو بھی پنجاب کا حصہ سمجھتے ہیں،اگر ان کا بھی public money پر کوئی حق یا ان کا بھی پنجاب پر کوئی حق ہے یا لاہوریوں کے علاوہ بھی کوئی فرد اس صوبہ کا حصہ ہے تو پھر ان کو میری یہ amendment تسلیم کر لینی چاہئے لیکن میری پہلی استدعا وہیں پر ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ ذرا rule 104 پڑھیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! Rule 104 کیا کہتا ہے؟آپ بتا دیں میں اس کو دیکھ لوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ اس کو خود پڑھیں اور سب کو سنائیں۔

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Mr. Speaker! Clause one, Preamble and Title of the Bill:–

> Clause one, the Preamble, if any, and the Title of a Bill shall stand postponed until the other Clauses and schedules (including new Clauses and new schedules) have been disposed of and the Speaker shall then put the question:
>
> "That Clause one, or the Preamble or the Title (or, as the case may be that Clause one or the Preamble or the Title as amended) do stand part of the Bill."

یہ سمجھنے میں ابہام ہے میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب Preamble، میں آپ کو اس کی مثال دیتاہوں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! وہ جواب دیں گے میں نے تو ویسے ہی آپ کو کہا تھا۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں بھی ویسے ہی عرض کر رہاہوں۔ یہ Preamble نہیں ہے۔ Preamble جو ہوتی ہے وہ operative part of the Act نہیں ہوتی اور یہاں پر operative part of the act ہے۔ بل کے اندر جب Section 1 آگیا ہے تو

> That is an operative part of the Law, if you are considering this one as a Preamble then Preamble is not operative part of the Law.

جناب سپیکر: یہ آپ غلط interpretation کر رہے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: میں آپ کو اس کی مثال دیتاہوں۔ Constitution of the Pakistan میں جو Preamble ہے اس کو پہلے part of the Bill نہیں رکھا گیا تھا بعد میں amendment کر کے اس کو شامل کیا گیا تو اب اگر وہ شامل ہو گئی ہے تو وہ operative part of the Law ہے، Preamble نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات، میری استدعا یہ ہے کہ Section(1) پاس کرنے کے بعد سارے بل کو دوبارہ پاس کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اتنا واضح rule ہونے کے باوجود بھی اگر نولاٹیا صاحب بحث کرتے ہیں تو افسوس ہے۔ rule 104 یہ کہتا ہے:

> Clause one, the Preamble, if any, and the Title of a Bill shall stand postponed until the other Clauses and schedules of the Bill have been disposed of.

یعنی تمام باقی Clauses اور Schedule جو ہے اس نے پہلے dispose of ہونا ہے اور اس کے بعد Clause one, Preamble and Title of the Bill پر question put ہونا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Transport, in sub clause (4), for the words "It shall", the words and comma "It shall, to start with" be substituted."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Metro Bus Authority Bill 2012, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون کو فوری زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012 (Bill No.32 of 2012). Minister for Law may move it.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! اب ترتیب تو خراب نہ کریں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے اڑھائی بجے آپ نے ہمیں ایجنڈا دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب بھی آپ کو مل جائے گا۔ جی، وزیر قانون!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ Let him move.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں اور walkout کرتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! ہم walkout کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کر سکتے ہیں۔ ان کو اس بات کا اختیار ہے۔ Government can change any time.

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں walkout کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab

1997 may be suspended under Rule 234 of the Rule ibid, for immediate consideration of the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under Rule 234 of the Rule ibid, for immediate consideration of the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میری یہاں سے کتابیں چرالی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: پلیز! ایسی حرکات نہ کریں۔ Would you like to speak on it.

The motion moved and the question is:

"That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under Rule 234 of the Rule ibid, for immediate consideration of the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا، ڈاکٹر سامیہ امجد اور محترمہ آمنہ الفت ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: معزز ممبران اپوزیشن کو واپس لے کر آئیں، یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا اور جو ہمارے اپوزیشن کے ممبران بائیکاٹ کر کے باہر چلے گئے ہیں۔ ہم یہ بل صرف opt کر رہے ہیں ورنہ اس میں کوئی amendment کی بات ہے اور نہ ہی کوئی اور بات ہے یہ ایک فیڈرل لاء تھا اس کو ہم opt کر رہے ہیں اور یہ ایک انتہائی انسانی ہمدردی سے متعلقہ معاملہ ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف صاحب! آپ جائیں اور اپوزیشن کے ممبران کو واپس لے کر آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ معاملہ delay ہو رہا ہے اور لوگ اس کی وجہ سے بے پناہ complications کا شکار ہیں اس لئے ہماری یہ کوشش تھی کہ اس کو ترتیب سے ہٹ کر opt کر لیں تاکہ لوگوں کی جو تکالیف ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

مسودہ قانون (ترمیم) انسانی اعضا اور ٹشوز کی پیوندکاری پنجاب مصدرہ 2012

MR SPEAKER: First reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

None has opposed. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012, as recommended by the

Standing Committee on Health, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. There is an amendment from Minister for Law. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That in the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, in clause 1 for sub clause 2, the following shall be substituted:

"2. It shall come into force w.e.f. the 1st day of November 2012."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Health, in clause 1 for sub clause 2, the following shall be substituted:

"2. It shall come into force w.e.f. the 1st day of November 2012."

The amendment moved and the question is:

"That in the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012, as recommended

by the Standing Committee on Health, in clause 1 for sub clause 2, the following shall be substituted:

"2. It shall come into force w.e.f. the 1st day of November 2012."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill, 2012, as amended be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012, as amended be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Transplantation of Human Organs and Tissues (Amendment) Bill 2012, as amended be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور مصدرہ 2012

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 15 of 2012). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

"That University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Livestock and Dairy Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون کو فوری زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2012 (Bill No.31 of 2012). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Local Government (Fourth Amendment)Bill 2012."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Local Government (Fourth Amendment)Bill 2012."

The motion moved and the question is:

"That the requirements of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, and other relevant provisions of Rules ibid may be dispensed with under Rule 234 for consideration and passage of the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2012."

(The motion was carried.)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے خلیل طاہر سندھو صاحب نے اغواء کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! یہاں کوئی کسی کو اغواء نہیں کر سکتا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

First reading starts. Minister for Law!

مسودہ قانون (چوتھی ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2012, as recommended by the

Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

There are some amendments in it but none of them is present. Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill, 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سیکٹر یونیورسٹیز مصدرہ 2012

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012 (Bill No.13 of 2012). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

None has opposed. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: There is a General Amendment in the Bill. The amendment is from Minister for Law.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That in the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "sixty years" wherever occur, the words "sixty five years" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "sixty years" wherever occur, the words "sixty five years" be substituted."

None has opposed. The motion moved and the question is:

"That in the Public Sector Universities (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "sixty years" wherever occur, the words "sixty five years" be substituted."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Sector Universities (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Sector Universities (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Sector Universities (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(123)/2012/767. 10th November, 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. November 8, 2012 (Thursday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 08th November, 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"